فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ،
أَمَّا بَعد!

حق و باطل اور صدق و کذب کی کشمکش ازل سے چلی آ رہی ہے۔ انبیاء و رسل حق کے مبلغ اور داعی تھے۔ ان کے مخالفین راہ حق سے برگشتہ کرنے کے لیے ہر طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرتے رہے۔ گمراہی و ضلالت سے بچنے اور راہ ہدایت پر مستقیم رہنے کا ہر دور میں ایک ہی اصول اور ضابطہ رہا کہ اس وقت کے نبی اور رسول کی اتباع و فرمانبرداری کی جائے۔ آخر میں خاتم النّبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے بھی وحی کی اتباع کو راہ حق پر قائم رہنے اور گمراہی سے تحفظ کا ضامن قرار دیا۔

((تَرَكْتُ مِنْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا: كِتَابُ اللّٰهِ وُسُنَّةُ رَسُوْلِهِ .))

(مؤطا مالك : 321/2)

''میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کے جا رہا ہوں جب تک ان کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے گمراہ نہیں ہو گے: ایک اللہ کی کتاب، اور دوسرے اس کے رسول کی سنت۔''

دین اسلام کتاب و سنت کے مجموعے کا نام ہے۔ اہل اسلام کو اس پر عمل کی دعوت دی گئی ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے آپ کو قولاً و فعلاً قرآن و حدیث کے سانچے میں ڈھال دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو عزت و شرف سے نوازا اور ان کے ایمان کو نمونہ قرار دیا۔ دین و دنیا کے تمام امور کو کتاب و سنت کے تناظر میں دیکھنا ضروری ہے۔ ہماری زندگی کے تمام معاملات کا حل اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی احادیث مبارکہ میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے موقع پر اختلاف ہوا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے اور اپنے اس موقف میں جذباتی نظر آئے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن کی ایک آیت تلاوت کی۔ مسئلہ کی وضاحت فرمائی تو عمر رضی اللہ عنہ قائل ہو گئے۔ خلافت و امارت کے سلسلہ میں اختلاف سامنے آیا، انصار نے خلافت کی آرزو کی، فرمان نبوی ''الائمة من قريش'' نے صحابہ کرام کے درمیان اختلاف کو ختم کر دیا اور خلعت خلافت قریش کے حصہ میں آئی۔

امت مسلمہ کے افتراق و انتشار کا سبب کتاب و سنت سے دوری ہے۔ نتیجتاً یہ خلیج بڑھتی چلی جا رہی ہے۔

حالانکہ فی زمانہ ہر زبان میں قرآن کے تراجم و تفاسیر اور کتب احادیث کے مختلف زبانوں میں ترجموں نے ایک عام انسان کے لیے کتاب و سنت تک رسائی کو آسان بنا دیا ہے۔ اہل علم نے ہر دور کے تقاضوں کے مطابق عوام الناس کی راہنمائی کا فریضہ انجام دیا۔ محدث الامام الحافظ ابوعبداللہ احمد بن ابراہیم الدورقی (متوفی 246ھ) کی کتاب ''مسند سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ'' بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ کتاب چونکہ عربی زبان میں تھی تو اس کا اردو ترجمہ اور احادیث کی علمی توضیح اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے فضل و کرم سے ''ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز'' نے خوبصورت انداز میں شائع کی ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے ہمارے فاضل دوست حافظ محمد فہد حفظہ اللہ (آف منڈی بہاؤ الدین) کو جنہوں نے اس عظیم کتاب کا سلیس اردو ترجمہ کر دیا تا کہ اُردو خواں طبقہ اس سے کامل طور پر مستفید ہو سکے، مزید برآں علمی تخریج اور مفید حواشی نے اس کتاب کو چار چاند لگا دیے ہیں، اور حافظ حامد محمود الخضری حفظہ اللہ نے اس پر نظر ثانی، تصحیح و تنقیح کا فریضہ انجام دیا۔ ہم اُن کے انتہائی شکر گزار ہیں جن کی کاوش اور نگرانی میں یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ مسند سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ترجمہ و تفہیم کے سلسلہ میں درج ذیل امور کا خیال رکھا گیا ہے:

(i) ترجمہ عام فہم اور سادہ و سلیس کرنے کی کوشش کی گئی ہے تا کہ قاری کو حدیث کا مقصود سمجھ آ سکے۔

(ii) ہر حدیث میں موجود مسائل کی مختصر تفہیم فوائد کی شکل میں درج ہے۔

(iii) فوائد میں موجود قرآنی آیات، احادیثِ نبویہ اور آثار کا اصل مصدر سے حوالہ درج کیا گیا ہے۔

(iv) احادیث کی تحقیق و تخریج کے سلسلہ میں آئمہ محدثین کے علاوہ جید محققین محدث البانی اور احمد شاکر وغیرہ کے احادیث پر حکم کو بطور فائدہ ذکر کر دیا گیا ہے۔

(v) ایک حدیث کے فوائد ایک ہی جگہ تحریر کیے گئے ہیں اگر حدیث تکرار سے مذکور ہے تو حدیث نمبر کا حوالہ دے کر فوائد دیکھنے کی گذارش کی گئی ہے اسی طرح اس کی تخریج و تحقیق میں بھی نشاندہی موجود ہے۔

(vi) اگر کوئی حدیث صحیحین میں موجود ہے تو صرف ان کا حوالہ دینے پر اکتفا کیا گیا ہے۔

آخر میں ہم اپنے محسن اور مربی فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ کے انتہائی شکر گزار ہیں جو اپنی مصروفیات کے باوجود ادارہ کی سر پرستی کر رہے ہیں، ان کی ترغیب، تشجیع اور اشراف کا ہی نتیجہ ہے کہ کتب حدیث زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آ رہی ہیں اور ساتھ میں علمی و اصلاحی تقریظ تحریر کر کے ہماری حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ كثر الله أمثاله في العالم .

ممبران ادارہ جناب ابو یحییٰ محمد طارق جاوید، منصور سلیم، میاں سجاد، محمد ناظر سدھو، ظفر اقبال، محمد نادر، فیصل جاوید، فیصل خان، اسجد محمود منج، محمد عرفان، اختر علی، شوکت حیات، انتصار، عبدالوحید، زاہد حسین چھیپہ، محمد مشتاق، ماسٹر الطاف، عندلیب اور ادارہ کی مجلس شوریٰ جناب محمد شاہد انصاری، حاجی نوید آصف، شمشیر اشرف، محمد اکرم سلفی، مرزا ذاکر احمد اور ابوطلحہ صدیقی کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے کہ جن کے تعاون سے کتب حدیث کا کام جاری وساری ہے۔

جناب انکل ابو مؤمن منصور احمد، محمد رمضان محمدی اور محمد سلیم جلالی حفظہم اللہ (اسلامی اکادمی) کی تمام کوششیں اللہ عزوجل اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، کیونکہ ان کے تعاون سے ان کتابوں کی اشاعت ہورہی ہے۔

جناب ابوحفص محمد حسن خان صاحب نے دیدہ زیب وجاذب نظر کمپیوٹر ڈیزائننگ کی، اللہ تعالیٰ اُن کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے۔

اللہ کے حضور سر بسجود ہوکر دعا گو ہیں کہ وہ اس کتاب کو ہم گنہگاروں کی نجات کا ذریعہ بنائے کہ اس کی رحمت بے کنار ہے۔ اللہ عزوجل اس عظیم کام خدمتِ حدیث کو ہمارے، ہمارے والدین، دوست احباب اور ہمارے اساتذہ کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمْ.

وکتبہ

ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی

رئیس: ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز، لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمُدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ، وَنَسْتَغْفِرُهٗ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِي اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ ﴾ (آل عمران: 102)

﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝ ﴾

(النساء: 1)

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ ﴾ (الأحزاب: 70، 71)

اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ.

حدیث کی حیثیت قرآن والی ہے:

یہ موقف بالکل درست ہے، اٹل اور دوٹوک ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت کی وہی حیثیت ہے جو قرآن مجید کی ہے اور جس طرح قرآن مجید کے کسی ایک لفظ یا کسی ایک آیت کا منکر کافر ہوتا ہے اسی طرح رسول اکرم ﷺ سے ثابت کسی صحیح حدیث یا اس کے کسی ایک لفظ کا منکر کافر ہے۔ جس طرح قرآن مجید سے امر و نہی ثابت ہوتا ہے اسی طرح رسول اکرم ﷺ کی احادیث سے بھی امر و نہی ثابت ہوتا ہے۔ جس طرح قرآن مجید عقیدہ میں دلیل قطعی ہے اسی طرح محمد رسول اللہ ﷺ کی حدیث بھی عقیدہ میں دلیل قطعی ہے۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے خود ارشاد فرمایا: ((أَلَا اِنِّي أُوْتِيْتُ الْكِتَابَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ.)) (سنن ابوداؤد، رقم: 4604)

مسند احمد میں یہ الفاظ ہیں: ((اَلَا اِنِّی اُوْتِيْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ)) (مسند احمد: 16722) ''خبردار!

مجھے قرآن مجید اور اس کے ساتھ اس جیسی ایک اور چیز بھی دی گئی ہے۔''

''خبردار'' حرف تنبیہ ہے۔ خبردار! یہ بات توجہ سے سنو اور اسے اپنے دل و دماغ میں بٹھالو اور اسے آگے پہنچادو، لوگوں کو بتادو کہ مجھے میرے رب تعالیٰ نے کیا دیا ہے۔ مجھے اپنے رب کی طرف سے کیا ملا ہے......؟ فرمایا کہ: ((أُوْتِيتُ الْقُرْآنَ)) ''مجھے قرآن دیا گیا ہے۔''((وَمِثْلَهُ مَعَهُ)) ''اور قرآن کے ساتھ ایک چیز اور بھی دی گئی ہے۔''

وہ بھی قرآن جیسی ہے۔ اس چیز میں اور قرآن میں کوئی فرق نہیں ہے۔ یعنی جس طرح قرآن اللہ تعالیٰ کی وحی ہے، اسی طرح وہ چیز بھی اللہ تعالیٰ کی وحی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے دو چیزیں دیں ہیں اور یہ بات تو قرآن مجید میں بھی ہے:

﴿وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾ (النسآء: 113)

''اللہ تعالیٰ نے آپ (علیہ السلام) پر کتاب اور حکمت کو اتارا۔''

قرآن اور حدیث کا چرچا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے:

قرآن و حدیث کا چرچا ابراہیم علیہ السلام کے دور سے ہوتا آرہا ہے۔ انھوں نے بیت اللہ بنایا اور پھر گڑگڑا کر کچھ دعائیں کیں۔ ان میں سے ایک دعا یہ بھی تھی:

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ﴾ (البقرة: 129)

''اے اللہ! اس سرزمین میں (میں نے یہ تیرا گھر بنایا ہے) اس قوم میں، ان لوگوں میں، ایک رسول بھیج۔''

جس کے بہت سے وظائف کے ساتھ ساتھ ایک وظیفہ یہ بھی ہو کہ:

﴿وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾ (البقرة: 129)

''کہ وہ رسول انھیں قرآن اور حدیث کی تعلیم دے۔''

قرآن اور حدیث کا یہ ذکر اللہ تعالیٰ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل مختلف ادوار میں جاری رہا۔ چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو ہم نے چار چیزوں کی تعلیم دے دی ہے:

﴿وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝﴾ (آل عمران: 48)

ایک تورات کی، دوسری انجیل کی، تیسری قرآن کی اور چوتھی حدیث کی۔

انجیل کی تعلیم اس لیے کہ وہ ان کی اپنی کتاب ہے، جس کی دعوت پر وہ مکلّف تھے۔ تورات کی اس لیے کہ

ان کی قوم کے لیے احکام تورات کے تھے کہ جو ان سے قبل موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی اور قرآن وحدیث کی تعلیم اس لیے دی کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے وہ نبی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر اُٹھالیا اور قیامت قائم ہونے سے قبل انھیں زمین پر بھیجے گا۔ اس وقت جو دور دورہ ہوگا وہ اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا اور کیفیت یہ ہوگی کہ دین تقریباً مٹ چکا ہوگا، مختلف مذاہب، مختلف فرقے، مختلف گروہ، مختلف پارٹیاں، اس دین کا حلیہ بگاڑ چکی ہوں گی۔ اس وقت اس دین کی تجدید کی ضرورت ہوگی تو اللہ رب العزت نے عیسیٰ علیہ السلام کو پہلے ہی قرآن و حدیث کی تعلیم دے دی تاکہ جب وہ قرب قیامت نازل ہوں تو قرآن وحدیث کے علم سے ان کا سینہ منور ہو اور وہ اس زمین پر قرآن و حدیث کو نافذ کریں۔ اس دین کے بگڑے حلیے کی اصلاح کریں اور شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قائم کردیں۔ تو گویا یہ قرآن وحدیث کا چرچا ہو رہا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس وعدے کے مطابق دعائے ابراہیمی کے مطابق فرمایا:

﴿وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ﴾ (النسآء : 113)

''اللہ تعالیٰ نے آپ (علیہ السلام) پر کتاب اور حکمت کو اتارا۔''

قرآن اور حدیث کا ایک جیسا اعتبار ہے:

اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ ''یہ حدیث جو قرآن کے ساتھ مجھے دی گئی ہے یہ قرآن جیسی ہے'' کا معنی یہ ہے کہ جو آئینی حیثیت قرآن کی ہے، وہی حدیث کی ہے۔ کیوں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کو برابر قرار دے رہے ہیں۔ ایک اور حدیث میں مزید صراحت ہے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی کی کہ:

''عنقریب ایک وقت آئے گا کہ ایک شخص اپنی مسند سے ٹیک لگائے بیٹھا ہوگا، اپنی کرسی پر متمکن ہوگا:

((يَاْتِيْهِ الْاَمْرُ مِنْ اَمْرِیْ)) (سنن ابوداؤد ، رقم : 4605، سنن ابن ماجه ، رقم : 13، سنن ترمذی ، رقم : 2663)

''اس کے پاس میرا کوئی امر آتا ہے، تو وہ کہتا ہے کہ یہ قرآن میں تو نہیں ہے، ہمارے لیے قرآن کافی ہے۔''

حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرا جو امر ونہی ہے وہ بالکل ویسا ہی ہے جیسا قرآن کا امر ونہی ہے۔ بلکہ ایک حدیث کے الفاظ ہیں کہ اس کو بتادینا کہ:

((وَاِنَّ مَاحَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مِثْلُ مَاحَرَّمَ اللّٰهُ)) (سنن ابن ماجه ، رقم : 12)

''جس چیز کو اللہ تعالیٰ کا پیغمبر (ﷺ) حرام کہہ دے وہ ایسے ہی جیسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔''

یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کی تحلیل اور تحریم وزن کے اعتبار سے، ایمان کے وجوب کے اعتبار سے، اطاعت کے اعتبار سے، قبول کرنے کے اعتبار سے، وہی طاقت وزور رکھتی ہے جو قرآن کی تحلیل وتحریم کے اندر ہے۔

پرویزیت یہودیت کی پیداوار ہے:

میرے دوستو! یہ فتنۂ انکار حدیث اور فتنۂ پرویزیت، اس کے بارے میں میرا دعویٰ یہ ہے کہ یہ گروہ اسلام سے خارج ہے۔ یہ ولیدۂ یہود ہے۔ میری تحقیق کے مطابق یہ یہودیوں کی فیکٹری سے نکلا ہے۔ یہودیوں کا پیدا کردہ ہے، یہ یہودیوں کی ذریت ہے۔

یہودی اسلام کے سب سے بڑے دشمن ہیں:

یہودی اسلام کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔ یہود اسلام کے خلاف بڑی سازشیں کرنے والی قوم ہے۔ جب رسول اللہ اکرم ﷺ کے دور میں جہادی یلغار سے یہودیوں کو سرزمین عرب سے نکال دیا گیا اور بیشتر علاقوں میں ان کی عورتیں مسلمانوں کی لونڈیاں بن گئیں، ان کا مال واسباب مسلمانوں کے لیے مال غنیمت بن گیا اور وہ سرزمین عرب سے نکال دیے گئے تو پھر یہ لوگ آرام سے نہیں بیٹھے۔ پھر ان کے شب و روز کا کام اسلام کے خلاف سازشیں، اسلام کے خلاف پلاننگ اور تدبیریں کرنا تھا۔ انھوں نے سمجھ لیا کہ میدان جنگ میں ہم مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے چنانچہ اپنے ان شیطانی عقول سے، شیطانی افکار سے، اسلام کو کمزور کرنے کی کوشش کریں۔ یہ فتنہ ارتداد، فتنہ منع الزکوٰۃ، یہ سب یہود کی ہی سازش ہے۔ ان فتنوں میں سے ایک فتنہ یہ بھی تھا۔ وہ اچھی طرح جانتے تھے۔ یہودی جاہل قوم نہیں ہے، یہ پڑھی لکھی قوم ہے۔ اس لیے قرآن نے ان کو مغضوب کہا ہے جو غضب کے قابل ہے۔ غضب کا مستحق وہ ہوتا ہے جو پڑھا لکھا ہونے کے باوجود نہ مانے اور عمل نہ کرے۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا تھا:

﴿ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ؕ ﴾ (الصف : ۵)

''اے قوم والو! تم مجھے کیوں تکلیف دیتے ہو، حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا سچا رسول ہوں۔''

وحی کی اقسام:

ان کے پاس علم تھا، انھیں یہ بات معلوم تھی کہ دین اسلام کی اصل بنیاد وحی ہے اور وحی کی دو صورتیں ہیں: قرآن مجید اور حدیث، وحی جلی اور وحی خفی، وحی متلو اور غیر متلو۔ قرآن مجید اصولی کتاب ہے جو اصول وضع کرتی

ہے۔اس نے احکام و مسائل کی طرف اشارے کر دیے۔اور اللہ تعالیٰ نے ان کا بیان اپنے پیغمبر ﷺ پر چھوڑ دیا۔چھوڑا اس طرح کہ وہ بھی ہم آپ ﷺ کو بذریعہ وحی بتائیں گے،آگاہ کریں گے۔لیکن وہ بیان آپ اپنی زبان سے ان تک پہنچائیں اور اس بیان پر پورے دین کا مدار ہے۔قرآن مجید اکیلی کتاب معاشرے کو نہیں چلاسکتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے ہمارا ایک امتحان رکھا ہے کہ قرآن کے ساتھ وحی خفی کے طور پر حدیث دی اور قرآن کی تفسیر اور وضاحت حدیث سے کروائی۔سارا یہ معاملہ اتباع کا ہے اور اتباع کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک امتحان ہے۔چنانچہ یہودیوں کی یہ کوشش تھی کہ:

''ان کا ارتکاز صرف قرآن پر ہو جائے۔ایسا تو ممکن نہیں ہے کہ حدیث کو بھی چھوڑ دیں اور قرآن کو بھی چھوڑ دیں۔لیکن ان کو یہ دعوت دی جائے، یہ جراثیم ان کے اندر سرایت ہو جائیں کہ یہ قرآن کو تو نہ چھوڑیں لیکن حدیث کو چھوڑ دیں۔''

دین کا اصل مدار حدیث پر ہے اور فرقہ پرستی اور بدعات کی اساس انکار حدیث پر ہے۔

فتنہ انکار حدیث اور روافض:

لہٰذا وہ باطل گروہ جو عالم اسلام کی صفوں میں داخل ہوئے، ان تمام گروہوں کے مناہج کی بنیاد انکار حدیث تھی۔روافض نے حدیث کا انکار کیا۔ان کا طریقہ واردات یہ تھا کہ جناب علی رضی اللہ عنہ اور بعض وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جن کی ان کے ساتھ موالات اور دوستی ثابت ہے وہ پندرہ کے قریب ہیں، بس وہ صحیح ہیں باقی سب مرتد ہو گئے (نعوذ باللہ) ابوبکر صدیق، عمر بن الخطاب، عثمان غنی، ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم وہ ان سب کے ارتداد کے قائل ہیں۔جب وہ ان کا اسلام ہی قبول نہیں کرتے تو ان کے طریق سے آنے والی حدیثیں کیسے مانیں گے؟ چنانچہ انکار حدیث میں ان کا طریقہ واردات صحابہ رضی اللہ عنہم کے راستے سے تھا کہ وہ رجیل اوّل، وہ پہلا گروہ جس نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ کی حدیثیں سنیں، اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ کی سنتوں اور اعمال کا مشاہدہ کیا، حدیثوں کو روایت کیا، اس گروہ ہی کو نہ مانو تا کہ نہ اس کو مانیں اور نہ اس کے طریق سے آنے والی حدیثوں کو مانیں، اس طرح حدیثوں کا صفایا ہو جائے، سنتوں کا انکار ہو جائے اور یہ پاکیزہ لوگ جنھوں نے اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ کے عمل کو دیکھا، اپنے کانوں سے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ کے فرامین کو سنا اور یہ دین کے محافظ، دین کے راوی، دین کے ناقل، سارا دین ان ہی کے طریق سے آتا ہے، جب ان کو ہی نہیں مانیں گے تو ان کے طریق سے آنے والی عام احادیث کا انکار خود ہی ہو جائے گا، یہ ایک سازش تھی۔

فتنہ انکار حدیث اور خوارج:

اس سے قبل ایک اور گروہ خوارج کا تھا۔ خوارج نے تحکیم کا بہانا بنایا اور شیخین یعنی ابوبکر صدیق اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کے علاوہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کی تکفیر کے قائل ہو گئے کہ تحکیم قبول کر کے یہ سب کے سب کافر ہو گئے (نعوذ باللہ) جب تحکیم کے بعد ان کی تکفیر کے قائل ہوئے تو ان کے نزدیک ان کی روایتوں کی اور ان کی حدیثوں کی حیثیت ختم ہو گئی۔ چنانچہ یہ دونوں فتنے یعنی روافض اور خوارج کی بدعات کی اساس انکار حدیث پر ہے۔ خوارج نے شیخین کے علاوہ سب کی احادیث کا انکار کر دیا اور روافض نے ان پندرہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ جن کی موالات جناب علی رضی اللہ عنہ سے ثابت تھی، تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کی مرویات کا انکار کر دیا اور وہ جو پندرہ صحابہ رضی اللہ عنہم تھے، ان کی بھی وہ احادیث لیں جو بقول ان کے اپنے ائمہ کی سند سے تھیں، جن کے راوی ان کے اپنے ائمہ تھے۔ بقیہ محدثین نہیں، بخاری اور مسلم ان کے ہاں محدث نہیں تو ان کی حدیثیں بھی نہیں لیں، بلکہ جن کے راوی ان کے اپنے ائمہ تھے ان کی حدیثیں لیں اور ان تمام احادیث کی بنیاد وضع تھی۔ ان میں ایسے لوگ شامل تھے جو وضاع اور کذاب تھے۔ نتیجہ یہ کہ انھوں نے اپنی اس فکر کے ذریعے سے احادیث کو بالکل مطعون اور ملتبس کرنے کی کوشش کی۔

تمام فتنوں کی جڑ یہودیت ہے:

یہ دین اسلام کے اولین فتنے تھے اور اگر آپ ان پر غور کریں گے، ان کے جز و اور اصول دیکھیں گے تو یہ سب کے سب ولیدۂ یہود ہیں، ان کی بنیاد میں آپ کو یہودی سازش ملے گی اور یہودیوں کو یہ معلوم تھا کہ مسلمانوں سے قرآن اور حدیث ہم نہیں چھین سکتے، اگر ہم حدیث کو چھیننے میں کامیاب ہو گئے تو پورا دین ختم ہو سکتا ہے کیوں کہ اکیلا قرآن سارے مسائل حل نہیں کر سکتا۔ قرآن نماز نہیں پڑھا سکتا۔ یہ جو کہتے ہیں کہ نماز پڑھو؟ یہ قرآن نے بیان نہیں کیا۔ کتنی نمازیں ہیں؟ قرآن نے نہیں بتایا۔ طریقہ نماز کیا ہے؟ قرآن نے نہیں بتایا۔ نماز شروع کہاں سے ہوگی، ختم کیسے ہوگی؟ قرآن نے نہیں بتایا۔

قرآن کہتا ہے زکوٰۃ دو، لیکن زکوٰۃ کی تفصیلات نہیں بتائیں۔ اگر کسی کے پاس اونٹ ہیں تو کیا نصاب ہے؟ بکریاں ہیں تو کیا نصاب ہے؟ سونا اور چاندی ہے تو کیا نصاب ہے؟ درہم اور دینار ہیں تو کیا نصاب ہے؟ روپیہ پیسہ ہے تو کیا نصاب ہے؟ باغات ہیں، کھیتیاں ہیں تو کیا نصاب ہے؟ اور اگر کھیتیوں کو پانی بارش سے دیا جائے تو اس کا کیا نصاب ہے؟ اور اگر ڈولوں کی مدد سے کھینچ کھینچ کر کھیتوں کو سیراب کیا گیا تو اس کا کیا نصاب ہے؟

قرآن نے یہ نہیں بتلایا۔ اکیلا قرآن نہ عبادت کو چلا سکتا ہے نہ معاملات کو چلا سکتا ہے۔ یہ سارے کا سارا کام حدیث رسول ﷺ کے ساتھ ہی سنور سکتا ہے۔ اس لیے حدیث کو چھینو، انھیں گمراہ کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔

فتنہ انکار حدیث اور معتزلہ:

تیسرا فرقہ اس دور میں معتزلہ کا تھا۔ معتزلہ نے ایک عجیب طرح چھوڑی اور تفریق کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ بعض اوقات ہمارے سامنے ایسی حدیثیں آتیں ہیں، جن کی بنیاد ایک راوی پر ہوتی ہے، یہ خبر واحد ہے اور بعض اوقات ایسی حدیثیں آتی ہیں، جن کے راوی پچاس، ساٹھ، ستر، اسی ہوتے ہیں۔ ان کی اصطلاح کے مطابق یہ خبر متواتر ہے۔ انھوں نے یہ شوشہ چھوڑا کہ خبر متواتر علم یقینی رکھتی ہے اور خبر واحد علم ظنی پر مشتمل ہے۔ لہٰذا ہم ظنون کو، شبہات کو، علم قرار نہیں دیں گے، وہ حدیث جو متواتر ہے، اسے ہم مانتے ہیں اور جو احاد ہیں، انھیں ہم نہیں مانتے۔ چنانچہ اس فرقے کی بنیاد بھی انکار حدیث ہے۔

خبر واحد پر عمل کی ایک مثال:

یہ سارے اصول لوگ دین پر ڈھاتے ہیں، لیکن کوئی شخص آ کر بتا دے کہ تمھارے گھر میں آگ لگ گئی تو بھاگے جائیں گے۔ اس کو نہیں کہیں گے کہ تم اکیلے ہو، خبر واحد ہے، ہم نہیں مانتے، اپنے گھر بھاگے جائیں گے کہ گھر جل نہ جائے۔ یہ نہیں کہیں گے کہ ہمارے گھر جلنے کی خبر پچاس، ساٹھ، ستر، اسی راوی لے کر آئیں گے تو پھر ہم مانیں گے کہ گھر کو آگ لگ گئی ہے ورنہ ہم نہیں مانیں گے، نہیں! وہ نقصان اپنی ذات کو ہو رہا ہے، بھاگے جائیں گے، لیکن یہ سارا معاملہ دین کو کمزور کرنے کی سازش ہے۔

باطل فرقوں کا بدعات کے لیے استدلال:

آپ دیکھیں! ابتداء میں جس قدر گروہوں اور فرقوں نے جنم لیا، ان تمام کی بدعات کا استدلال قرآن سے تھا۔ چنانچہ جہمیہ، معطلہ، قدریہ، جبریہ، روافض، معتزلہ، متکلمین ان تمام نے جو بدعات اختراع کیں (تفصیلات آپ کتابوں میں پڑھ سکتے ہیں) لیکن انھوں نے اپنی تمام بدعات کا سہارا قرآن کے ذریعے لیا، اس طرح کہ اپنی من مانی تاویلیں کیں۔ سلامتی والا راستہ یہ ہے کہ قرآن کو لو اور اس کو اس طرح سمجھو جس طرح محمد رسول اللہ ﷺ نے سمجھا دیا ہے۔

حدیث ہی دین کی تکمیل ہے:

حدیث پورا دین ہے جو اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ نے پوری زندگی پیش کیا۔ آخری وقت آ گیا تو یہ فرما گئے کہ:

((تَـرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَينِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِما: كَتابُ اللّٰهِ وَسنَّةُ رَسُوْلِهِ .))

(مؤطا مالك : 321/2، مشكوة ، رقم : 361، المستدرك للحاكم : 63/1)

''میں تمھارے بیچ دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، جب تک ان دو چیزوں کو تھامے رہو گے، تمھیں دنیا کی کوئی طاقت گمراہ نہیں کر سکے گی، ایک قرآن اور دوسری حدیث۔''

کتاب اللہ میں بھی اس چیز کی تکرار وارد ہے:

﴿ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ﴾ (النسآء : 59)

''اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو۔''

﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ ﴾ (آل عمران : 31)

''بتا دو کہ لوگو! اگر تم اللہ کی محبت چاہتے ہو تو میری اتباع کرو۔''

﴿ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ﴾ (النسآء : 59)

''لوگو! اگر تمھارے درمیان نزاع ہو جائے تو اس کو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی طرف لوٹا دو۔''

''اللہ کی طرف لوٹا دو'' یہ قرآن مجید ہے۔ اور ''رسول اللہ (ﷺ) کی طرف لوٹا دو'' یہ آپ ﷺ کی حدیث ہے۔ عمر بھر اسی چیز کی تکرار رہی کہ قرآن اور حدیث ہی دین ہے۔ لیکن ان گمراہ فرقوں نے حدیث کو چھوڑ کر جب اپنی عقل سے قرآن پر غور کیا تو گمراہ ہوئے اور لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی۔

فتنہ انکارِ حدیث، قرآن کے خلاف سازش ہے:

لہٰذا فتنہ انکار حدیث ایک سازش ہے، نہ صرف یہ کہ حدیث کے خلاف بلکہ قرآن کے خلاف بھی، کیوں کہ قرآن کا فہم حدیث کا محتاج ہے۔ جب تم حدیث کو نہیں مانو گے تو گویا تم نے قرآن کو بھی نہیں مانا۔ اب خوارج نے حدیث کا انکار کر دیا ہے کہ شیخین کے علاوہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم ہمارے نزدیک کافر ہو گئے۔ (نعوذ باللہ)

لہٰذا ہم کسی کی حدیث کو نہیں مانیں گے، انھوں نے قرآن کو بھی نہیں مانا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب خوارج کی خبر دی کہ ایک قوم پیدا ہونے والی ہے۔ فرمایا:

((يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّيْنِ))

''وہ دین سے نکل جائیں گے۔''

((كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ))

''جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے، واپس نہیں لوٹتا۔''

اور ساتھ ساتھ یہ فرمایا:

((وَيَقْرَءُ وْنَ الْقُرْآنَ وَلَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ))

(صحيح البخاری ، رقم : 6930، صحيح مسلم ، رقم : 2462)

''وہ قرآن کو پڑھیں گے، لیکن حقیقت یہ ہوگی کہ قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا۔''

فہم قرآن، حدیث کا محتاج ہے:

حدیث کے بغیر قرآن کو ماننا، کیا ماننا ہے، یہ ماننا نہیں ہے۔ اگر حدیث کو نہیں مانا تو تم نے قرآن کو بھی نہیں مانا۔ کیوں کہ فہم قرآن، حدیث کا محتاج ہے۔ اس وقت تک قرآن صحیح معنوں میں سمجھ میں نہیں آ سکتا، جب تک ساتھ ساتھ حدیث نہ ہو، چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وظیفہ نبوت کیا تھا:

﴿لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ (النحل : 44)

''اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم نے آپ کو بھیجا ہے تاکہ جو وحی آپ کی طرف آرہی ہے، اسے کھول کھول کر لوگوں کے سامنے بیان کریں۔''

یہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا وظیفہ ہے۔ قرآن بیان کرتا ہے:

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا﴾ (الانعام : 114)

''اللہ وہ ذات ہے جس نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف کتاب اُتاری۔''

''مُفَصَّلًا'' سے منکرین حدیث کا دھوکہ اور اس کا صفایا:

بیشتر منکرین حدیث اپنی جہالت کی بنیاد پر اس آیت سے دھوکا کھاتے ہیں، اور دیتے ہیں، اُن کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کتاب مفصل اتار دی، اس لیے کسی اور چیز کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس آیت کا یہ ترجمہ نہیں ہے، یہ ترجمہ جہالت کی بنیاد پر کیا گیا ہے:

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا﴾

بھئی یہ کیا ترکیب ہے؟ جس ترکیب کے مطابق عام پرویزی اس کا ترجمہ کرتے ہیں، وہ موصوف صفت والا ترجمہ کرتے ہیں، یہ کتاب مفصل ہے، جب کتاب مفصل ہے تو پھر کسی اور چیز کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ صاف کہہ دیتے ہیں۔ لیکن بتاؤ یہ موصوف صفت ہے؟ یہ ترکیب توصیفی ہے، آپ جانتے ہیں کہ ترکیب توصیفی میں

دونوں جز موصوف اور صرف آپس میں مطابق ہوتے ہیں اور مطابقت چار چیزوں میں ہوتی ہے، جن میں سے ایک تعریف اور تنکیر کی بھی ہے۔ اب "الْكِتَابَ" معرفہ ہے۔ "مُفَصَّلًا "نکرہ ہے۔ معرفہ کی صفت نکرہ نہیں ہو سکتی، لہٰذا یہ ترکیب توصیفی نہیں ہے، جب ترکیب توصیفی نہیں ہے تو پھر اس کا ترجمہ ترکیب توصیفی والا نہیں ہوگا۔ ترکیب میں مفصلا ، الکتاب سے حال ہے۔ اب ترجمہ کرو:

﴿هُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا﴾

"اللہ وہ ذات ہے جس نے آپ (ﷺ) کی طرف کتاب اتاری، اس حال میں کہ اس کتاب کی تفصیل بھی بیان کر دی گئی ہے۔"

معنی یہ کہ کتاب اور چیز ہے اور اس کی تفصیل اور چیز ہے۔ یہ تمھارا ترجمہ تمھارے جہل کی بنیاد ہے، جو غلط ہے۔ یہ ترکیب توصیفی نہیں ہے، بلکہ یہ حال ذوالحال ہے، اس کا ترجمہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے کتاب اتاری اس حال میں کہ اس کتاب کی تفصیل بھی اللہ تعالیٰ نے کی۔ بیان کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور اس کی دلیل صریح ایک اور مقام پر ہے:

﴿كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۝﴾ (ھود : 1)

"یہ کتاب ہے جس کی آیتیں محکم ہیں، پھر ان آیتوں کی تفصیل کی گئی۔"

وہ تفصیل کس کی طرف سے ہے؟ ﴿مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ﴾

"وہ بھی اللہ حکیم وخبیر کی طرف سے ہے۔" یعنی ایک کتاب ہے اور ایک اس کی تفصیل ہے، کتاب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اس کی تفصیل بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ لہٰذا یہ دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں، اس کی تفصیل بیان کرنا لوگوں کے سامنے پیش کرنا، یہ محمد رسول اللہ ﷺ کا وظیفہ ہے۔ چنانچہ یہ بات اچھی طرح ثابت ہوتی ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے قرآن مجید کی تفصیل کی۔ اس کی تفسیر خود بیان کردی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ دس آیتیں اترتیں:

((وَاَصحابُ رسول اللّٰه ﷺ لَمْ يُجاوِزُوهَا حَتّٰى يَتَعَلَّمُوا مَا فِيْهَا مِنَ الْعِلْم وَالْعَمِل)) (فتاوٰی ابن تیمیہ : 1308/3)

"اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس وقت تک آگے نہ بڑھتے جب تک ان دس آیتوں کا علم وعمل اللہ تعالیٰ کے پیغمبر (ﷺ) سے حاصل نہ کر لیتے۔"

یہ علم دینے والا اللہ کا پیغمبر (ﷺ)۔عمل بتانے والا اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ﷺ ہے اور آخری بات وہ یہ کہتے ہیں کہ:

((فَتَعَلَّمْنَا الْقُرْآنَ وَالْعِلْمَ وَالْعَمَلَ جَمِيْعًا))

(الاتقان : 468/2 عن ابن مسعود ایضًا ، فتاوٰی ابن تیمیة : 331/13)

''ہم نے قرآن اور قرآن کا علم اور اس پر عمل تینوں چیزیں اکٹھی حاصل کیں۔''

اس کا معنی یہ کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے قرآن مجید کی تفصیل اور تفسیر کی ۔ اس کا ایک شاہد یہ بھی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں آتا ہے:

((اَقَامَ عَلٰی حِفْظِ "الْبَقَرَةِ" ثَمَان سَنَوَاتٍ)) (التفسیر والمفسرون : 7/2)

''صرف سورۃ البقرۃ کے حفظ کرنے پر انھیں آٹھ سال لگ گئے ۔''

ان کا حافظہ کمزور نہیں تھا کہ آٹھ سال میں سورۃ البقرۃ یاد کی ۔ بلا کے ذہین تھے، بلا کا حافظہ تھا، آج ہمارا بچہ بھی چند ماہ میں سورۃ البقرہ کا حافظ بن جاتا ہے، ان کا جو حفظ تھا اور تعلم تھا وہ تفسیر اور امر کے ساتھ ساتھ تھا یعنی سورۃ البقرۃ کو یاد رکھنے ، اسے سیکھنے ، اس کا علم حاصل کرنے پر آٹھ سال لگے ۔ کیوں کہ قرآن مجید کی سب سے بڑی سورت جو سب سے زیادہ احکام پر مشتمل ہے، وہ سورۃ البقرۃ ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ سے اس سورۃ کو سیکھنے اور یاد کرنے میں آٹھ سال کا عرصہ لگا ، یہ بھی دلیل ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اللہ کے پیغمبر ﷺ سے قرآن کی تفسیر لیا کرتے تھے۔طبرانی میں ایک روایت موجود ہے، اس سے بھی صراحت ہوتی ہے ،صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ:

((أنّ عُمَرَ قَال ثُمَّ إنّ مِنْ آخِرِ مَا نَزَلَ آيَةُ الرِّبٰوتَوَفّٰی رسولُ اللّٰه قَبْلَ انْ يُفَسِّرُها)) (مسند احمد: 49/1 ، رقم : 350، تفسیر طبری : 75/3)

''قرآن مجید کی جو آخری آیت اتری ، احکام کے لحاظ سے وہ سود کی آیت تھی اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر (ﷺ) اس آیت کی تفسیر بیان کرنے سے قبل ہی فوت ہو گئے ۔''

اس میں دلیل ہے کہ اللہ کے پیغمبر ﷺ نے ہر آیت کی تفسیر کی اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے لی ،لیکن احکام میں جو آخری آیت نازل ہوئی ، وہ آیت ربا تھی اور اللہ کے پیغمبر ﷺ اس کی تفصیل بیان کرنے سے قبل ہی فوت ہوگئے ۔ اس میں کوئی نقص باقی نہیں رہا وہ آیت واضح تھی ، اس میں کوئی ابہام ہوتا یا تفصیل طلب کوئی چیز ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ اسے بیان کیے بغیر نہ چھوڑتے ،لیکن وہ بات واضح تھی ، البتہ اس میں دلیل ہے کہ اللہ کے

پیغمبر ﷺ نے ہر آیت کی تفسیر کی۔

قرآن کی تفسیر کا معاملہ انتہائی نازک اور حساس ہے:

قرآن کی تفسیر کا معاملہ سب سے زیادہ نازک اور حساس ہے۔ امام مسروق رحمہ اللہ ایک تابعی گزرے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ:

''قرآن کی تفسیر کرنے والے چوکنے اور محتاط ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ، کیوں کہ قرآن کی تفسیر روایت ہے خالق کائنات کی طرف سے یہ کوئی کھیل یا مذاق نہیں ہے۔''

جس طرح اس کو منکرین حدیث اور پرویزیوں نے کھیل بنا دیا ہے۔ من مانی کی تفسیریں کر کے اور من مانے مطالب بیان کر کے اسے ایک معمہ بنا دیا ہے۔ یہ قرآن کا مقام نہیں۔ قرآن کی تفسیر کے تعلق سے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ کا فرمان ہے کہ:

((اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِی الكِتَابَ واللَّبنَ)) (مسند احمد، رقم: 16867)

''مجھے اپنی اُمت پر دو خطرے ہیں۔ ایک خطرہ قرآن کے بارے میں ہے دوسرا خطرہ دودھ کے بارے میں ہے۔''

صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: ''قرآن کا خطرہ کیا ہے، اور دودھ کا خطرہ کیا ہے؟'' فرمایا: کہ قرآن کا خطرہ یہ ہے کہ:

((يَتَعَلَّمَهُ الْمُنَافِقُوْنَ ثُمَّ يُجَادِلُوْنَ بِهِ الَّذِيْنَ آمَنُوا)) (مسند احمد، رقم: 16867)

''اس اُمت کے منافق، اس اُمت کے بعض بے ایمان لوگ، قرآن کو اپنی خواہشات کے مطابق سیکھیں گے اور سیکھنے کے بعد اس قرآن کو لے کر، اس کی آیتیں پڑھ پڑھ کر مومنین سے جھگڑیں گے۔''

اللہ کے نبی ﷺ کی یہ حدیث ان پرویزیوں پر مکمل فٹ ہو رہی ہے، جو قرآن کی آیتیں پڑھ پڑھ کر جھگڑتے ہیں اور بحثیں اور مناظرے کرتے ہیں، اس کے صحیح فہم کے ساتھ نہیں بلکہ من مانی تاویلوں کے ساتھ۔ فرمایا کہ یہ خطرہ تو قرآن کے بارے میں ہے۔ اور دوسرا خطرہ دودھ کے بارے میں یہ ہے کہ لوگ دودھ کے جانور بکریاں، اونٹنیاں، گائے وغیرہ میں مشغول ہو جائیں گے۔ ریوڑ ہوں گے، ان کو لے کر نکل جائیں گے۔

((فَيَخْرُجُوْنَ مِنَ الْجَمَاعَاتِ وَيَتْرُكُونَ الْجُمُعَاتِ)) (مسند احمد، رقم: 16867)

''نتیجہ یہ ہوگا کہ جماعتوں سے غیر حاضر ہوں گے اور جمعہ چھوڑتے جائیں گے۔''

یہ دودھ کا خطرہ ہے کہ کاروباروں میں اس قدر منہمک ہوں گے کہ کاروبار پھیل جائیں گے، ان کے پھیلاؤ

کو سنبھالنے کے لیے وہ باہر نکلیں گے، جب وہ باہر نکلیں گے تو جماعتیں بھی چھوٹیں گی، جمعہ بھی رہ جائیں گے۔

فرمایا یہ خطرہ ہے دودھ کا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((هَل تَعْرِفُ مَايَهْدِمُ الإِسْلَام؟ زِلَّةُ الْعَالِمِ، وَجِدَالُ الْمُنَافِقِ بالكِتَابِ، وَحُكْمُ الْائمةِ المُضِلّيْنَ)) (سنن دارمی، رقم: 214)

''کیا تم جانتے ہو کہ اسلام کو گرانے والی کون سی چیزیں ہیں؟ عالم کی ٹھوکر، منافقین کا قرآن لے کر جھگڑنا اور گمراہ حکام۔''

اسلام کیسے منہدم ہوتا ہے یا اسلام کی عمارت کیسے گرتی ہے؟ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں ہیں:

ایک ہے:

((زِلّة الْعَالِم)) ''عالم کی ٹھوکر۔''

دوسری چیز:

((وَجِدَالُ الْمُنَافِقِ بالكِتَابِ))

''اس اُمت کے بعض منافقین قرآن کی آیتیں لے لے کر جھگڑا کریں گے۔''

تیسری بات:

((اَئِمَّةُ مُضِلّيْنَ))

''گمراہ حکام کا حکم، ان کے فیصلے، ان کی قرار دادیں۔''

فرمایا کہ یہ بھی دین اسلام کو ڈھانے والی ہیں۔ اس سے آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ تفسیر قرآن کا کیا مقام ہے؟ یہ کوئی کھیل تماشا نہیں ہے۔ یہ بڑی احتیاط کا کام ہے، یہ ایک بڑا حساس عمل ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص گیا اور کہا کہ ﴿فَاكِهَةً وَّ اَبًّا﴾ قرآن کی ایک آیت ہے، اس کی تفسیر کیجیے!

تو آپ رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اُمت میں سب سے افضل ہیں، انھوں نے فرمایا کہ:

((اَيُّ سَمَآء تُظِلنی وَاَیُّ اَرْضٍ تُقِلُّنِیْ اِنْ قُلْتُ فِی الْقرآنِ بالرَّأي))

(الاتقان فی علوم القرآن 304/1، الإحكام فی اصول القرآن لابن الجصاص)

''اگر میں قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کر دوں، تو مجھے بتاؤ کہ کون سا آسمان ہے جو مجھ پر سایہ کرے

گا اور وہ کون سی زمین ہے جو مجھ کو پناہ دے گی۔''

یعنی یہ مسئلہ بڑا احساس ہے۔ابن مسعود رضی اللہ عنہ اللہ کے پیغمبر ﷺ کے بڑے ثقہ صحابی ہیں، ان کا قول ہے:

((قال سَتَجِدُوْنَ اَقْوامًا يَدْعُونَكُمْ اِلٰى كتابِ اللّٰه وَقَدْ نَبذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ))

(سنن الدارمی ، رقم : 143، جامع بیان العلم وفضلہ : 193/2)

''ایک دور آئے گا ، کچھ گروہ پیدا ہوں گے ،جن کی دعوت صرف قرآن کی طرف ہوگی اور ان کا اپنا حال یہ ہوگا کہ وہ خود قرآن کو اپنی پشتوں کے پیچھے پھینک چکے ہوں گے۔''

عمل کی قبولیت کی بنیاد فہم قرآن ہے:

ایسے لوگوں کو قرآن کا فہم ہی نہیں ہوگا ، جن کی باتیں اپنے مفاد میں ہوں گی، ان کو لے لیں گے ، باقی کو چھوڑ دیں گے۔ جب قرآن کا صحیح فہم ہی نہیں ہوگا تو عمل کیا ہوگا ؟ عمل ہوتا ہے صحیح فہم کی بنیاد پر۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ایک بڑا تاریخی قول ہے:

((اِنَّـهُ سَيَأتى ناسٌ يُجَادِلُونَكُم بِشُبُهاتِ الْقرآنِ فَخُذُوْهُمْ بِالسُّنَنِ فِاِنَّ اَصْحَابَ السُّنَنِ أَعْلَمُ بِكِتَابِ اللّٰه)) (سنن الدارمی ، رقم : 119)

میرے دوستو! کچھ لوگ تمھارے پاس آئیں گے،تم سے قرآن کے ذریعے جھگڑیں گے۔قرآن پڑھ کر اپنی مرضی کے مفہوم بیان کر کے تم سے اختلاف کریں گے، جھگڑیں گے، مناظرے کریں گے۔تم ان کو اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ کی حدیث سے پکڑنا۔

ایک اہم نکتہ: اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ:

میں اصل میں ایک اہم نکتے کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں کہ انکار حدیث کا فتنہ دین کے خلاف ، حدیث کے خلاف اور قرآن کے خلاف سازش ہے ۔قرآن مجید اتنی مقدس اور عظیم کتاب ہے کہ اس کی تفسیر بڑی احتیاط کا تقاضا کرتی ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ یقیناً آپ کہیں گے کہ شرک سے بڑا گناہ ہے۔لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایک گناہ اور بھی ہے جو شرک سے بھی بڑا ہے۔اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر چار گناہوں کا ذکر کیا ہے:

﴿ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ وَ الْاِثْمَ وَ الْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ اَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۳۳ ﴾ (الاعراف : 33)

’’کہ اللہ تعالیٰ نے فواحش، معصیت اور گناہوں کو حرام کیا ہے۔ دوسرے نمبر پر وَ الْبَغْيَ سرکشی کو حرام کیا ہے۔ یعنی فواحش سے بڑا گناہ سرکشی ہے۔ اور تیسرے نمبر پر فرمایا کہ شرک کو حرام کیا ہے یعنی سرکشی سے بڑا گناہ شرک ہے اور چوتھے نمبر پر فرمایا کہ ’’تم اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی چیز منسوب کرو جس کو تم جانتے ہی نہیں۔‘‘

بغیر علم کے اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی بات منسوب کرنا، یہ شرک سے بھی بڑا گناہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ پر کوئی بات کہنا یہ بڑی صریح اور ٹھوس دلیل کے ساتھ ہو۔ اگر ایسا نہیں ہوگا تو یہ شرک سے بڑا گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا:

﴿وَ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ۝ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ۝ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ ۝﴾ (الحاقة : 44-47)

’’اگر ہمارا پیغمبر (علیہ السلام) اپنی کوئی بات ہماری طرف منسوب کرے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی بات ہے، تو ہم دائیں ہاتھ سے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اُٹھا کر کھینچ لیں گے اور پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شہ رگ کاٹ کے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیں گے۔‘‘

اللہ تعالیٰ پر کوئی بات بغیر علم کے کہنا بہت بڑا گناہ ہے۔ مجھے ضمناً ایک بات یاد آئی۔ میں نے بعض مساجد میں دیکھا ہے کہ ایک ہیڈنگ اوپر قائم کی ہوئی ہے، نیچے دس بارہ مقفّٰی و مسجع جملے لکھے ہوئے ہیں کہ:

’’میرے بندے! تو میری طرف آ کر تو دیکھ، کرم کی انتہا نہ کردوں تو پھر کہنا۔‘‘

کرم کی انتہا کیا ہے؟ اس انتہا کو تم کیسے جانتے ہو؟ اللہ تعالیٰ نے یہ کہاں فرمایا ہے؟ قرآن میں کہاں ہے؟ حدیث میں کہاں ہے؟ اللہ تعالیٰ پر بغیر علم کے کوئی بات کہنا شرک سے بڑا گناہ ہے۔ یعنی یہ بڑا سنگین معاملہ ہے۔

حدیث کا انکار ہی قرآن کا انکار ہے:

اب میں بتانا یہ چاہتا ہوں کہ جو لوگ حدیث کا انکار کرتے ہیں، وہ قرآن کو بھی نہیں مانتے۔ قرآن کا بھی حق ادا نہیں کرتے۔ چنانچہ اپنی بات منانے کے لیے وہ قرآن میں اپنی مرضی کی من مانی تاویلیں کرتے ہیں، نتیجہ یہ کہ حدیث کا انکار تو کر ہی دیا۔ نہ قرآن کو مانا نہ دین کو مانا۔ یوں آہستہ آہستہ دین کا حلیہ بگاڑنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ اب قرآن کی طرف آیئے! اس کی تفسیر کا مقام آپ نے سن لیا۔ امت کے بعض مشاہیر کے قول آپ نے سن لیے کہ قرآن کی تفسیر کا معاملہ کتنا گھمبیر ہے اور بغیر علم کے اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی بات منسوب کرنا کتنا بڑا گناہ ہے۔ یہ سب باتیں آپ نے سن لیں جو میں نے شروع میں دعویٰ کیا کہ حدیث کے بغیر قرآن پر عمل نہیں ہوسکتا۔

صحابی رسول (ﷺ) عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور ایک سوال کیا۔ انھوں نے جواب دیا تو وہ کہتا ہے کہ جو آپ نے حدیث بتائی ہے مجھے اس کا جواب قرآن سے بتاؤ؟ تو صحابی رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ "اِنَّكَ رَجُلٌ اَحْمَقُ" "تم احمق آدمی ہو" جو قرآن کی شرط لگا رہے ہو۔ پھر اس سے پوچھا کہ تم بتاؤ تم نے ابھی ظہر کی چار رکعت پڑھیں۔ یہ قرآن میں کہاں ہے؟ قراءت سری تھی، امام نے قراءت بالجہر نہیں کی۔ یہ سری قراءت قرآن میں کہاں ہے؟ تم نے نماز تکبیر تحریمہ سے شروع کی۔ تکبیر تحریمہ قرآن میں کہاں ہے؟ تم نے سورۃ فاتحہ پڑھی یہ قرآن میں کہاں ہے؟ تم نے ایک رکعت میں ایک رکوع کیا، دو سجدے کیے۔ قرآن میں یہ کہاں ہے ؟ تم نے نماز سلام پھیرنے سے ختم کی یہ قرآن میں کہاں ہے؟ اس کو زچ کر دیا کہ تم نے یہ کیا تماشا بنا رکھا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم کو دین کی فکر تو یہی تھی کہ جو کچھ حدیث ہے، وہی قرآن ہے۔ جو اللہ کے پیغمبر ﷺ نے فرمایا، وہی اللہ تعالیٰ کا فرمودہ ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ﴾ (النسآء : 80)

"جو رسول (ﷺ) کی اطاعت کرے گا اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔"

ایک عورت ام یعقوب، ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور کہا کہ رات تم نے ایک مسئلہ بیان کیا۔ میں نے پورا قرآن دیکھا مجھے کہیں نہیں ملا۔ مجھے قرآن سے بتاؤ وہ کہاں ہے؟ تم نے کہا کہ:

((لَعَنَ اللّٰهُ لْوَاشِمَاتِ وَالْمُوْتَشِمَات والمتَنَمِّصاتِ والمُتفلّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰه))

"ان سب عورتوں پر اللہ کی لعنت جو اپنے بالوں کے ساتھ مصنوعی بال جوڑتی ہیں تا کہ بال لمبے ہو جائیں، حسن میں اضافہ ہو جائے اور وہ عورتیں جو اپنے گال چھدوا کر اس میں سرمہ بھرواتی ہیں، نقش و نگار کرتی ہیں تا کہ خوبصورتی پیدا ہو جائے۔ اور متنمصات وہ عورتیں جو اپنے بھنویں کے بال ترشوا کر باریک کرتی ہیں تا کہ خوبصورتی میں اضافہ ہو۔ اس عورت نے کہا کہ میں اپنے گھر گئی رات بھر نہیں سوئی۔ میں نے قرآن اوّل تا آخر پورا کا پورا کھنگال مارا مجھے یہ کہیں نہیں ملا۔ تم بتاؤ تم نے یہ کہاں سے لے لیا۔ صحابی رسول ﷺ نے پوچھا کہ جب تم قرآن دیکھ رہی تھی تو تمھارے سامنے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں گزرا:

﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ﴾ (الحشر : 7)

"جو چیز تمھیں پیغمبر (ﷺ) دے وہ لے لو اور جس چیز سے پیغمبر (ﷺ) روکے اس سے رُک جاؤ۔"

کہاں ہاں! یہ آیت میں نے پڑھی ہے۔ فرمایا کہ پھر تم گواہ رہو میں نے اپنے ان دو کانوں سے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ کا یہ فرمان سنا ہے۔ (صحیح البخاری ، رقم : 8486)

قرآن اور حدیث دونوں اللہ تعالیٰ کی وحی ہیں:

معنی یہ کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ کا یہ فرمان گو حدیث ہے مگر وہ اللہ تعالیٰ ہی کا امر ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے علی الاطلاق بغیر کسی قید کے، بغیر کسی استثناء کے واضح اعلان کر دیا کہ جو چیز تم کو رسول (ﷺ) دے وہ لے لو اور جس سے روکے رُک جاؤ۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ نے دی ہے یہ اللہ کے پیغمبر ﷺ کا امر ہے میں نے ان دو کانوں سے سنا ہے۔ یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذہن یہ ہے کہ اللہ کے پیغمبر ﷺ کا جو فرمان ہے، وہ اللہ تعالیٰ ہی کا امر ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی وحی ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا آرڈر ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کا منصب یہ بیان کیا ہے:

﴿ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۙ وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ ﴾ (الاحزاب : 45-46)

اور آگے ایک چھوٹا سا حرف ہے ﴿ بِاِذْنِهٖ ﴾ وہ داعی جن کو اپنی دعوت پر اللہ تعالیٰ کا پورا اذن حاصل ہے، اللہ تعالیٰ کی اجازت اور اللہ تعالیٰ کا امر حاصل ہے۔ چنانچہ وہ جو بات فرمائیں گے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی بات ہے، ان کا فرمودہ اللہ تعالیٰ ہی کا فرمودہ ہے، ان کی اطاعت اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت ہے، قرون اولیٰ میں بھی یہی فکر تھی۔

ایک اعرابی حج کر رہا تھا احرام کی حالت میں ہے لیکن احرام اس کا قمیص کی شکل میں ہے، قمیص سلی ہوئی تھی، عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ، تابعین میں سے ایک محدث ہیں۔ انھوں نے دیکھا تو اس کو کہا کہ تم عجیب آدمی ہو تم نے سلا ہوا کپڑا پہنا ہوا ہے! احرام میں تو ان سلی چادر ہوتی ہے، وہ کہتا ہے کہ:

((إيتِنی بِشَیءٍ مِنْ کتابِ اللّٰه تَنْزِعُ هٰذا))

''اے عبدالرحمٰن! اگر یہ قمیص اتروانی ہے تو قرآن کی آیت پیش کرو، صرف تمھارے کہنے سے نہیں اتاروں گا۔''

عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں قرآن سے ثابت کرتا ہوں کہ احرام کی حالت میں قمیص نہیں پہننی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ:

﴿ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ ﴾ (الحشر : 7)

''جو چیز تمھیں پیغمبر (ﷺ) دے وہ لے لو اور جس چیز سے پیغمبر (ﷺ) روکے اس سے رُک جاؤ۔''

اس نے کہا کہ اس میں قمیص کا ذکر کہاں ہے، حج اور احرام کا ذکر کہاں ہے؟ کہا کہ اس بات سے متفق ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کا امر ہے کہ جو پیغمبر (ﷺ) دیں وہ لے لو۔ کہا کہ یہ بات ٹھیک ہے۔ پھر کہا کہ "حدثنی فلان .... عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَايَلْبَسِ المحرِمُ القميصَ" محرم احرام کی حالت میں قمیص نہ پہنے۔"

(صحيح البخاری ، رقم :5794)

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو پیغمبر (ﷺ) دے وہ لے لو ۔معنی یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر (ﷺ) کی حدیث اللہ تعالیٰ ہی کا امر ہے، حدیث اور قرآن اللہ تعالیٰ کی وحی ہے ۔تم قرآن کو مانو، حدیث کو نہ مانو۔ کس جواز پر؟ قرآن بھی اللہ تعالیٰ کا امر، حدیث بھی اللہ تعالیٰ کا امر، قرآن بھی اللہ تعالیٰ کی وحی، حدیث بھی اللہ تعالیٰ کی وحی، ایک وحی کو مانو ایک کو نہ مانو ۔ کس جواز کے تحت؟ جب کہ حال یہ ہے کہ قرآن کو ثابت کرنے والی اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ کی حدیث ہے ۔ جب وحی اُترتی تو کسی کو معلوم نہ ہوتا کہ کیا اُتر رہا ہے اور جب فرشتہ وحی دے کر چلا جاتا تو اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ فرماتے کہ آج جو وحی اُتری ہے، یہاں لکھو ۔ بعض اوقات وحی آتی وہ حدیث ہوتی، اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ سنا دیتے ۔ یہ تفریق اور تمیز اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ کی زبان نے کیا ہے۔ میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ فتنہ انکار حدیث پورے دین کے ساتھ ایک سازش ہے ۔ میں نے بات تھوڑی سی طویل کی ۔قرآن کی تفسیر کے حوالے سے یہ ثابت کیا کہ قرآن کی تفسیر کا معاملہ بڑا گھمبیر اور بڑا احتیاط طلب معاملہ ہے۔

انکار حدیث کی بنیاد بے علمی پر مبنی ہے:

اللہ تعالیٰ پر بلا علم کوئی بات کہنا اور بلا علم اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی بات منسوب کرنا سب سے بڑا گناہ ہے اور انکار حدیث کی بنیاد اسی معصیت اور اسی گناہ پر ہے، منکرین حدیث پوری زندگی اسی گناہ میں ملوث ہیں ۔ حدیث کو نہیں مانتے، قرآن کی من مانی تاویلیں کرتے ہیں، مرضی کی تفسیریں کرتے ہیں، شب و روز اللہ تعالیٰ پر وہ باتیں باندھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہی نہیں ۔ ان کے پورے مذہب کی بنیاد اسی نحوست پر ہے۔ قرآن کی تفسیر کا یہ معاملہ نہیں ہے ۔ چنانچہ آؤ! کچھ آیتیں سامنے رکھو، نظام عبادت کو لے لو، خرید و فروخت کو لے لو، شادی بیاہ کو لے لو، تجارت کے احکام کو لے لو، کھانے پینے کے معاملات کو لے لو، قرآن نے ان تمام چیزوں کو ذکر کیا ہے، اشارے دیے ہیں، قانون قائم کیے ہیں، لیکن وہ تفصیلات جو اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ کی حدیث نے بیان کی ہیں جب تک وہ ساتھ نہیں ہوں گی، قرآن چل ہی نہیں سکتا۔ یا تو حدیثوں کو مانو یا پھر ان چیزوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف وہ باتیں منسوب کرو جو تم جانتے ہی نہیں اور یہ سب سے بڑا گناہ ہے۔ شرک سے بڑا گناہ بھی یہی ہے۔

اذان قرآن سے ثابت کرو:

علم جب تک قرآن اور حدیث سے نہیں ہوگا تب تک بات بنے گی نہیں، اب دیکھیں مثلاً عبادات کو لے لیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ﴾ (الجمعة : 9)

''اے ایمان والو! جب جمعہ کے لیے ندا اور اذان ہو تو بھاگو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف۔''

ہمارا سوال باقی ہے کہ جمعہ کیا ہے؟ جمعہ کی رکعات کیا ہیں؟ کتنی ہیں؟ یہ سارے معاملات، یہ سوال ان پر قائم ہیں کہ ثابت کرو جمعہ کیا ہے؟ لیکن سب سے بڑی بات یہاں پر یہ ہے کہ یہاں جس اذان اور ندا کا ذکر ہے اس سے کیا مراد ہے۔ حدیث نے تو ہمیں بتا دیا کہ اذان یہ ہے جو اللہ اکبر سے شروع ہوتی ہے اور لا الٰہ الا اللہ پر ختم ہوتی ہے۔ پانچوں نمازوں کے وقت ہوتی ہے۔ جمعہ کے دن بھی ہوتی ہے، قرآن نے اس ندا کی تفسیر بیان نہیں کی۔ یہ اذان کیا ہے؟ یہ ندا کیا ہے؟ اس کا مطلب کیسے بیان کرو گے؟ جب تک حدیث کا سہارا نہیں لو گے جمعہ کی اذان بن ہی نہیں سکتی یا پھر اپنی مرضی کی کہو یا حدیث کو مانو یا مرضی کی تاویل کرو۔ مرضی کی تاویل کیا کرو گے وہ گمراہی کے سوا کچھ ہو ہی نہیں سکتی۔

سنت چھوڑی ڈھول مسلط ہو گیا:

جب اذان نہیں تھی تو صحابہ رضی اللہ عنہم سوچتے تھے کہ ہم کیا کریں۔ نماز کے اوقات کی اطلاع کیسے دیں؟ تو صحابہ رضی اللہ عنہم کی سوچ دیکھو، کسی نے کہا آگ جلاؤ، اور کسی نے کہا کہ نصاریٰ کا ناقوس لے لو۔ عقل پر جاؤ گے تو ایسی چیزیں سامنے آئیں گی۔ اس کی مثال ہمارے ملک میں بھی موجود ہے۔ سحری کی اذان لوگ نہیں مانتے، کہیں ہوتی ہے تو لوگ جھگڑے کرتے ہیں، اختلاف کرتے ہیں، یہ اذان کیا ہے؟ یہ کہاں سے آگئی؟ ہم نہیں مانتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی سزا یہ دی کہ رمضان کے مہینے میں سحری کے وقت افضل ترین گھڑیوں میں جب اللہ تعالیٰ آسمان اوّل پر ہوتا ہے اور پکارتا ہے اور ندائیں کرتا ہے ان گھڑیوں میں اللہ تعالیٰ نے مراثیوں اور بھانڈوں کو اس قوم پر مسلط کر دیا کہ وہ طبلے اور ڈھول لے کر گلی گلی پیٹتے پھر رہے ہیں اور قوم خوش ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دین سے اعراض کرو گے تو ایسی نحوستیں اور پھٹکاریں اور لعنتیں تم پر قائم رہیں گی اور کیا خوب ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اذان سحری کو قبول کر لیا جائے۔ اس میں کیا رکاوٹ ہے؟ اس میں کیا برائی تھی۔ تو ہمارا یہ سوال قائم ہے کہ قرآن میں جمعہ کی جس ندا کا ذکر ہے، اس سے کیا مراد ہے؟ قرآن نے تو واضح نہیں کیا کہ ندا کیا ہے؟

یہ اذان کیا ہے؟ یا حدیث کا سہارا لو یا من مانی تاویل کرو۔

”کَمَا عَلَّمَکُمْ“ یہ تعلیم قرآن سے دکھاؤ:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۝ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾ (البقرة: 238، 239)

نمازوں کی حفاظت کرو، صلوٰۃ وسطیٰ کی حفاظت کرو۔ چنانچہ حفاظت سے کیا مراد ہے؟ نمازیں کیا ہیں؟ صلوٰۃ وسطیٰ کیا ہے؟ یہ سب ہمارے سوال تم پر قائم ہیں۔ طریقہ نماز کیا ہے؟ تعداد نماز کیا ہے؟ سری نماز کون سی ہے؟ جہری نماز کون سی ہے؟ کیوں ہے؟ رکوع کتنے ہیں؟ سجدے کتنے ہیں؟ یہ تمام چیزیں حدیث سے آپ کو ملیں گی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

﴿ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ﴾ ”اگر تم پر خوف اور ڈر ہو......“ ڈر کی بہت سی قسمیں ہیں۔ مثلاً سیلاب پیچھے لگا ہوا ہے، کسی علاقے میں سیلاب آ گیا ہے، پانی چل رہا ہے اور آپ اس سے بچنے کے لیے بھاگ رہے ہیں، گھنے جنگل میں آپ موجود ہیں اور کوئی درندہ آپ کے پیچھے لگ گیا، اس کے خوف سے آپ بھاگ رہے ہیں، اسی دوران اگر آپ کو محسوس ہو کہ نماز کا ٹائم جا رہا ہے تو آپ بھاگتے بھاگتے نماز شروع کر دیں۔

﴿ فَاِنْ خِفْتُمْ ﴾ ”اگر عالم خوف ہو۔“ کیفیت خوف ہو تو نماز پڑھو رِجَالًا دوڑتے ہوئے اور اَوْ رُكْبَانًا اور سوار ہو تو پڑھو دوڑ رہے ہو تو پڑھو، پیدل ہو تو پڑھو، قبلہ سامنے ہو تو پڑھو، نہ ہو تو پڑھو، لیکن نماز کا وقت فوت نہ ہو، آگے کیا فرمایا: ﴿ فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ ﴾ ”جب تم امن میں آجاؤ۔“ خوف ختم ہو جائے تو پھر اپنی مرضی کی پڑھنی ہے۔ نہیں فرمایا کہ: ﴿ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ ﴾ ”پھر تم پر یہ فرض ہے کہ بالکل وہ نماز پڑھو کہ جو تم کو سکھا دی گئی ہے۔“

اب یہ نص قرآن ہے یعنی قرآن نے یہ اعلان کیا ہے کہ نماز تمھیں سکھائی گئی ہے۔ کہاں ہے بتاؤ! قرآن کا امر تو آ گیا کہ پھر تم نے وہ نماز پڑھنی ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو تعلیم دی ہے وہ تعلیم کہاں ہے؟ پورے قرآن میں کہیں نہیں ہے۔ نماز کیسے پڑھنی ہے؟ نمازیں کتنی ہیں؟ شروع کیسے کرنی ہیں؟ ختم کیسے کرنی ہے؟ طریقہ رکوع کیا ہے؟ طریقہ سجدہ کیا ہے؟ سجدہ کن اعضاء پر ہوگا؟ قرآن نے کہیں نہیں بتلایا۔ یہ بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو نماز کی تعلیم دی ہے۔ نص قرآنی ہے کہ امن میں جب آجاؤ تم پر فرض ہے کہ وہی نماز پڑھنی ہے جو قرآن نے سکھائی ہے، جو اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی ہے، وہ کہاں تعلیم دی؟ اب یا تو من مانی کی تاویل کرو ﴿ وَ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى

اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾ ''بغیر علم اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرو جو کر رہے ہو'' یہ تمھاری جرأت اور جسارت ہے اور یا پھر سیدھا سادھا عافیت کا راستہ یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے بڑی توجہ کے ساتھ اور بڑی تاکید کے ساتھ نماز کی تعلیم دی اس کو حاصل کرو۔ قرآن قدم قدم پر محتاج ہے میرے پیغمبر ﷺ کی حدیث کا اس لیے کہ وہ بھی وحی اور یہ بھی وحی۔ اللہ تعالیٰ نے اس پوری وحی میں دین کا فہم رکھا ہے۔ اگر وحی کو آدھا کرو گے تو دین کا فہم بھی آدھا رہ جائے گا۔ بالکل ایسا ناقص ہوگا کہ آپ کہیں چل ہی نہیں سکتے۔ آپ کے معاملات، آپ کے شادی بیاہ آپ کے ترکہ اور میراث کے مسائل چل ہی نہیں سکیں گے۔

ترکہ کی وجہ سے غارت گری کا سدباب از حدیث:

دیکھیں میراث کا مسئلہ آ گیا۔ میراث تو فرض ہے نا؟ ہم اس میں غافل ہیں۔ ہم لوگ ترکہ نہیں بانٹتے۔ اللہ کے بندو! یہ بڑا گناہ ہے۔ میراث کی تقسیم فرض ہے۔ کوئی شخص فوت ہو جائے اور اس کا مال موجود ہو تو اس کے ورثاء میں اس کا مال فوراً بانٹ دو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ ۖ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ؕ ﴾ (النسآء: 7)

''والدین یا رشتہ دار مال چھوڑ کر جائیں تو مردوں کو بھی حصہ ملتا ہے عورتوں کو بھی حصہ ملتا ہے، مال تھوڑا ہو یا زیادہ۔''

ان کا ترکہ سو روپے ہو یا کروڑ روپے ہوں ان میں تقسیم ہوگا۔ تھوڑا ہو یا زیادہ ہو اور آگے فرمایا:

﴿ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝ ﴾ (النسآء: 7) ''یہ فرض حصہ ہے۔''

اس سے یہ ثابت ہوا ہے کہ مرنے والا مر جائے، اس کی موت ثابت ہو جائے اور یہ بھی ثابت ہو کہ اس کا مال بھی ہے اور یہ بھی ثابت ہو جائے کہ اس کے رشتہ دار بھی ہیں، جو اس کے وارث ہیں اس کا بیٹا یا اس کی بیٹی یا اس کی بیوی یا اس کی ماں یا اس کا باپ موجود ہیں، جب یہ تین چیزیں ثابت ہو جائیں تو نص قرآنی کا تقاضا یہ ہے کہ ورثہ تقسیم ہو جائے گا۔ مرنے والے کی موت ثابت ہو جائے اور وارثوں کی حیات ثابت ہو اور اس کا ترکہ موجود ہو۔ قرآن نے یہ تین چیزیں بتائی ہیں، ورثہ تقسیم کر دو۔ اس میں اگر حکم عام کو لے لو تو بڑی پریشانیاں ہوں گی، بڑے پھڈے ہوں گے، ایسی کئی مثالیں آپ کو ملیں گی اور اب بھی ملتی ہیں، بڑے بڑے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں کہ بیٹا اپنے باپ کو قتل کر دیتا ہے کہ باپ مرنے کا نام ہی نہیں لے رہا، یہ مرے تو مجھے اس کا مال

ملے۔ مال کی خاطر بھائی بھائی کو مارے گا، باپ بیٹے کو مارے گا، بیٹا باپ کو مارے گا۔قرآن کا تقاضا یہی ہے کہ مال لے لو، بیٹا باپ کو مار دے وہ مال چھوڑ گیا۔اس کو ترکہ دے دو۔کم ازکم قرآن کے فہم سے یہ بات واضح ہوتی ہے۔لیکن یہ سارے بند باندھنے والی اللہ تعالیٰ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے قواعد بیان کیے اپنی طرف سے نہیں بلکہ:

﴿ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ ﴾ (النجم : 3-4)

''اللہ تعالیٰ کے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی خواہش سے کبھی نہیں بولتے، اللہ تعالیٰ کی وحی سے بولتے ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

((لايَرِثُ الْقَاتِلُ الْمَقْتُولَ))

''قاتل مقتول کا وارث نہیں ہوسکتا۔''

اورسنن ابوداؤد میں یہ الفاظ ہیں:

((لَيْسَ لِلْقَاتِلِ شَیْءٌ)) ''قاتل کے لیے ترکہ میں سب کچھ بھی نہیں۔''(سنن ابوداؤد : 4564)

فتنہ کا سد باب ہوا کہ نہیں؟ اگر یہ قاعدہ نہ ہوتا تو قتل و غارت گری کی وہ مثالیں ملتیں جن کا آپ تصور بھی نہ کر سکتے۔ یہ تحفظ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نے فراہم کیا ہے اورقرآن مجید کے وہ احکام جن میں عموم مترشح ہورہا تھا اللہ تعالیٰ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی وحی سے ان میں خصوص پیدا کیا کہ ٹھیک ہے ورثہ وارثوں کو دو، لیکن اگر وارث مقتول کا قاتل ہے، اگر وہ میت کا قاتل ہے تو وہ اس کے مال کا وارث نہیں ہوسکتا، کتنا بڑا سلامتی کا قاعدہ ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ:

''اگرمرنے والامسلمان ہےاس کا بیٹا کافر ہے، کافر اپنے مسلمان باپ کا وارث نہیں ہوسکتا۔''

(صحیح مسلم ، رقم : 1614)

یہ مال کفار کے پاس نہیں جائے گا یہ بڑی سلامتی اور عافیت کا راستہ ہے۔ یہ کیسے کیسے قواعد ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے دین کی بہاریں سامنے آتی ہیں۔

اگر بیٹیاں دو ہوں تو پھر؟

میں کہتا ہوں کہ حدیث کے بغیر گاڑی چل ہی نہیں سکتی۔قرآن نے بیان کیا کہ اگر کوئی شخص مر جائے اور اس کے ورثاء میں سے بیٹا کوئی نہیں، صرف بیٹیاں ہیں وہ ترکہ کس طرح بٹے گا؟ قرآن میں یہ بات موجود ہے

اور قرآن نے وہ ترکہ یہ کہہ کر بانٹ دیا کہ "اگر بیٹی ایک ہی ہے تو اس کو آدھا مال دے دو، اگر دو سے زیادہ ہیں تو ان کو دو تہائی مال دے دو۔" (النساء:۱۱) سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بیٹیاں اگر دو ہوں تو کیا کریں؟ حالانکہ قرآن اس بارے میں خاموش ہے۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ کسی مرنے والے کی دو ہی بیٹیاں ہوں۔ اب قرآن سے دلیل لاؤ۔ اس کو کیا حصہ دو گے؟ اگر حدیث کے بغیر دو گے تو ﴿وَ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ یہ شرک سے بڑا جرم ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک صحابی سعد بن ابی ربیع رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا۔ سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیوی اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ کے پاس آئی اور کہا کہ یا رسول اللہ! میرا شوہر فوت ہو گیا ہے اور دو بیٹیاں چھوڑ گیا ہے۔ ایک نہیں دو سے زائد نہیں بلکہ دو بیٹیاں چھوڑ گیا ہے اور سارا مال ان بیٹیوں کے چچا کے پاس ہے۔ انھوں نے مال دبا لیا تھا، اب ان بیٹیوں کا کوئی حصہ ہے یا نہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"ان دو بیٹیوں کو بھی دو تہائی مال ملے گا۔"

اب یہ نص قطعی آ گئی، اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ کا فرمان آ گیا۔ اب یہ دین بن گیا۔ لیکن اب اگر یہی بات ہم اپنی رائے سے کہہ دیں تو ﴿وَ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ کا جرم ہے، جو بڑی لعنت ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ کی حدیث نے اس مسئلے کو حل کیا۔ جہاں قرآن خاموش تھا وہاں حدیث میں صراحت کر کے، وضاحت کر کے بات کو مکمل کر دیا۔ تو اللہ کے بندو! عبادات ہوں، معاملات ہوں، ترکہ اور میراث کے معاملات ہوں، حدیث کے بغیر گاڑی نہیں چل سکتی۔

سزا کے لیے چوری کی مقدار:

اگر اسلامی حکومت ہو اور آپ اللہ تعالیٰ کی حدیں قائم کرنا چاہیں، حدود اللہ کا نفاذ ہو تو کوئی چور چوری کر کے آ جائے۔ قرآن کہے گا:

﴿وَالسَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا﴾ (المائدة : 38)

"چور مرد ہو یا عورت ہو ان کا ہاتھ کاٹ دو۔"

قرآن نے قاعدہ بیان کر دیا کہ ان کا ہاتھ کاٹ دو۔ کون سا کاٹیں؟ دایاں کاٹیں یا بایاں ہاتھ کاٹیں؟ کہاں سے کاٹیں؟ قرآن خاموش ہے۔ اب بتاؤ کیا کرنا ہے؟ جب تک اللہ کے دین سے فیصلہ نہیں کرو گے تب تک بات نہیں بنے گی یا اپنی عقل سے بولو گے تو قرآن کی زد میں آؤ گے ﴿وَ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ اللہ تعالیٰ پر قول باندھنا بہت بڑا گناہ ہے۔ اب بتاؤ! کیا فیصلہ کرنا ہے؟ چوری کے مال کی تحدید کرنی ہے یا

نہیں؟ایک شخص اونٹنی چوری کرتا ہے۔اس کا ہاتھ کاٹو گے؟ قرآن تو یہ کہتا ہے کہ ہاتھ کٹے گا۔قرآن نے مال کی تقیید نہیں کی کہ مال کم ہو زیادہ ہو۔ایک درہم ہو، یا دو درہم ہوں یا سو درہم ہوں، تقیید نہیں کی۔ جتنا مال چاہے چوری کر لے ایک دو آنے ہوں یا ایک کروڑ روپیہ ہو، اس کا ہاتھ کٹے گا۔قرآن کا عموم یہی کہتا ہے کہ ہاتھ کٹے گا۔کہاں سے؟ دایاں ہاتھ کٹے گا یا بایاں؟ قرآن خاموش ہے۔ یہ ساری تقییدات آپ کو محمد رسول اللہ ﷺ کی احادیث سے ملیں گی، کہ کم از کم اتنا مال ہوگا تو ہاتھ کٹے گا ورنہ نہیں۔یعنی ربع دینار۔حدیث میں آتا ہے کہ دایاں ہاتھ کٹے گا اور حدیثیں موجود ہیں کہ کلائی سے کٹے گا۔کیوں کہ ہاتھ اگر آپ لغتاً دیکھیں گے تو اس کا اطلاق کندھے سے بازو تک ہوسکتا ہے۔حدیث کے بغیر کہو گے تو ﴿ وَ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾ کی زد میں آؤ گے۔اگر آپ کہیں کہ اتنے مال میں کٹے گا اتنے میں نہیں کٹے گا تو وہ بھی ﴿ وَ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾ کی زد میں آؤ گے اور اگر حدیثوں کو لاؤ گے جو اللہ کے پیغمبر ﷺ کے مبارک فرامین ہیں اور آپ ﷺ کا جو نظام تعزیرات ہے اس کو ساتھ رکھو گے قرآن بھی ہے، حدیث بھی ہے تو مسئلہ بالکل سورج کی طرح واضح ہوگا۔کوئی اشکال نہیں ہوگا۔یعنی نظامِ حدود حدیث کے بغیر نہیں چل سکتا۔

کیا رضا مندی کی تجارت حلال ہے؟

اسی طرح تجارت لے لو، معاملات لے لو، خرید و فروخت لے لو۔قرآن نے تجارت کا ذکر کیا فرمایا:

﴿ لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ﴾ (النسآء : 29)

''لوگوں کا مال ناحق مت کھاؤ۔ ہاں مال کھاؤ لوگوں کا مگر طریق تجارت سے، جو تمھاری رضا مندی سے ہو۔''

اب قرآن نے قاعدہ بیان کر دیا کہ تجارت سے مال کھا سکتے ہو اور ساتھ ہی یہ بتا دیا کہ وہ تجارت فریقین کی باہمی رضا مندی سے ہونی چاہیے۔سودا خریدنے والے اور بیچنے والے کی رضا سے ہونا چاہیے۔بس بات ختم ہو گئی۔ایک اور مقام پر فرمایا کہ:

﴿ وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا ﴾ (البقرة : 275)

''اللہ نے ہر بیع کو حلال کیا ہے اور ہر سود کو حرام کیا ہے۔''

اس کا معنی یہ ہوا کہ ہر بیع جو باہمی رضا مندی سے ہے وہ حلال ہے، اس سے مال کھا سکتے ہیں۔اب میں آپ کو کتنی مثالیں دوں بیسیوں مثالیں دے سکتا ہوں کہ عرب میں باہمی رضا مندی سے کئی تجارتیں موجود تھیں،

جن سے اللہ کے پیغمبر ﷺ نے روک دیا۔قرآن نے نہیں روکا۔قرآن نے ایک قاعدہ بیان کر دیا کہ تجارت سے مال کھا سکتے ہو،بس تجارت میں ایک ہی شرط ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ تجارت دونوں فریقوں کی رضامندی سے ہونی چاہیے۔ایسی کئی تجارتیں ہیں جو عرب میں موجود تھیں اور فریقین کی رضامندی سے ہوتی تھیں۔

بیع ملامسہ باہمی رضامندی سے ہوتی تھی:

بیع ملامسہ کی حدیثوں میں کئی اقسام مذکور ہیں۔بیع ملامسہ کی شکل یہ ہوتی تھی کہ میں آپ کے پاس آیا،آپ کی کپڑے کی دکان ہے، کپڑے کے تھان پڑے ہیں۔ہم میں یہ طے پا گیا کہ دس ہزار روپیہ دوکاندار کو دے دو۔اور گاہک کی آنکھوں پر پٹی باندھ لو۔میری آنکھوں پر پٹی باندھ لو اور میں بند آنکھوں سے کپڑے کے تھانوں کو ہاتھ لگاؤں گا،جس جس تھان کو ہاتھ لگا لیا سب کے سب میرے اور یہ دس ہزار روپیہ تمھارا، یہ سودا وہاں موجود تھا۔باہمی رضامندی سے موجود تھا۔بہ اطلاق قرآن یہ سودا جائز ہے،مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ سودا باطل ہے۔اس میں کتنے نقصانات ہیں؟ فریقین میں سے کوئی نہ کوئی شخص خسارے کا متحمل ہو سکتا ہے۔ایسا ممکن ہے کہ میرا ہاتھ صرف چار تھانوں پر لگے تو چار تھانوں کی قیمت دس ہزار روپیہ نہ ہو۔میں نقصان میں جاؤں گا اور یہ بھی ممکن ہے کہ میرا ہاتھ سو تھانوں پر لگ جائے تو سو تھان کہاں اور دس ہزار کہاں! یہ اس کا نقصان ہے۔شریعت کہتی ہے کہ یہ سودا باطل ہے۔بہ نص قرآن اس میں کوئی قباحت نہیں۔لیکن بیان مصطفیٰ ﷺ جو اللہ تعالیٰ کی وحی ہے،اس نے بتایا کہ سودے کی یہ صورت باطل ہے۔

بیع حبل الحبلہ:

رسول اللہ ﷺ نے بیع حبل الحبلۃ سے منع کر دیا:((نَهَى عَنْ بَيْعِ حَبْلِ الْحَبَلَةِ)) (صحیح البخاری ، رقم: 2134) جاہلیت میں ایک سودے کی قسم باہمی رضامندی سے ہوتی تھی۔حبل الحبلہ کی بیع کہ اپنا یہ اونٹ مجھے دے دو یا اونٹنی مجھے دے دو اور میں اس کے بدلے میں جو میری فلاں اونٹنی ہے جب وہ بچہ جنے گی اور وہ بچی جو اس اونٹنی کی پیدا ہوگی وہ حاملہ ہوگی اور جنے گی تو میں تمھیں اس کی قیمت کے عوض وہ بچہ دے دوں گا۔یہ کتنا مجہول سودا تجارت ہے اور فریقین کی رضامندی بھی ہے۔اب یہ سودا قرآن کی رُو سے جائز ہوتا ہے اور فریقین کی رضامندی بھی ہے۔لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع کر دیا۔

بیع منابضہ:

شریعت نے بیع منابضہ سے روکا ہے۔بیع منابضہ کی شکل یہ ہے کہ یہاں پیسے رکھ دو اور وہ سامنے جو تھان

پڑے ہیں یا جو مال پڑا ہے، پتھر اُٹھا اُٹھا کر مارو جس مال کو تمھارا پتھر لگے گا، وہ سارے کا سارا تمھارا۔ اس سودے میں ان کی رضامندی موجود تھی۔ شریعت نے کہا کہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ کی حدیثیں موجود ہیں۔

بیع عینہ:

بیع عینہ سے شریعت نے روکا ہے۔ حالانکہ یہ سودا بھی ان کی باہمی رضامندی سے ہوتا تھا۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ نے روکا۔ بیع عینہ کیا ہوتی ہے؟ مثلاً مجھے پیسے کی ضرورت ہے میں آپ کے پاس آ گیا، پیسہ آپ کے پاس نہیں ہے، گاڑی ہے۔ میں کہوں کہ جی گاڑی مجھے دے دو۔ مثلاً گاڑی کی قیمت ہے دس ہزار روپیہ اور میں کہوں کہ یہ بیس ہزار کی مجھے دے دو۔ آپ نے دے دی، یہ بیس ہزار کب دو گے؟ سال کے بعد! اب میں بیٹھے بیٹھے آپ سے کہوں کہ بھائی یہ گاڑی مجھ سے آٹھ ہزار کی خرید لو۔ چنانچہ آپ وہ آٹھ ہزار دیں اور وہ گاڑی مجھ سے لے لیں، مجھے پیسہ مل گیا ضرورت پوری ہوگئی اور میں آپ کا بیس ہزار کا مزید مقروض ہوگیا۔ وہ میں نے آپ کو دینا ہے یہ بیع عینہ ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک دفعہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم نے آج تک کتنی نمازیں پڑھیں؟ اللہ کے پیغمبر ﷺ کے ساتھ کتنے حج کیے؟ کتنے عمرے کیے؟ کتنے روزے رکھے؟ کتنے صدقے دیے؟ میں گواہی دیتی ہوں کہ وہ سب کے سب برباد ہو چکے ہیں۔ زید کانپ اُٹھے کہ یہ کیسے؟ تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تم نے فلاں سودا کیا؟ زید نے کہا جی ہاں۔ فرمایا وہ تو بیع عینہ ہے۔ اس سے اللہ کے پیغمبر ﷺ نے روکا ہے اور حرام مال کھانے سے یہ حج یہ روزے یہ نمازیں یہ صدقے یہ زکاتیں سب کی سب برباد ہو جاتی ہیں۔ بیع عینہ کا سودا عرب میں باہمی رضامندی کی بنیاد پر موجود تھا۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ نے اس سے روکا، اس کو باطل قرار دیا ہے۔

اس طرح بیسیوں مثالیں یہاں دی جا سکتی ہیں۔ قرآن نے تو کہہ دیا کہ تجارت باہمی رضامندی کی بنیاد پر ٹھیک ہے لیکن اس کی ساری صورتیں جو عرب معاشرے میں موجود تھیں اور باہمی رضامندی پر قائم تھیں اور بیوع ان کا نام تھا۔ ان وجوہات کو آپ جانتے ہیں تو بتایئے! یہ نظام تجارت حدیث کے بغیر چلے گا؟

جزیہ تک قتال:

قرآن اپنی تفسیر کے لیے قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کی حدیث کا محتاج ہے اور اس طرح کی بے شمار مثالیں کتب

حدیث میں موجود ہیں ۔مثلاً: جہاد کو لے لیجیے:

﴿حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ﴾ (التوبة : 29)

''تم لڑو ان سے جو کافر ہیں اور اس وقت تک قتال کرتے رہو جب تک وہ اپنے ہاتھ سے جزیہ دینا قبول نہ کرلیں۔''

اس وقت تک لڑتے رہو۔اب یہاں کیا بتایا گیا ہے یعنی قواعد بیان ہو رہے ہیں کہ لڑتے رہو جب تک وہ اپنے ہاتھ سے جزیہ دینا قبول نہ کرلیں۔اس کا معنی یہ ہے کہ قرآن حکیم کے اس مقام کو پڑھنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قتال اس وقت تک کرو جب تک کہ وہ جزیہ نہ دیں ،لیکن میں آپ سے پوچھتا ہوں ایک شخص سے آپ قتال کررہے ہیں ،لڑ رہے ہیں اور وہ کہہ دے کہ بھئی میں اسلام قبول کرتا ہوں ۔قرآن تو کہتا ہے کہ جزیہ دو گے تو چھوڑ دوں گا ۔ میں تمھارا قبول اسلام نہیں مانتا ۔کیا یہ بات درست ہے؟ یہ صراحت کہاں سے آئے گی ؟ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((اُمِرتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشهَدُوا انْ لَّا اِلٰه اِلَّا اللّٰه))

(صحیح البخاری ، رقم : 25)

''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے قتل کروں جب تک وہ میرے دین کو قبول نہ کرلیں۔''

یہ پہلی صورت ہے، اس کا معنی یہ ہے کہ جزیہ دینے سے قبل اگر وہ اسلام قبول کرلیں ،کلمہ پڑھ لیں تو ان کو چھوڑ دیا جائے گا۔قرآن نے قاعدے بیان کیے ہیں ،لیکن اجمال ہے ۔تفصیلات اللہ کے پیغمبر ﷺ نے بیان کی ہیں کہ ایک صورت جزیہ کی ہے اور ایک صورت قبول اسلام کی ہے ۔اگر لڑتے لڑتے وہ کلمہ پڑھ لیں ، اسلام قبول کرلیں تو بھی ان کو چھوڑ دو، معاف کردو ۔آپ غور کریں عبادات کا معاملہ ہو، تجارات کا معاملہ ہو، شادی بیاہ کا معاملہ ہو، حدیث کے بغیر کام نہیں چلے گا۔

محرمات:

اسی طرح قرآن نے محرمات بیان کیے ۔ ماں سے نکاح نہ کرو، بیٹی سے نکاح نہ کرو، اور بیوی کے تعلق سے کہا کہ بیوی کی بہن سے نکاح نہ کرو، ایک نکاح میں دو بہنیں جمع نہیں ہوسکتیں۔ اگر بیوی کے اور رشتہ دار منع ہوتے تو قرآن ان کا اشارہ کرتا۔لیکن قرآن نے چند محرمات کو ذکر کرکے آگے صاف کہہ دیا کہ:

﴿وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ﴾ (النسآء : 24)

''اس کے بعد جو بھی ہے وہ حلال ہے۔''

لیکن اللہ کے پیغمبر ﷺ نے دو اور خواتین کا ذکر کیا کہ بیوی کی خالہ۔ کیا آپ بیوی کی خالہ سے نکاح کر سکتے ہیں؟ اگر صرف قرآن کو سامنے رکھتے ہو تو کر سکتے ہو۔ بیوی اور اس کی پھوپھی۔ ایک عورت نکاح میں ہے تو کیا اس کی پھوپھی سے نکاح جائز ہے؟ اگر صرف فہم قرآنی ہو تو جائز ہے، لیکن قرآن اور حدیث دونوں مل کر مکمل دین بنتے ہیں۔ بعض محرمات کا ذکر قرآن نے کر دیا اور بعض کا ذکر اللہ کے پیغمبر کی حدیث نے کر دیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے کہ:

((نَهَى النَّبِىُّ ﷺ اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَالْمَرْأَةُ وَخَالَتُهَا))

(صحيح البخارى ، رقم : 5111)

''اللہ کے پیغمبر (ﷺ) نے روک دیا کہ ایک شخص ایک عورت اور اس کی خالہ سے یا ایک عورت اور اس کی پھوپھی سے نکاح کرے۔''

حلال اور حرام اشیاء:

کھانے پینے کے معاملے میں قرآن کہتا ہے کہ کہہ دو کہ سارے مردار حرام ہیں:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ﴾ (المائدة : 3)

''تم پر سارے مردار حرام ہیں۔''

آپ مچھلی کے بارے میں کیا فرمائیں گے؟ قرآن نے تو سارے مرداروں کو حرام کہہ دیا ہے۔ مچھلی کھاؤ گے یا نہیں کھاؤ گے؟ دنیا کھا رہی ہے۔ حرام کھا رہی ہے یا حلال کھا رہی ہے؟ قرآن نے کہا ہے کہ سارے مردار حرام ہیں۔ ہاں! میرے پیغمبر ﷺ کی حدیث ہے:

((أُحِلَّتَ لَنَا مَيْتَتَانِ: اَلْحُوْتُ وَالْجَرَادُ)) (سنن ابن ماجه ، رقم : 3218)

''ہمارے لیے دو مردار حلال ہیں: ایک مچھلی، دوسرا ٹڈی۔''

یہ دونوں ہمارے لیے حلال ہیں اور پوری دنیا کھا رہی ہے۔ مچھلی کھا رہی ہے۔ سمندر سے ملے جس حال میں ملے سب کھا رہے ہیں۔ مچھلی باہر بکتی ہے اور وہ مردار ہوتی ہے۔ نص قرآن کا تقاضا یہ ہے کہ وہ نہ کھاؤ کہ مردار حرام ہے۔ کیوں کھاتے اور کھلاتے ہو؟ کھانے پینے کا معاملہ ہو، خرید و فروخت کا معاملہ ہو، اللہ کے پیغمبر ﷺ کی حدیث کے بغیر بات چل نہیں سکتی اور اگر اپنی مرضی سے کہو گے کہ مچھلی حلال ہے تو پھر ﴿وَ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا

﴿تَعْلَمُوْنَ﴾ کی زد میں آؤ گے۔ ''یہ کہ اللہ تعالیٰ پر وہ بات کیوں ہو جو تم نہیں جانتے۔'' علم صرف قرآن اور حدیث کا نام ہے اور کچھ نہیں۔ چنانچہ اللہ کے پیغمبر ﷺ کی حدیث میں ان مسائل کو واضح کیا گیا، ان مسائل کو حل کیا گیا۔ قرآن نے ایک مقام پر بیان کیا کہ:

﴿قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ﴾ (الانعام: 145)

''کسی کھانے والے پر چار چیزوں کے سواء کسی اور چیز کو حرام نہیں پاتا۔ ایک مردار ہے، دوسرا خون ہے رگوں میں چلنے والا، تیسرا خنزیر ہے اور چوتھا وہ جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا، غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے۔''

فرمایا کہ ان چار چیزوں کے علاوہ میں کسی اور چیز کو حرام نہیں پاتا، یہ قرآن کا بیان ہے۔ پھر کتا کھالو، کیوں کہ کتے کا ذکر نہیں ہے۔ کتے کی حرمت کہاں سے لاؤ گے؟ اپنی عقل سے لوگے تو یہ ہے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

دین دونوں چیزوں سے مل کر مکمل ہوتا ہے:

اگر اللہ کے پیغمبر ﷺ کی حدیث سامنے ہوگی، سارے مسائل حل ہیں۔ کچھ چیزوں کا ذکر قرآن نے کر دیا، کچھ کا حدیث نے کیا۔ وہ بھی اللہ کا امر ہے، یہ بھی اللہ کا امر ہے۔ دین جو ہے وہ ان دو چیزوں کے ساتھ مل کر مکمل ہوتا ہے۔ تو میں نے آپ کو عبادات سے، معاملات سے، شادی بیاہ سے، ترکہ اور میراث سے، طعام اور شراب سے، یہ کچھ مثالیں دیں ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر آپ غور کرتے جائیں گے تو ایسی ہزاروں مثالیں آپ کو قرآن سے ملیں گی، جن کی تاویلیں یہ لوگ اپنی عقل اور خواہشات سے دن رات کرتے ہیں۔ مرضی کی نمازیں بناتے ہیں، مرضی کی اذانیں دیتے ہیں، مرضی کے کھانے کھاتے ہیں، مرضی کے بیاہ کرتے ہیں، سارے کام اپنی عقل پر موقوف ہیں اور یہ سب کیا ہے؟ ﴿وَ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ شرک سے بڑا گناہ ہے۔ حدیث کو چھوڑنے سے یہ سب سے بڑی نحوست اور پھٹکار ان پر مسلط ہے کہ یہ لوگ دن رات سب سے بڑے گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔ حدیثوں کو چھوڑ کر گمراہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خلق کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تو یہ ایک سازش ہے۔

قرآن اور حدیث دونوں وحی الٰہی ہیں:

قرآن و حدیث صحیح اور مکمل دین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن اُتارا، حدیث اُتاری اور قرآن و حدیث کے

ذریعے اپنی حجت کو تمام کر دیا۔قرآن بھی وحی ہے اور حدیث بھی وحی ہے۔حسان بن عطیہ کا قول ہے کہ:

((اِنَّ جِبْرَائِیْلَ کَانَ یُنْزِلُ عَلَیْهِ السُّنَّةَ کَمَا کَانَ یُنْزِلُ عَلَیْهِ الْقُرْآنَ))

''جبرائیل امین (علیہ السلام) جس طرح اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن لے کر آتے تھے، اسی طرح اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر حدیثیں بھی لے کر آتے تھے۔''

چنانچہ حدیث بھی وحی ہے، قرآن بھی وحی ہے اور دونوں کی قوت تشریعی اعتبار سے، آئینی اعتبار سے بالکل مساوی ہے۔جس طرح قرآن کا منکر کافر ہے اس طرح حدیث کا منکر بھی کافر ہے، جس طرح قرآن پر ایمان لانا فرض ہے، اس طرح حدیث پر ایمان لانا بھی فرض ہے اور دونوں کی طاقت اور قوت میں فرق نہیں ہے۔ جو فرق شریعت نے رکھے ہیں وہ یہ ہے کہ قرآن کو وحی متلو کہا گیا ہے، کیوں کہ قرآن مجید کی تلاوت نماز میں ہوتی ہے۔نماز میں آپ کھڑے ہو گئے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾، ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾، ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ قرآن کی تلاوت کریں۔ یہ قرآن کی شان ہے، ٹھیک ہے! لیکن میں سمجھتا ہوں کہ حدیث اس تعلق سے بھی پیچھے نہیں ہے، آپ رکوع میں کیا پڑھتے ہیں، سجدے میں آپ کیا پڑھتے ہیں؟ سجدے میں تو نص آ گئی۔ اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدے میں قرآن پڑھنے سے روک دیا۔تشہد کہاں سے آیا؟ احادیث سے۔جس طرح نماز میں قیام کی حالت میں آپ قرآن کی قراءت کرتے ہیں، لیکن بہت سی دعائیں بہت سے اوراد حدیث کے بھی ہیں۔ قرآن کی تلاوت کا اجر وثواب ہے کہ ایک حرف کی دس نیکیاں ہیں اور حدیث مبارکہ چونکہ اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، الفاظ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں اور قرآن بھی اللہ تعالیٰ کا علم ہے اور الفاظ بھی اللہ تعالیٰ کے ہیں، تو اللہ تعالیٰ کے الفاظ ہونے کے تعلق سے اس کی قراءت کا ثواب ہے۔ ایک ایک حرف کی دس نیکیاں ہیں، بڑے بڑے فضائل ہیں، لیکن حدیث تشریعی اعتبار سے ہے اور نماز میں قراءت کے لحاظ سے کسی طرح سے پیچھے نہیں ہے۔عقیدہ، عمل، قول، فضائل، احکام میں دونوں کی طاقت اور قوت مساوی ہے۔جس طرح قرآن دلیل قطعی ہے، اسی طرح حدیث بھی دلیل قطعی ہے۔اللہ ہمیں صحیح دین کا فہم عطا فرمائے اور قرآن اور حدیث پر صحیح معنی میں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمادے۔

مختصر دراسۃ الکتاب:

زیر نظر کتاب ''مسند سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ'' انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور کے سلسلہ خدمۃ الحدیث النبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک کڑی ہے، جو کہ عظیم محدث الامام الحافظ ابو عبد اللہ احمد بن ابراہیم الدورقی (متوفی 246ھ) کی تالیف لطیف ہے۔

آپ بالاتفاق بہت بڑے ثقہ عالم تھے، امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ کا شمار آپ کے تلامذہ میں ہوتا ہے۔ اس مسند میں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے احادیث کو بیان کرنے والے تین صحابہ کرام جابر بن سمرہ، عبداللہ بن عباس اور سائب بن یزید رضی اللہ عنہم کے علاوہ درج ذیل تابعین کی بھی مرویات ہیں۔

عامر، مصعب، عمر، ابراہیم، یحییٰ، محمد، عائشہ یہ سبھی سعد رضی اللہ عنہ کی اولاد ہے۔ سعید بن مسیّب، ابوعثمان النہدی، عامر بن خارجہ بن سعد، حسن بصری، ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف، ابوبکر عرفطہ، دینار القراظ، ذکوان السمان، زید بن عیاش، سلیمان بن ابی عبداللہ، عبداللہ بن حبیب السلمی، عبداللہ بن السائب بن ابی نہیک، غنیم بن قیس، مجاہد بن جبر، محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لبیبۃ، محمد بن عبداللہ بن الحارث بن نوفل اور معاذ المکی رحمہم اللہ اجمعین۔

چھ احادیث سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر افراد سے مروی ہیں جن میں سے حدیث نمبر 14 سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، حدیث نمبر 36 سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے، حدیث نمبر 93 سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، حدیث نمبر 94 سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے، حدیث نمبر 106 سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور حدیث نمبر 12 امام زہری رحمہ اللہ کی بیان کردہ ہیں۔

دو احادیث، حدیث نمبر 108 اور 109 کو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بواسطہ سیدہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے۔

دو آثار 105 اور 117 نمبر مؤلف کتاب الدورقی سے مروی نہیں ہیں، انہیں اس مسند کے راوی نے شامل کتاب کیا ہے۔

کتاب ہٰذا 134 احادیث پر مشتمل ہے جن میں سے زیادہ تر مرفوع اور صحیح روایات ہیں، تاہم چند روایات سنداً ضعیف اور کمزور بھی ہیں۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ اس مسند میں موجود روایات کے علاوہ بھی سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے روایات مروی ہیں جو دیگر کتب احادیث میں موجود ہیں۔

آخری کلمات:

صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ محدثین نے دین حنیف کی جو خدمت کی ہے جو شخص بھی اس پر نظر ڈالے گا اس پر یہ بات واضح ہوجائے گی کہ علم وحکمت کا منبع سنت نبوی ہے اور اس کی حجیت سے انکار بلاشبہ جہالت و سفاہت ہے، اس لیے کہ علم وحکمت کی حجت کا منکر سوائے نادان اور بے عقل کے کون ہوسکتا ہے، نیز دیکھنے

والے پر یہ امر بھی واضح ہو جائے گا کہ جس طرح یہ علم وحکمت نبی امی ﷺ کا معجزہ ہے، اسی طرح علماء امت بھی اس نبی امی ﷺ کا معجزہ ہیں جس کی اتباع کی برکت سے ایسے علماء پیدا ہوئے، ورنہ علماء یہود اور عیسائیوں کے رہبان اور تمام امتیں مل کر اگر بخاری اور مسلم جیسا ایک حافظ حدیث پیش کرنا چاہیں تو نہیں پیش کر سکیں گی۔ اس قسم کے ائمہ دین، دین اسلام کا معجزہ ہیں اور جو علم ان حضرات کو عطا ہوا وہ بلاشبہ کرامت الٰہیہ ہے۔ محدث دورقی کی یہ عظیم الشان مسند درحقیقت آنحضرت ﷺ کے معجزہ علم وحکمت اور فقہاء اسلام کی کرامت علمیہ کی تشریح ہے۔ مجھ ناچیز کی دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مصنف، مترجم، ناشر اور تمام مساھمین ومعاونین کے لیے صدقہ جاریہ بنائے اور ناظرین کرام کے لیے اس کتاب کو موجب بصیرت وہدایت بنائے۔ آمین یا رب العالمین!

وصلی اللّٰہ تعالٰی علیه خیر خلقه سیدنا محمد وعلی وآله وأصحابه أجمعین

کتبه

عبداللہ ناصر رحمانی

سرپرست: ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز

ستمبر 2020ء

مصنف کتاب کے مختصر حالات زندگی

(از: حافظ حامد محمود الخضری)

نام ونسب وکنیت:

ابوعبداللہ احمد بن ابراہیم بن کثیر بن زید بن افلح بن منصور بن مزاحم العبدی مولی عبدالقیس، البغدادی، النکری والدورقی رحمہ اللہ۔

ولادت:

آپ 168 ہجری میں پیدا ہوئے۔

اساتذہ:

آپ نے بغداد، بصرہ، کوفہ، واسط وغیرہ کے مشہور اہل علم سے استفادہ کیا۔ مسند سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ میں آپ نے 56 اساتذہ سے احادیث بیان کیں، جن میں سے چند مشہور اسماء درج ذیل ہیں:

(i) ابونعیم فضل بن دکین الکوفی (المتوفی: 219ھ)

(ii) سلیمان بن داؤد ابوداؤد الطیالسی البصری (المتوفی: 204)

(iii) وکیع بن الجراح بن ملیح الرؤاسی، ابوسفیان، الکوفی (المتوفی: 197)

(iv) وہب بن بقیہ بن عثمان، ابومحمد الواسطی (المتوفی: 183)

(v) یزید بن ہارون بن زاذان السلمی، ابوخالد الواسطی (المتوفی: 206)

(vi) علی بن اسحاق المروزی (المتوفی: 213) رحمہم اللہ علیہم اجمعین!

تلامذہ:

آپ کے شاگردوں کی تعداد کثیر ہے، جن میں مشہور آئمہ ومحدثین درج ذیل ہیں:

(i) امام مسلم بن الحجاج النیسابوری (صحیح مسلم کے مؤلف)

(ii) امام ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی (صاحب السنن)

(iii) ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی (صاحب السنن)

(iv) محمد بن یزید ابن ماجہ (صاحب السنن)

(v) ابو القاسم عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز البغوی البغدادی

(vi) بقی بن مخلد الاندلسی

(vii) ابن ابی الدنیا، عبداللہ بن محمد بن عبید البغدادی

(viii) عبداللہ بن احمد بن حنبل

(ix) محمد بن محمد بن بدر الباہلی (مسند سعد رضی اللہ عنہ کے راوی) رحمہم اللہ علیہم اجمعین

آئمہ محدثین کے تاثرات:

حافظ ذہبی رحمہ اللہ ان کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "الحافظ الكبير المجود ...... صنّف و جمع، وكان حافظًا فهما حسن التأليف." (تذكرة الحفاظ: 505/2)

امام خلیلی فرماتے ہیں: آپ بالاتفاق ثقہ ہیں۔

امام عقیلی رحمہ اللہ نے بھی آپ کی توثیق فرمائی۔ (التهذيب: 10/1)

ابن حبان رحمہ اللہ نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔ (الثقات: 21/8)

تالیفات:

آپ کی تالیفات میں سے صرف مسند سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ موجود ہے تاہم سیرۃ عمر بن عبدالعزیز، مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور مسند لبابہ بنت الحارث وغیرہ کا بھی ذکر ملتا ہے۔

مصادرِ ترجمہ:

تذكرة الحفاظ : 505/2 .

التهذيب : 10/1 .

الثقات : 21/8 .

تاريخ بغداد : 7/4 .

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

(از حافظ محمد فہد، منڈی بہاؤ الدین)

(1) نام ونسب وکنیت:

سیدنا سعد بن ابی وقاص، مالک بن وہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی رضی اللہ عنہ۔
آپ کی کنیت ابو اسحاق ہے جبکہ قبیلہ قریش اور بنو زہرہ میں سے ہونے کی وجہ سے قرشی اور زہری نسبت ہے۔

(2) قبول اسلام:

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ مکہ میں ہجرت نبوی سے تیس سال قبل پیدا ہوئے۔ آپ نے عنفوان شباب میں ہی اسلام قبول کرلیا آپ اوّلین مسلمانوں میں سے ہیں۔ خود اپنے متعلق فرماتے ہیں:

((مَا أَسْلَمَ أَحَدٌ إِلَّا فِي الْيَوْمِ الَّذِي أَسْلَمْتُ فِيهِ ، وَلَقَدْ مَكَثْتُ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَإِنِّي لَثُلُثُ الْإِسْلَامِ .)) [1]

''جس دن میں نے اسلام قبول کیا، اس دن کسی اور شخص نے اسلام قبول نہیں کیا۔ سات دن تک میں مسلمانوں کی تعداد کا ایک تہائی (یعنی تیسرا مسلمان) رہا ہوں۔''

(3) امام الانبیاء سے رشتہ داری:

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ آمنہ بنت وہب بن عبد مناف، سعد رضی اللہ عنہ کے والد ابو وقاص کی چچا زاد تھیں۔ اس مناسبت سے سعد رضی اللہ عنہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتے میں ماموں لگتے تھے۔ چنانچہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دفعہ سعد رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((هٰذَا خَالِي فَلْيُرِنِي امْرُؤٌ خَالَهُ)) ''یہ میرے ماموں ہیں مجھے کوئی اپنا ماموں (ان جیسا) دکھائے۔''

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سعد بن ابی وقاص بنو زہرہ میں سے تھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ بھی بنو زہرہ سے تھیں اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد رضی اللہ عنہ سے متعلق فرمایا: ''یہ میرے ماموں ہیں۔'' [2]

---

[1] صحیح بخاری، حدیث نمبر: 3727.

[2] سنن ترمذی، حدیث نمبر: 3752۔ امام ترمذی نے اسے ''حسن'' اور محدث البانی نے ''صحیح'' کہا ہے۔

(4) غزوات میں شرکت:

اسلام لانے کے بعد سعد رضی اللہ عنہ اسلام کے دفاع اور اعدائے اسلام کے خاتمہ کے لیے داعی اسلام جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ رہے آپ نے حق و باطل کے تمام بڑے معرکوں، غزوۂ بدر، غزوہ احد، غزوہ خندق، صلح حدیبیہ اور غزوہ حنین وغیرہ میں شرکت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلفائے راشدین کے معتمد خاص رہے اور بڑی بڑی مہمات ان کی سپہ سالاری، اور دانش مندی سے سر کی گئیں۔ کسریٰ کے دارالحکومت مدائن، جنگ قادسیہ اور عراق کی فتح کا سہرا انہیں کے سر ہے۔

(5) امور خلافت میں معاونت:

عشرہ مبشر صحابہ میں سے ہونے کی وجہ سے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں خاص مقام حاصل تھا۔ عہدِ رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں بعض غزوات میں مہاجرین کے علمبردار رہے۔ بے پناہ خداداد صلاحیتوں کے مالک تھے۔ اسی لیے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم امور سلطنت چلانے میں ان سے معاونت لیتے۔ چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں کوفہ کا گورنر بنایا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو ان چھ صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار کیا جو ان کی نظروں میں خلافت کے مستحق تھے۔

(6) فضائل و مناقب:

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ صاحب فضل و منقبت ہیں۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض تربیت سے بلند مقام حاصل کیا۔ آپ کے فضائل میں بہت ساری احادیث و اخبار ہیں جن میں سے بعض درج ذیل ہیں۔

(i) اسلام میں اوّلیت:

شریعتِ اسلامیہ میں اسلام میں سبقت حاصل کرنے والے اوّلین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیگر صحابہ سے رتبہ و شان حاصل ہے۔ سعد رضی اللہ عنہ کو بھی یہ شرف حاصل ہوا کہ آپ طلوعِ اسلام کے وقت ہی مسلمان ہو گئے اور پھر ساری زندگی اسلام پر ڈٹے رہے۔

(ii) پہلے مسلمان تیرانداز:

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو تیراندازی میں خوب مہارت حاصل تھی۔ آپ کی تیراندازی سے خوش ہو کر آپ کی شان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احد کے دن فرمایا: ((اِرْمِ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ)) ''تیر پھینکو میرے ماں، باپ تجھ پر

قربان ہوں۔'' ❶

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں عربوں میں، اللہ کے راستے میں سب سے پہلا تیر چلانے والا ہوں۔ ❷

(iii) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہرہ داری:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات بیداری میں گذاری جب آپ مدینہ تشریف لائے تو فرمایا: ((لَيْتَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِي صَالِحًا يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ)) ''کاش میرے صحابہ میں سے ایک نیک شخص میرا پہرہ دیتا۔'' اتنے میں ہم نے اسلحہ کی چھنکار سنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کون ہے؟ تو جواب آیا: میں سعد بن ابی وقاص ہوں آپ کا پہرہ دینے کے لیے آیا ہوں اور پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پرسکون ہوکر سو گئے۔ ❸

(iv) اللہ کے محبوب:

ایک دفعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ آپ نے دعا فرمائی: ((اَللّٰهُمَّ ادْخِلْ مِنْ هٰذَا الْبَابِ عَبْدًا يُحِبَّكَ وَتُحِبُّهُ)) ''اے اللہ! اس دروازے سے اس شخص کو داخل کر جو تجھ سے محبت کرتا ہو اور تو اس سے محبت کرتا ہے''، تو اس دروازے سے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ داخل ہوئے۔ ❹

(v) عشرہ مبشرہ میں سے:

عشرہ مبشرہ سے مراد وہ دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جن کا ایک ہی مجلس میں نام لے کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جنت کی بشارت سنائی۔ اگرچہ ان کے علاوہ کچھ دیگر صحابہ کا نام لے کر زبانِ نبوت نے انہیں جنتی قرار دیا لیکن ان کا مقام ورتبہ ان عشرہ مبشرہ کے برابر نہیں۔

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں ان کا نام لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((وَسَعْدُ بْنُ اَبِي وَقَّاصٍ فِي الْجَنَّةِ)) ''اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جنتی ہیں۔'' ❺

(vi) زہد و ورع:

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے زندگی کا زیادہ تر حصہ میدان جہاد میں گذارا۔ جب عہدِ صحابہ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی

❶ صحیح بخاری، حدیث نمبر: 4055، صحیح مسلم، حدیث نمبر: 2412.

❷ صحیح بخاری، حدیث نمبر: 3727. ❸ صحیح بخاری، حدیث نمبر: 2885.

❹ مستدرك حاكم: 570/3، رقم: 6117۔ حاکم نے اسے ''صحیح الإسناد'' قرار دیا ہے اور ذہبی نے اس پر اُن کی موافقت کی ہے۔

❺ سنن ترمذی، حدیث نمبر: 3747۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

شہادت کے وقت مسلمانوں میں باہمی اختلافات پیدا ہوئے تو مدینہ منورہ سے دور مقام عقیق میں رہائش اختیار کر لی۔ فتنوں سے خود کو دور رکھا۔ جنگِ جمل و جنگِ صفین وغیرہ میں غیر جانبدار رہے۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا آپ کس گروہ کے ساتھ ہیں تو انہوں نے فرمایا: ((مَا اَنَا مَعَ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا)) ''میں ان دونوں میں سے کسی کے ساتھ بھی نہیں ہوں۔'' ❶

آپ کے بیٹے نے امورِ خلافت و امارت میں دلچسپی لینے کا مشورہ دیا تو اس کے ساتھ سختی سے پیش آئے، بادیہ نشینی اور شہر سے دور رہنے کو پسند کیا لیکن کسی بھی طرح کی حصولِ حکومت کی سرگرمی میں حصہ نہ لیا۔ ❷

(vii) مستجاب الدعوات:

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ مستجاب الدعوات تھے، اللہ تعالیٰ سے جو بھی مانگتے اللہ رب العزت عطا فرما دیتے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعا کرتے ہوئے فرمایا: ((اَللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ لِسَعْدٍ اِذَا دَعَاكَ)) ''اے اللہ! سعد جب بھی تجھ سے دعا کرے اس کی دعا قبول فرمایا۔'' ❸

ایک دفعہ ایک کوفی نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ پہ الزامات لگائے تو آپ نے اس کے لیے بد دعا کی جو قبول ہوئی اور وہ شخص ذلیل و رسوا ہو کر مرا۔ ❹

(viii) دشمنانِ صحابہ سے طرزِ عمل:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دنیا کی معزز و محترم ترین شخصیات ہیں ان کا ادب و احترام ہم سب پر لازم ہے۔ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس و عصمت کا تحفظ فریضہ ایمان ہے اور ہمیں یہ سبق زبانِ نبوت اور اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے طرزِ عمل سے ملتا ہے۔

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کا گزر ایک ایسے شخص کے پاس سے ہوا جو سیدنا علی، سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہہ رہا تھا۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: تم ایسے لوگوں کو برا بھلا کہہ رہے ہو جو اللہ تعالیٰ سے اپنے اعمال کا بدلہ جیسا بھی تھا پا چکے تھے۔ اللہ کی قسم! تم ان ہستیوں کو برا بھلا کہنے سے باز آ جاؤ ورنہ میں اللہ عزوجل سے بد دعا کروں گا۔ وہ آدمی کہنے لگا آپ مجھے ایسے ڈراتے ہو گویا نبی ہو۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ اگر یہ ایسے

❶ مستدرك للحاكم: 573/3، حديث نمبر: 6126.
❷ دیکھئے: مسند سعد حديث نمبر: 18، 73.
❸ سنن ترمذی، حديث نمبر: 3751۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔
❹ دیکھئے: مسند سعد: حديث نمبر: 2.

لوگوں کو گالیاں دے رہا ہے جو تجھ سے اپنے اعمال کا جیسے بھی تھا، بدلہ پا چکے ہیں تو اسے آج ہی عبرت ناک سزا دے۔ اسی وقت ایک اونچی کوہان والی اونٹنی آئی، لوگوں کے درمیان سے راستہ بنایا اور اس آدمی کو اچک لیا۔ عامر بن سعد نے کہا: میں نے دیکھا لوگ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے پیچھے آتے ہوئے کہہ رہے تھے۔ اے ابواسحاق: اللہ تعالیٰ نے آپ کی بددعا کو قبول فرمایا۔ ❶

(ix) فرشتوں کو دیکھنا:

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ انہوں نے جبریل اور میکائیل علیہما السلام کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں غزوہ احد میں لڑتے ہوئے دیکھا تھا۔ ❷

(x) سیدنا سعد اور نزول قرآن:

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ ان خوش نصیب نفوس قدسیہ میں سے ہیں جن کے بارے میں اللہ رب العزت نے قرآن کی بعض آیات کو نازل فرمایا تھا۔ ❸

(xi) سعد رضی اللہ عنہ کی بہادری و دلیری:

شجاعت و بہادری ہر قوم و علاقہ میں اعلیٰ وصف شمار کی جاتی ہے۔ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعداءِ دین کے مقابل استقامت کا وافر حصہ نصیب ہوا۔ عسر و یسر میں اخلاص کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول کے لیے لڑتے رہے۔ ان جانثاروں میں سے سعد رضی اللہ عنہ بھی ہیں جو دفاع دین اور بہادری میں جوہر کامل تھے۔

غزوہ احد میں کفار مکہ کے اچانک حملے سے مسلمانوں کو جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا اس دوران جن جانثاروں نے سر بکف ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد حصار کھڑا کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی ان میں سے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ❹

(xii) سعد رضی اللہ عنہ کا وجود اسلام و اہلِ اسلام کے لیے مفید رہا:

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں ایک دفعہ بیمار رہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تیمار داری کے لیے تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو زندگی سے مایوس ہوتے دیکھا تو فرمایا: ''ہوسکتا ہے اللہ تجھے باقی

❶ مجمع الزوائد: 154/9، حديث نمبر: 14854۔ ہیثمی نے کہا اسے طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

❷ دیکھئے: مسند سعد، حديث نمبر: 77. ❸ دیکھئے: مسند سعد، حديث نمبر: 43.

❹ صحيح بخاری، حديث نمبر: 3723، صحيح مسلم، حديث نمبر: 2414.

رکھے کچھ لوگوں (مسلمانوں) کو تجھ سے فائدہ اور کچھ کو تجھ سے نقصان ہو۔ ❶

بعد ازاں سعد رضی اللہ عنہ صحت یاب ہوئے لمبی عمر پائی، فاتح ایران وعراق بنے، قادسیہ آپ کے ہاتھوں فتح ہوا، کسریٰ کی بہت بڑی طاقت وسلطنت نیست و نابود ہوئی، مسلمانوں کو فوائد حاصل ہوئے، کفار کو آپ کے ہاتھوں ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔

(xiii) صبر واستقامت:

دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح اسلام لانے کی پاداش میں سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو بھی آزمائشوں سے گزرنا پڑا لیکن آپ صبر و رضا کے پہاڑ ثابت ہوئے۔ مسلمان ہوئے تو والدہ نے کھانا پینا بند کر دیا، اسلام چھوڑنے کا مطالبہ کرنے والی والدہ کو سعد رضی اللہ عنہ نے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔ لیکن اسلام سے تعلق کو کمزور نہیں ہونے دیا۔ ❷

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، میں نے خود کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان سات آدمیوں میں ساتواں دیکھا (جنہوں نے اسلام میں سبقت کی)، تب ہمارے پاس کیکر کے پھل یا پتوں کے علاوہ کھانے کے لیے کچھ نہ ہوتا تھا۔ یہ کھاتے کھاتے ہم بکری کی مینگنیوں کی طرح پاخانہ کرتے۔ ❸

وفات:

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے ساری زندگی کتاب وسنت پر سختی سے عمل کرتے ہوئے گذاری جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو ورثا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر جیسی قبر بنانے کی وصیت کی۔ ❹

مدینۃ الرسول سے دس میل دور واقع مقام عقیق پر مشہور قول کے مطابق 55ھ میں فوت ہوئے۔ وہاں سے ان کی میت کو مدینہ منورہ میں لایا گیا اور آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

---

❶ مسند سعد، حدیث نمبر: 27. ❷ مسند سعد، حدیث نمبر: 43.

❸ صحیح بخاری، حدیث نمبر: 5412، صحیح مسلم، حدیث نمبر: 2966.

❹ مسند سعد، حدیث نمبر: 23.

کتاب کی سند

مسند سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہم تک ابو القاسم علی بن بلبان جو اس نسخہ کے کاتب ہیں کے واسطہ سے پہنچی ہے کتاب کی سند میں موجود سلسلۃ الرجال کا مختصر تعارف درج ذیل ہے۔

(1) ابو القاسم علاء الدین علی بن بلبان المقدسی الناصری رحمہ اللہ: ...... آپ 612 ہجری میں پیدا ہوئے۔ شام، عراق اور مصر کے علاقوں میں زیر تعلیم رہے اور ان علاقوں کے کبار علمائے حدیث سے تحصیل علم کیا، چند مفید کتب بھی تحریر کیں جن میں سے "المقاصد السنيه فى الاحاديث الالهيه" اور "تحفة الصديق فى فضائل ابى بكر الصديق" وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ 684 ہجری میں فوت ہوئے۔

(2) ابو الفضل جعفر بن علی ابو الحسن بن ابو البرکات ہبۃ اللہ الہمد انی، الاسکندری، المقری رحمہ اللہ: ...... 546 ہجری میں پیدا ہوئے۔ اس دور کے جید اصحاب علم وفن سے علم حاصل کیا۔ آپ کو علوم حدیث پر دسترس حاصل تھی۔ آپ کو معاصر علماء نے محدث، حافظ، ثقہ، کثیر الحدیث کے القابات سے نوازا۔ آپ نے 630 ہجری میں وفات پائی۔

(3) ابو البیان نبأ بن ابو المکارم بن ہجام بن عبداللہ حنفی رحمہ اللہ: ...... آپ نے مصر اور اسکندریہ کے جید علماء سے کسب فیض کیا اور 643 ہجری میں قاہرہ میں وفات پائی۔

(4) ابو عبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد الحضرمی الاسکندرانی رحمہ اللہ: ...... آپ کی 514 ہجری میں وفات ہوئی۔ آپ اپنے دور کے جید علمائے حدیث میں شمار ہوتے ہیں آپ کے اساتذہ میں ابو عبداللہ محمد بن احمد الرازی وغیرہ شامل ہیں۔ آپ کی 589 ہجری میں وفات ہوئی۔

(5) ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابراہیم الرازی: ...... آپ نے ابن الخطاب کے نام سے شہرت پائی۔ آپ صاحب علم اور جلیل القدر محدثین میں سے ہیں۔ آپ نے 525 ہجری میں وفات پائی۔

(6) ابو القاسم عبدالرحمٰن بن مظفر بن عبدالرحمٰن الکحال رحمہ اللہ: ...... امام ابو عبداللہ محمد بن احمد الرازی کے شیوخ میں سے ہیں۔ آپ کو عربی ادب اور علوم وفنون پر عبور حاصل تھا۔

(7) ابوبکر احمد بن محمد اسماعیل المہندس رحمہ اللہ: ......آپ دیار مصر کے محدث ہیں۔ ثقہ علماء اور صاحب فضل اُتقیاء میں سے تھے۔ 385 ہجری میں فوت ہوئے۔

(8) امام ابوالحسن محمد بن محمد عبداللہ الباہلی البغدادی رحمہ اللہ: ......آپ ابوعبداللہ الدورقی کے شاگرد ہیں پختہ علم کے مالک حافظ الحدیث ہیں۔ ربیع الآخر کے اواخر میں 314 ہجری کو مصر میں فوت ہوئے۔

یہ صاحب مسند سعد، امام حافظ ابوعبداللہ احمد بن ابراہیم بن کثیر الدورقی البغدادی (المتوفی: 246ھ) سے مسند کی احادیث بیان کرتے ہیں اور ان کا سلسلہ سند سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے واسطے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ عدة للقائه .

جَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ، عَنْ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایات

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ الثِّقَةُ أَبُو الْبَيَانِ نبأ ابْنُ أَبِي الْمَكَارِمِ بْنِ هَجَّامِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَنَفِيُّ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ، يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ حَادِي عَشَرَ ذِي الْقَعْدَةِ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَثَلاثِينَ وَسِتِّمِائَةٍ بِمَنْزِلِهِ بِالْقَاهِرَةِ، وَقِيلَ لَهُ: أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَنْصُورِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ الْحَضْرَمِيُّ، قِرَاءَةً عَلَيْهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الرَّازِيُّ، بِقِرَاءَةِ الْحَافِظِ أَبِي طَاهِرٍ أَحْمَدَ بْنِ السِّلَفِيِّ الْأَصْبَهَانِيِّ، فِي شَهْرِ رَبِيعٍ الْآخِرِ سَنَةَ خَمْسٍ وَعِشْرِينَ وَخَمْسِمِائَةٍ، فَأَقَرَّ بِهِ، وَقَالَ: نَعَمْ قَالَ: أَخْبَرَنَا الشَّيْخ أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُظَفَّرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْكَحَّالُ، فِي شَهْرِ رَبِيعٍ الْآخِرِ سَنَةَ اثْنَتَيْنِ وَأَرْبَعِينَ وَأَرْبَعِمِائَةٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ الْفَرَجِ الْمُهَنِّدِسُ، قِرَاءَةً عَلَيْهِ فِي شُهُورِ سَنَةِ أَرْبَعٍ وَثَمَانِينَ وَثَلاثِمِائَةٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَاهِلِيُّ، فِي جُمَادَى الْأُولَى سَنَةَ تِسْعٍ وَثَلاثِمِائَةٍ .

[1]...... حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ كَثِيرٍ الدَّوْرَقِيُّ، حَدَّثَنَا هُشَيْمُ بْنُ بَشِيرٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، أَنَّ أَهْلَ الْكُوفَةِ شَكَوْا سَعْدًا إِلَى عُمَرَ، فَذَكَرُوا مِنْ صَلَاتِهِ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ عُمَرُ، فَقَدِمَ عَلَيْهِ . فَذَكَرَ لَهُ مَا عَابُوهُ بِهِ مِنْ أَمْرِ الصَّلَاةِ، فَقَالَ: إِنِّي لَأُصَلِّي بِهِمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَا أَخْرِمُ عَنْهَا، أَنِّي لَأَرْكُدُ بِهِمْ فِي الْأُولَيَيْنِ، وَأَحْذِفُ بِهِمْ فِي الْأُخْرَيَيْنِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: ذَلِكَ الظَّنُّ بِكَ أَبَا إِسْحَاقَ .

تخريج الحديث صحيح بخاری، الاذان، باب وجوب القراءة للإمام المأموم، رقم: 755، صحيح مسلم، الصلاة، باب القراءة فی الظهر والعصر، رقم: 453.

ترجمة الحديث سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کوفہ والوں نے امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سعد رضی اللہ عنہ کی شکایت کی اور (اس میں) ان کی نماز کا بھی ذکر کیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف پیغام بھیجا وہ

آئے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے جو انہوں نے ان کی نماز پر اعتراض کیا تھا اس کا تذکرہ کیا، تو انہوں نے کہا: میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی طرح نماز پڑھاتا ہوں، اس میں کمی نہیں کرتا۔ میں انہیں پہلی دو رکعات لمبی پڑھاتا ہوں اور آخری دو رکعات میں تخفیف کرتا ہوں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے ابو اسحاق! آپ کے بارے میں (میرا) یہی گمان ہے۔

شرح الحدیث (1) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عزت وتکریم فرض ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَكْرِمُوْا اَصْحَابِيْ فَاِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ)) [1]

''میرے صحابہ کی تکریم کرو کیونکہ وہ تم میں سے بہترین ہیں، پھر وہ جو ان کے بعد ہیں، پھر وہ جو ان کے بعد ہیں۔''

(2) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ایمان معیار ہے اور ان کا مسلک ومنہج معیاری راستہ ہے۔ جس کی مخالفت کرنے والوں کو سخت ترین وعید سنائی گئی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا ﴾ (النسآء : 115)

''اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے اس کے بعد کہ اس کے لیے ہدایت خوب واضح ہو چکی اور مومنوں کے راستہ کے علاوہ (اور راستہ) کی پیروی کرے ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف وہ پھرے گا اور ہم اسے جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری لوٹنے کی جگہ ہے۔''

(3) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر اعتراض وتنقید سے ہر صورت بچنا لازم ہے۔ ان سے اگر بشری تقاضوں کے پیش نظر کوئی غلطی بھی ہوئی تو اللہ رب العزت نے معاف کر دیا اور انہیں دنیا ہی میں رضی اللہ عنہم کے لقب سے ملقب فرمایا۔

(4) امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی عدالت میں سبھی برابر تھے کسی علاقے کے گورنر اور عظیم المرتبت انسان سے متعلق شکایت آنے پر بھی خوب تحقیق وتفتیش کی جاتی تھی۔ عہدہ ومنصب کی بنیاد پر کسی کو کسی بھی سطح پر استثناء حاصل نہ تھا۔

(5) سعد رضی اللہ عنہ کی وضاحت پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مطمئن ہو گئے تھے۔

---

[1] السنن الکبری للنسائی: 285/8، مسند الشافعی، رقم: 1788.

(6) ملزم کو صفائی کا بھر پور موقع ملنا چاہیے۔

(7) سیدنا سعد رضی اللہ عنہ متبع سنت تھے۔

(8) نماز اسی طرح پڑھنی چاہیے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی۔

(9) عبادت کو بغیر کمی، بیشی کے طریقہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق بجالانا لازم ہے۔

(10) چار رکعات والی نماز کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت کو لمبا کرنا اور دوسری دو رکعات میں قرأت قدر مختصر کرنا مسنون ہے۔

(11) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باہم شیر وشکر تھے اور ایک دوسرے سے متعلق حسن ظن رکھتے تھے۔

(12) کنیت رکھنا جائز ہے۔ سعد رضی اللہ عنہ کی کنیت ابواسحاق تھی۔

(13) سعد رضی اللہ عنہ سے متعلق جب یہ شکایت دربار خلافت میں پہنچی تب آپ کوفہ کے گورنر تھے آپ کو معزول کرنے کے بعد امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا گورنر نامزد کیا۔ [1]

[2]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ هُشَيْمٍ إِلَّا أَنَّهُ زَادَ فِيهِ قَالَ: فَبَعَثَ مَعَهُ مَنْ يَسْأَلُ عَنْهُ، قَالَ: فَطَرَقَ بِهِ فِي مَسَاجِدِ الْكُوفَةِ ، فَلَمْ يَقُلْ لَهُ إِلَّا خَيْرًا ، حَتَّى انْتَهَى إِلَى مَسْجِدِ بَنِي عَبْسٍ ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أَبُو سَعْدَةَ: اللّٰهُمَّ إِنَّهُ كَانَ لا يَنْفِرُ فِي السَّرِيَّةِ ، وَلا يَقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ ، وَلا يَعْدِلُ فِي الْقَضِيَّةِ ، قَالَ: فَغَضِبَ سَعْدٌ ، وَقَالَ: اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ كَاذِبًا فَأَطِلْ عُمْرَهُ ، وَاشْدُدْ فَقْرَهُ ، وَاعْرِضْ عَلَيْهِ الْفِتَنَ ، قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ: فَرَأَيْتُهُ شَيْخًا كَبِيرًا مَفْتُونًا لَا يَجِدُ شَيْئًا ، قَالَ: يُقَالُ لَهُ: كَيْفَ أَنْتَ يَا أَبَا سَعْدَةَ! فَيَقُولُ: شَيْخٌ كَبِيرٌ مَفْتُونٌ أَصَابَتْنِي دَعْوَةُ سَعْدٍ .

تخريج الحديث صحيح بخارى، الاذان، باب وجوب القراءة للامام والمأموم، رقم: 755، صحيح مسلم، الصلاة، باب القراءة فى الظهر والعصر، رقم: 453.

ترجمة الحديث سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا: پھر آپ رضی اللہ عنہ (عمر) نے ان (سعد) کے ساتھ ایک آدمی کو بھیجا جو ان (اہل کوفہ) سے سعد رضی اللہ عنہ سے متعلق دریافت کرے۔ تو وہ ان کے ساتھ

[1] صحيح بخارى، حديث نمبر: 755.

کوفہ کی تمام مسجدوں میں گیا، سب نے آپ کی تعریف کی۔ حتیٰ کہ جب مسجد بنی عبس میں گئے تو ایک آدمی جس کی کنیت ابوسعدہ تھی نے کہا: اللہ کی قسم! بے شک وہ لشکر کے ساتھ (جنگ کے لیے) نہیں جاتے، نہ مالِ غنیمت کی صحیح تقسیم کرتے ہیں اور نہ فیصلے میں عدل وانصاف کرتے ہیں۔ سعد رضی اللہ عنہ یہ سن کر غصہ میں آ گئے اور دعا کی: اے اللہ! اگر یہ شخص جھوٹا ہے تو اس کی عمر دراز کر اور اسے خوب محتاج بنا اور اسے فتنوں میں مبتلا کر دے۔ عبدالملک بن عمیر کہتے ہیں: میں نے اسے دیکھا وہ انتہائی بوڑھا، فتنوں میں مبتلا اور کنگال شخص تھا۔ اس سے پوچھا جاتا، ابوسعدہ کیسے ہو؟ تو وہ جواب دیتا: فتنوں میں مبتلا انتہائی بوڑھا شخص ہوں مجھے سعد رضی اللہ عنہ کی بد دعا لگ گئی ہے۔

شرح الحدیث (1) سعد رضی اللہ عنہ سے متعلق اہل کوفہ کی عمومی رائے انتہائی شاندار تھی صرف ایک شخص ابو سعدہ اسامہ بن قتادہ نے اعتراض کیا۔

(2) سعد رضی اللہ عنہ پر تین اعتراض کیے گئے: (i) لشکر کے ساتھ جنگ پر نہیں جاتے۔ (ii) مال غنیمت کی تقسیم صحیح نہیں کرتے۔ (iii) اور فیصلوں میں عدل وانصاف نہیں کرتے۔

تو سعد رضی اللہ عنہ نے معترض کے لیے تین ہی بد دعائیں بھی کیں: (i) اے اللہ! اگر یہ جھوٹا ہے اس کی عمر دراز کر دے۔ (ii) اسے خوب محتاج وفقیر کر دے۔ (iii) اور اسے فتنوں میں مبتلا کر دے۔

(3) سعد رضی اللہ عنہ کی دعا کی قبولیت کا لوگوں نے مشاہدہ کیا۔

(4) اللہ کے ولیوں سے دشمنی اور بغض اللہ کی ناراضگی کا باعث ہے۔

(5) معترض کا جھوٹا ہونا اور سعد رضی اللہ عنہ کا سچا ہونا دنیا ہی میں ثابت ہو گیا۔

(6) تمام صحابہ رضی اللہ عنہم معزز ومحترم ہیں ان کو رسوا کرنے کی کوشش کرنے والے دنیا وآخرت میں ذلیل ورسوا ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ:

﴿ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾ (المنافقون: 8)

''وہ کہتے ہیں یقیناً اگر ہم مدینہ واپس گئے تو جو زیادہ عزت والا ہے وہ اس میں سے ذلیل تر کو ضرور ہی نکال باہر کرے، حالانکہ عزت تو صرف اللہ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے اور ایمان والوں کے لیے ہے اور لیکن منافق نہیں جانتے۔''

(7) مزید فوائد کے لیے دیکھئے حدیث نمبر 1۔

[3]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ أَبِي عَوْنٍ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ . ح

تخریج الحدیث صحيح بخاری، الاذان، باب يطول فی الاولیین ويحذف فی الأخرين، رقم: 770، صحيح مسلم، الصلاة، باب القراءة فی الظهر والعصر، رقم: 453.

ترجمۃ الحدیث ہمیں حدیث بیان کی احمد نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی وکیع بن جرام نے شعبہ سے، انہوں نے ابوعون سے اور انہوں نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[4]...... وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ، ح وَحَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ ، أَخْبَرَنِي أَبُو عَوْنٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ، ح

تخریج الحدیث گزشتہ حدیث نمبر 3 کے تحت تخریج دیکھیں۔

ترجمۃ الحدیث اور ہمیں حدیث بیان کی احمد نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی بہز بن اسد نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی شعبہ نے، انہوں نے کہا مجھے خبر دی ابوعون نے، انہوں نے کہا میں نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی۔

[5]...... وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ، وَحَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ أَبِي عَوْنٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ لِسَعْدِ بْنِ مَالِكٍ قَدْ شَكَاكَ النَّاسُ - قَالَ بَهْزٌ فِي حَدِيثِهِ: يَعْنِي أَهْلَ الْكُوفَةِ - فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى فِي الصَّلَاةِ، فَكَيْفَ تُصَلِّي؟ قَالَ سَعْدٌ: أَمَّا أَنَا فَأَمُدُّ فِي الْأُولَيَيْنِ وَأَحْذِفُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ - قَالَ بَهْزٌ فِي حَدِيثِهِ: حَذْفًا - وَمَا آلُو مَا اقْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: ذَاكَ ظَنِّي بِكَ أَوْ قَالَ: الظَّنُّ بِكَ .

تخریج الحدیث حدیث نمبر 3 کے تحت تخریج دیکھیں۔

ترجمۃ الحدیث سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا: یقیناً کوفہ کے لوگوں نے آپ کی ہر چیز حتیٰ کہ نماز سے متعلق بھی شکایت کی ہے، آپ نماز کس طرح پڑھتے ہیں؟ تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میں پہلی دو رکعتوں میں قیام لمبا کرتا ہوں، اور دوسری دو رکعتوں میں مختصر کرتا ہوں، اور میں نے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھی تھی اس میں کوئی کوتاہی نہیں کرتا ہوں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا آپ کے بارے میں یہی گمان ہے یا کہا: آپ کے بارے یہی گمان ہے۔

شرح الحديث اس حدیث کے فوائد کے لیے دیکھئے حدیث نمبر 1۔

ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ سَعْدٍ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے مروی روایت

[6]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ ، وَإِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْرَقُ قَالُوا: حَدَّثَنَا أُصْبُغُ بْنُ زَيْدٍ ، حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ أَخَذَ بِيَدِ مُعَاوِيَةَ ، فَانْطَلَقَ بِهِ إِلَى سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ الزُّهْرِيِّ، فَقَالَ لَهُ: يَا أَبَا إِسْحَاقَ أَرَأَيْتَ يَوْمَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ قَتِيلِ مُوسَى الَّذِي قَتَلَ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ، الْإِسْرَائِيلِيُّ أَفْشَى عَلَيْهِ أَمْرَ الْفِرْعَوْنِيِّ؟ فَقَالَ: إِنَّمَا أَفْشَى عَلَيْهِ الْفِرْعَوْنِيُّ بِمَا سَمِعَ مِنَ الْإِسْرَائِيلِيِّ الَّذِي شَهِدَ ذَلِكَ وَحَضَرَهُ.

تخريج الحديث سنن الکبریٰ للنسائی: 172/10، رقم: 11263، مسند ابی یعلی: 10/5، رقم: 2618، مجمع الزوائد: 66/7۔ حسین سلیم اسد نے کہا: اس کے راوی ثقہ ہیں۔

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور انہیں سعد بن مالک کے پاس لے گئے اور ان سے کہا: اے ابو اسحاق! آپ کا کیا خیال ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں آل فرعون کے مقتول سے متعلق بیان کیا جو موسیٰ علیہ السلام نے کیا، تو بنی اسرائیل کے ایک آدمی نے آلِ فرعون کے قتل ہونے والے فرد کا راز ظاہر کیا: تو انہوں نے کہا: یہ راز آلِ فرعون کے فرد نے بنی اسرائیل کے آدمی سے سن کر ظاہر کیا جو اس (قتل کے) وقت وہاں حاضر وموجود تھا۔

شرح الحديث (1) موسیٰ علیہ السلام اللہ کے جلیل القدر نبی ہیں جن کو بنی اسرائیل کی طرف مبعوث کیا گیا، قرآن میں سب سے زیادہ ذکر انہیں کا ہوا ہے۔

(2) صحابہ کرام کتاب وسنت کی تعلیم وتعلم کا شغف رکھتے تھے اور درپیش مسائل باہمی مذاکروں سے حل کرتے تھے۔

(3) موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قبطی کے مارے جانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ لَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ اسْتَوٰۤى اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝ وَ دَخَلَ الْمَدِیْنَةَ عَلٰى حِیْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِیْهَا رَجُلَیْنِ یَقْتَتِلٰنِ ٘ۗ هٰذَا مِنْ شِیْعَتِهٖ وَ هٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ

الَّذِیْ مِنْ شِیْعَتِهٖ عَلَی الَّذِیْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰی فَقَضٰی عَلَیْهِ ۗ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِیْنٌ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝ قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِیْرًا لِّلْمُجْرِمِیْنَ ۝ فَاَصْبَحَ فِی الْمَدِیْنَةِ خَآىِٕفًا یَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِی اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ یَسْتَصْرِخُهٗ ؕ قَالَ لَهٗ مُوْسٰۤی اِنَّكَ لَغَوِیٌّ مُّبِیْنٌ ۝ فَلَمَّاۤ اَنْ اَرَادَ اَنْ یَّبْطِشَ بِالَّذِیْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ یٰمُوْسٰۤی اَتُرِیْدُ اَنْ تَقْتُلَنِیْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ ۖۗ اِنْ تُرِیْدُ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِی الْاَرْضِ وَ مَا تُرِیْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِیْنَ ۝ وَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ یَسْعٰی ۙ قَالَ یٰمُوْسٰۤی اِنَّ الْمَلَاَ یَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِیَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّیْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِیْنَ ۝ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآىِٕفًا یَّتَرَقَّبُ ۙ قَالَ رَبِّ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝﴾ (القصص: 14 تا 21)

''اور جب وہ جوانی کو پہنچا اور پورا طاقت ور ہو گیا تو ہم نے اسے قوت فیصلہ اور علم عطا کیا اور اسی طرح نیکی کرنے والوں کو ہم بدلا دیتے ہیں۔ اور وہ شہر میں اس کے رہنے والوں کی کسی قدر غفلت کے وقت داخل ہوا تو اس میں دو آدمیوں کو پایا کہ لڑ رہے ہیں یہ اس کی قوم سے ہے اور یہ اس کے دشمنوں میں سے ہے تو جو اس کی قوم سے تھا اس نے اس سے اس کے خلاف مدد مانگی جو اس کے دشمنوں سے تھا تو موسیٰ نے اسے گھونسا مارا تو اس کا کام تمام کر دیا کہا: یہ شیطان کے کام سے ہے یقیناً وہ کھلم کھلا گمراہ کرنے والا دشمن ہے۔ کہا: اے میرے رب! یقیناً میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا سو مجھے بخش دے تو اس نے اسے بخش دیا، بے شک وہی تو بے حد بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔ پس اے میرے رب! اس وجہ سے کہ تو نے مجھ پر انعام کیا، تو میں کبھی بھی مجرموں کا مددگار نہیں بنوں گا۔ غرض اس نے شہر میں ڈرتے ہوئے صبح کی، انتظار کرتا تھا، تو اچانک وہی شخص جس نے کل اس سے مدد مانگی تھی اس سے فریاد کر رہا تھا۔ موسیٰ نے اس سے کہا: یقیناً تو ضرور کھلا گمراہ ہے۔ پھر جوں ہی اس نے ارادہ کیا کہ اس کو پکڑے جو ان دونوں کا دشمن تھا۔ اس نے کہا: اے موسیٰ! کیا تو چاہتا ہے کہ مجھے قتل کر دے جس طرح تو نے کل ایک شخص کو قتل کیا۔ تو نہیں چاہتا مگر یہ کہ زمین میں زبردست بن جائے اور تو نہیں چاہتا کہ اصلاح کرنے والوں میں سے ہو۔ اور ایک آدمی شہر کے سب سے دور کنارے سے دوڑتا ہوا آیا۔ اس نے کہا: اے موسیٰ: بے شک سردار تیرے بارے میں مشورہ کر رہے ہیں کہ تجھے قتل کر دیں۔ پس نکل جا، یقیناً میں تیرے لیے خیر خواہوں سے ہوں۔ تو وہ ڈرتا ہوا اس

سے نکل پڑا انتظار کرتا تھا، کہا: اے میرے رب! مجھے ان ظالم لوگوں سے بچا لے۔"

(4) موسیٰ علیہ السلام کے قتل کرنے کا راز فرعونی قبطی نے ظاہر کیا تھا۔

(5) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم احادیثِ رسول کی روشنی میں مسائل کا حل تلاش کرتے تھے۔

عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ

عامر بن سعد کی اپنے باپ سے بیان کردہ روایات

[7]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَاءَهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُهُ وَهُوَ بِمَكَّةَ، وَهُوَ يَكْرَهُ أَنْ يَمُوتَ فِي الْأَرْضِ الَّتِي هَاجَرَ مِنْهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: يَرْحَمُ اللَّهُ سَعْدَ بْنَ عَفْرَاءَ يَرْحَمُ اللَّهُ سَعْدَ بْنَ عَفْرَاءَ، قَالَ: وَلَمْ يَكُنْ لَهُ إِلَّا بِنْتٌ وَاحِدَةٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ، قَالَ: لَا، قَالَ: فَالنِّصْفُ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَالثُّلُثُ؟ قَالَ: الثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ بِأَيْدِيهِمْ، وَإِنَّكَ مَهْمَا أَنْفَقْتَ مِنْ نَفَقَةٍ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ حَتَّى اللُّقْمَةَ تَرْفَعُهَا إِلَى فِي امْرَأَتِكَ، وَلَعَلَّ اللَّهَ يَرْفَعُكَ فَيَنْفَعَ بِكَ نَاسًا، وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ.

تخریج الحدیث صحیح بخاری، النفقات، باب فضل النفقة على الأهل، رقم: 5354، صحيح مسلم، الوصية، باب الوصية بالثلث، رقم: 1628.

ترجمة الحدیث سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ مکہ میں نبی اکرم ﷺ ان کی تیمار داری کے لیے تشریف لائے اور آپ اس سرزمین جس سے کسی نے ہجرت کی ہو (میں مہاجر کی) وفات کو ناپسند کرتے تھے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ سعد بن عفراء پر رحم کرے، اللہ سعد بن عفراء پر رحم کرے، اور (تب) ان کی صرف ایک بیٹی تھی۔ تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اپنے سارے مال کی وصیت کر دوں؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: نہیں، عرض کیا: آدھے کی کر دوں؟ فرمایا: نہیں، عرض کیا: تہائی کی کر دوں؟ فرمایا: تہائی کی کر سکتے ہو اور یہ بھی بہت زیادہ ہے۔ اگر تم اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑ و تو یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں محتاج چھوڑ و اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے رہیں اور تم جو بھی چیز خرچ کرو گے وہ صدقہ و خیرات ہے یہاں تک کہ وہ لقمہ بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو گے اور (یہ بھی) ممکن ہے اللہ تعالیٰ تمہیں تندرستی کی لمبی عمر دے اور تجھ سے

بہت سارے لوگوں (مسلمانوں) کو فائدہ ہو اور دوسرے (اسلام مخالف) تم سے نقصان اٹھائیں۔

شرح الحدیث (1) بیمار مسلمان کی تیمار داری اس کا بنیادی حق ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ: رَدُّ السَّلَامِ، وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ، وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ، وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ.)) [1]

''ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں: سلام کا جواب دینا، بیمار کی تیمار داری کرنا، جنازوں کے ساتھ جانا، دعوت کو قبول کرنا اور چھینک لینے والے کے الحمد للہ کہنے پر اسے جواب دینا۔''

(2) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیماروں کی تیمار داری کرتے، ان کی خبر گیری فرماتے تھے۔

(3) سعد رضی اللہ عنہ حجۃ الوداع کے موقع پر مکہ مکرمہ میں بیمار ہوئے تھے۔

(4) مقامِ ہجرت میں مہاجر کی وفات کو ناپسند سمجھا گیا ہے۔

(5) سعد بن عفراء رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعا فرمائی۔

(6) ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں سعد بن عفراء آیا ہے جبکہ اکثر روایات میں سعد بن خولہ آتا ہے ممکن ہے خولہ، سعد کے والد کا نام اور عفراء والدہ کا نام ہو۔ اس حدیث میں سعد رضی اللہ عنہ کی ایک بیٹی کا ذکر ہے اس کا نام ام الحکم الکبریٰ ہے جس کی والدہ بنت شہاب بن عبداللہ بن حارث بن زہرہ تھیں اور یہ اسحاق کی حقیقی بہن ہیں جن کی نسبت سے سعد رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو اسحاق ہے۔ [2]

(7) شرعاً وصیت کرنا جائز ہے اور ورثا کو وصیت پوری کرنے کی تاکید بھی کی گئی ہے۔

(8) میت کے ذمہ اگر قرض ہو تو ترکہ میں سے سب سے پہلے قرض ادا ہوگا پھر مال کے تہائی حصہ سے وصیت پوری کی جائے گی۔ بعد ازاں وارثوں میں باقی ترکہ تقسیم ہوگا۔

(9) تہائی مال سے زیادہ کی وصیت کرنا جائز و درست نہیں ہے۔

(10) شرعی طور پر وارث بننے والے کے حق میں وصیت کرنا ناجائز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا

---

[1] صحيح بخاری، حديث نمبر: 1240، صحيح مسلم، حديث نمبر: 2162.

[2] هدى الساری، ص: 288.

وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ)) ''وارث بننے والے کے لیے وصیت جائز نہیں ہے۔'' [1]

(11) فقراء و مساکین کی نسبت آدمی کی کمائی پر وارثوں کا زیادہ حق ہے۔

(12) گداگری شرعاً ناپسندیدہ عمل ہے۔

(13) اہل خانہ پر خرچ کرنا صدقہ و نیکی ہے۔

(14) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے متعلق پیش گوئی فرمائی وہ پوری ہوئی۔ آپ اس کے بعد تقریباً چوالیس (44) سال تک زندہ رہے مشہور اور فیصلہ کن جنگ قادسیہ میں اہل اسلام کے کمانڈر تھے، عراق انہی کے ہاتھوں فتح ہوا۔ کفار و مرتدین سے قتال کیا اور بہت سے لوگوں نے ان کی امارت و گورنری میں اسلام قبول کیا۔

(15) سعد رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہونے والے نقصان میں رہے جبکہ اسلام اہلِ اسلام اور اسلام قبول کرنے والوں کو فائدہ ہوا۔

(16) واجب اخراجات اور تمام اعمال صالحہ جو اللہ کے لیے کیے جائیں ان سب میں انسان کے لیے اجر و ثواب ہے۔

[8]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ - صَاحِبُ الطَّيَالِسَةِ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: عَادَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فِي مَرَضٍ أَشْفَيْتُ فِيهِ عَلَى الْمَوْتِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَدْ بَلَغَ بِي مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرَى، وَأَنَا ذُو مَالٍ كَثِيرٍ، وَإِنَّما يَرِثُنِي ابْنَةٌ لِي وَاحِدَةٌ، أَفَأَتَصَدَّقُ بِمَالِي كُلِّهِ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: قُلْتُ: فَالشَّطْرُ؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ: فَالثُّلُثُ؟ قَالَ: الثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ، إِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتَّى اللُّقْمَةَ تَرْفَعُهَا إِلَى فِي امْرَأَتِكَ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ: أُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِي؟ قَالَ: إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ بَعْدِي فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ رِفْعَةً وَدَرَجَةً، وَلَعَلَّكَ أَنْ تُخَلَّفَ بَعْدِي حَتَّى يُنْفَعَ بِكَ قَوْمٌ، وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ، اللّٰهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ، وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ، لَكِنِ

---

[1] سنن ابو داؤد، حدیث نمبر: 2870۔ سنن ترمذی، حدیث نمبر: 2120۔ امام ترمذی نے اسے ''حسن صحیح''، جبکہ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ ، يَرْثِي لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ .

تخریج الحدیث صحيح بخاري، المغازي، باب حجة الوداع، رقم: 4409, 6373، صحيح مسلم، الوصية، باب الوصية بالثلث، رقم: 1628.

ترجمة الحدیث سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر میری بیماری جس میں، میں نے موت کو قریب سے دیکھا، عیادت کے لیے تشریف لائے تو میں نے کہا: جیسا کہ آپ نے دیکھا میری تکلیف اس حد کو پہنچ چکی ہے اور میں بہت زیادہ مال دار آدمی ہوں اور میری وارث صرف میری ایک بیٹی ہے تو کیا میں اپنا سارا مال صدقہ کر دوں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: نہیں، میں نے پوچھا: آدھا کر دوں؟ فرمایا: نہیں، میں نے کہا: تہائی کر دوں؟ فرمایا: تہائی ٹھیک ہے، اور تہائی بھی بہت زیادہ ہے۔ تو اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑ جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں محتاج چھوڑے اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے رہیں۔ تم جو بھی اللہ کے چہرے کو چاہنے کے لیے خرچ کرو گے اس پر تم کو اجر وثواب ملے گا یہاں تک وہ لقمہ جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو گے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اپنے ساتھیوں کے بعد پیچھے رہ جاؤں گا (مدینہ نہیں جا سکوں گا)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: آپ ہرگز میرے بعد پیچھے نہیں رہیں گے۔ تم جو بھی اللہ کے چہرے کو حاصل کرنے کے لیے عمل کرو گے تمہارا درجہ اور رتبہ اللہ کے ہاں زیادہ ہوگا اور امید ہے اگر تم باقی رہے تو تجھ سے بعض لوگوں کو فائدہ ہوگا اور بعض دوسرے لوگوں کو نقصان پہنچے گا۔ اے اللہ! میرے صحابہ کی ہجرت کو جاری فرما (مکمل کر)، اور انہیں ایڑیوں کے بل پیچھے نہ ہٹا۔ لیکن نقصان میں تو سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ رہے۔ رسول اللہ ﷺ ان پر افسوس کرتے تھے کہ (باوجود ہجرت کے) وہ مکہ میں فوت ہو گئے۔

شرح الحدیث (1) وصیت اور اس سے متعلقہ مسائل کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر: 7۔

(2) دارالحرب سے دارالسلام کی طرف منتقل ہونے کا نام ہجرت ہے کتاب وسنت میں اس کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ مَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَ مَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۧ ﴾

(النسآء: 100)

”اور وہ شخص جو اللہ کے راستے میں ہجرت کرے وہ زمین میں پناہ کی بہت سی جگہ اور بڑی وسعت

پائے گا اور جو اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلے، پھر اسے موت پا لے تو بے شک اس کا اجر اللہ پر ثابت ہو گیا اور اللہ ہمیشہ سے بے حد بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو فاطمہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ((عَلَيْكَ بِالْهِجْرَةِ فَإِنَّهُ مِثْلَ لَهُ)) ''آپ پر ہجرت لازم ہے کیونکہ (اس وقت تیرے حق میں) اس کے برابر کوئی اور کام نہیں ہے۔'' ❶

(3) ہجرت کا عمل قیامت تک کے لیے ہے کسی بھی جگہ سے دار الکفر کو چھوڑ کر دار السلام کی طرف ہجرت کی جا سکتی ہے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ حَتَّى تَنْقَطِعَ التَّوْبَةُ، وَلَا تَنْقَطِعُ التَّوْبَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا.)) ❷

''ہجرت ختم نہیں ہو سکتی حتیٰ کہ توبہ منقطع ہو جائے اور توبہ اس وقت تک منقطع نہیں ہو گی حتیٰ کہ سورج مغرب سے طلوع ہو۔''

(4) مہاجر کے لیے دوبارہ اپنے وطن میں جا کر رہائش اختیار کرنا منع ہے۔

(5) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ کے مکہ میں فوت ہونے کا دکھ ہوا تھا کیونکہ وہ مکہ سے ہجرت کر کے گئے اور پھر بدر میں شریک بھی ہوئے تھے۔ بالآخر حجۃ الوداع کے موقع پر مکہ میں فوت ہو گئے۔

[9]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ.

تخریج الحدیث تغلیق التعلیق: 246/4. التمهيد لابن عبدالبر: 391/8۔ اس کی سند ضعیف ہے لیکن متابعات کی بناء پر ''صحیح'' ہے۔

ترجمۃ الحدیث ہمیں حدیث بیان کی احمد نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی یزید بن ہارون نے، انہوں نے سفیان بن حسین سے، انہوں نے زہری سے، انہوں نے عامر بن سعد سے، انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آگے گزشتہ حدیث کی مانند بیان کیا۔

[10]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَبُو سُفْيَانَ الْمَعْمَرِيُّ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ

❶ سنن نسائی، حدیث نمبر: 4172۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: 2479۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ هَذَا الْوَبَاءَ رِجْزٌ أَهْلَكَ بَعْضَ الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ ، وَقَدْ بَقِيَ فِي الْأَرْضِ مِنْهُ شَيْءٌ يَذْهَبُ أَحْيَانًا وَيَجِيءُ أَحْيَانًا ، فَإِذَا وَقَعَ وَأَنْتُمْ بِأَرْضٍ لَا تَخْرُجُوا مِنْهَا ، وَإِذَا سَمِعْتُمُوهُ بِأَرْضٍ فَلَا تَأْتُوهَا .

تخريج الحديث صحيح بخاری، أحاديث الانبياء، باب ....، رقم: 3473، صحيح مسلم، السلام، باب الطاعون والطيرة والكهانة ونحوها، رقم: 2218.

ترجمة الحديث سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے بیان کیا: یقیناً یہ وبا ایک عذاب ہے جس نے تم سے پہلے بعض امتوں کو ہلاک کیا اور زمین میں اس کی کچھ باقیات موجود ہیں جو بعض اوقات چلی جاتی ہیں اور بسا اوقات واپس آ جاتی ہیں اور جب کسی جگہ وبا پھوٹ جائے اور تم اس علاقے میں ہوتو وہاں سے نہ نکلو اور جب تم کسی علاقے سے متعلق سنو (کہ وہاں وبا پھوٹ چکی ہے) تو وہاں نہ جاؤ۔

شرح الحديث (1) طاعون ایک وبائی اور مہلک مرض ہے جس میں عموماً ران، بغل یا گردن میں پھوڑا نکلتا ہے جو جان لیوا ثابت ہوتا ہے اس کو پلیگ (Plague) بھی کہتے ہیں۔

(2) طاعون سابقہ امتوں کے لیے عذاب اور امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لیے رحمت ہے۔

(3) طاعون زدہ علاقے سے فرار ممنوع ہے۔

(4) طاعون سے فوت ہونے والے مسلمان عنداللہ شہید ہیں۔ دیکھئے حدیث نمبر: 2۔

(5) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں 18ھ کو شام کے علاقہ میں طاعون کی وبا پھوٹی جس کی وجہ سے بکثرت اموات ہوئیں اس میں شہید ہونے والوں میں سیدنا معاذ بن جبل، ابوعبیدہ بن جراح، شرحبیل بن حسنہ، فضل بن عباس وغیرہ رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ بھی تھے۔

(6) اگر کسی علاقے میں طاعون یا کوئی دوسری وباء پھوٹ پڑے تو دوسرے علاقے سے وہاں جانا بھی منع ہے۔

[11]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ، أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَهْطًا أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلُوهُ، فَأَعْطَاهُمْ إِلَّا رَجُلًا مِنْهُمْ . فَقَالَ سَعْدٌ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَعْطَيْتَهُمْ وَتَرَكْتَ فُلَانًا ، وَاللهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَوْ مُسْلِمًا ، فَقَالَ سَعْدٌ: وَاللهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَوْ مُسْلِمًا ، قَالَ ذَاكَ سَعْدٌ ثَلَاثًا . فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَوْ مُسْلِمًا ، فَقَالَ

النَّبِيُّ ﷺ فِـي الثَّـالِثَةِ: وَالـلّٰهِ إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ الْعَطَاءَ لَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ، تَخَوُّفًا أَنْ يَكُبَّهُ اللّٰهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ عَلَى وَجْهِهِ.

تخريج الحديث صحيح بخاری، الايمان، باب اذ لم يكن الاسلام على الحقيقة، رقم: 27, 1478، صحيح مسلم، الايمان، باب تألف من يخاف على ايمانه، رقم: 150.

ترجمة الحديث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بے شک کچھ لوگ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے آپ سے سوال کیا تو آپ نے ایک آدمی کے علاوہ سب کو عطا فرمایا، سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ان کو عطا فرمایا اور فلاں کو آپ نے چھوڑ دیا: اللہ کی قسم میں اسے مومن سمجھتا ہوں اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا مسلمان، تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں اسے مومن سمجھتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا مسلمان، سعد نے یہ بات تین دفعہ کہی اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا مسلمان، تو نبی اکرم ﷺ نے تیسری بار فرمایا: اللہ کی قسم! میں کسی آدمی کو کچھ دیتا ہوں اور جبکہ دوسرا مجھے اس سے زیادہ محبوب ہوتا ہے اس بات سے ڈرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بل جہنم کی آگ میں ڈال دے۔

شرح الحديث (1) رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ سخی اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے تھے۔ آپ مانگنے والوں کو بلا تامل نوازتے، غرباء وفقراء کی خبر گیری فرماتے اور محتاجوں کی ضرورتیں پوری کرتے تھے۔

(2) قرآن وحدیث میں عموماً اسلام اور ایمان ایک ہی معنی میں مستعمل ہیں جس میں دل کا یقین اور ظاہری فرمانبرداری دونوں شامل ہیں۔ لیکن بعض اوقات اسلام سے مراد ظاہری احکامِ دین کی پابندی اور ایمان سے مراد قلبی و دلی یقین ہے جیسا کہ حدیثِ جبریل سے واضح ہے۔

(3) ہر مومن مسلم ہے لیکن ہر مسلم مومن نہیں ہے۔

(4) تالیف قلب کے لیے کفار کے علاوہ نومسلموں کی مالی امداد کرنا درست ہے۔

(5) بسا اوقات دنیوی ضروریات پوری ہونے سے بندے کے مسلمان ہونے، نمازی بننے، دین دار بننے کے امکانات ہوتے ہیں۔ اہلِ بصیرت کو ایسے افراد کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔

(6) بلا مقصد سوال کرنا مذموم ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی لوگوں سے مانگتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کی ایک بوٹی بھی نہیں ہوگی۔'' [1]

[1] صحیح بخاری، حدیث نمبر: 1474.

(7) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین آدمیوں کو سوال کی اجازت دی ہے:

(i) جس نے کوئی ضمانت اٹھائی ہو۔

(ii) وہ آدمی جسے فاقہ پہنچا اور اس کی قوم کے تین عقل مند آدمی فاقہ پہنچنے کی گواہی دیں۔

(iii) جس کو کوئی آفت پہنچے اور وہ اس کا سارا مال برباد کر دے۔

ان تینوں کو ضرورت پوری ہونے تک سوال کرنے کی اجازت ہے۔ ضرورت پوری ہو جائے تو مانگنا چھوڑ دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے قبیصہ! ان کے علاوہ جو سوال بھی ہے حرام ہے، سوال کرنے والا حرام کھاتا ہے۔ [1]

(8) ''رھط'' کا لفظ تین سے دس افراد کی ایسی جماعت پر بولا جاتا ہے جس میں عورت نہ ہو۔

[12]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا بَعْضُ أَصْحَابِنَا، عَنْ سَلَّامِ بْنِ أَبِي مُطِيعٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: وَكَانَ يَرَوْنَ أَنَّ الْمُسْلِمَ الْمُقِرُّ، وَالْمُؤْمِنَ الَّذِي يُصَدِّقُ ذَاكَ بِعَمَلِهِ.

تخریج الحدیث سنن ابی داؤد، السنة، باب الدليل على زيادة الايمان ونقصانه، رقم: 4684، من طريق معمر عن الزهري۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث زہری رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ وہ سمجھتے تھے کہ مسلمان (کلمے کا) اقرار کرنے والا ہوتا ہے اور مومن اس کی اپنے عمل سے تصدیق کرتا ہے۔

[13]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ أَعْظَمَ الْمُسْلِمِينَ فِي الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُحَرَّمْ فَحُرِّمَ عَلَى النَّاسِ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ.

تخریج الحدیث صحيح بخارى، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب ما يكره من كثرة السوال، رقم: 7289، صحيح مسلم، الفضائل، باب توقيره صلى الله عليه وسلم وترك إكثار سواله ...... الخ، رقم: 2358.

ترجمة الحدیث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں کے حق میں سب سے بڑا مجرم وہ مسلمان ہے جو ایسی چیز کے بارے میں سوال کرے جو حرام نہیں کی گئی تھی پھر اس کے سوال کرنے کی وجہ سے لوگوں پر حرام کر دی گئی۔

---

[1] صحيح مسلم، حديث نمبر: 1044.

شرح الحدیث (1) اسلامی تعلیمات سے آگاہی اور حصول علم کے لیے سوال کرنا مستحسن فعل ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (النحل: 43) ''اور ذکر والوں سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے ہو۔''

(2) اہل الذکر سے پوچھنے کی ہدایت انہیں کی گئی ہے جو لاعلم ہیں اور جو اصحاب العلم والفضل ہیں وہ کتاب و سنت کی روشنی میں غیر عالموں کی رہنمائی کریں گے۔

(3) بہت زیادہ سوالات کو کسی بھی معاشرہ میں اچھا نہیں سمجھا جاتا خاص کر وہ سوالات جو محض فرضی مسائل پر مبنی ہوں یا جن کا عملی زندگی سے تعلق نہ ہو۔

(4) اسلام میں کثرتِ سوال کو انتہائی ناپسند کیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ كَرِهَ لَكُمْ ثَلَاثًا: قِيْلَ وَقَالَ، وَإِضَاعَةَ الْمَالِ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ.)) [1]

''بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تین چیزوں، قیل و قال (کہا گیا اور اس نے کہا) کو؛ مال ضائع کرنے کو اور بہت زیادہ سوال کرنے کو ناپسند کیا ہے۔''

(5) اب اگرچہ حلت وحرمت کا دور نہیں لیکن فرضی صورتیں سوچ کر ان کے جواب مانگنا اور بغیر ضرورت بال کی کھال اتارنا انتہائی نامناسب ہے۔

[14]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اقْتُلُوا الْفَوَاسِقَ- يَعْنِي الْوَزَغَ.

تخریج الحدیث صحيح بخاری، بدء الخلق، باب خير مال المسلم غنم يتبع بها شعف الجبا، رقم: 3306- صحيح مسلم، السلام، باب استحباب قتل الوزغ، رقم: 2238.

ترجمة الحدیث ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم موذی جانور، چھپکلی کو مار دو۔''

شرح الحدیث (1) چھپکلی کو قتل کرنا درست ہے۔

(2) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے پہلی ضرب میں چھپکلی کو مارا اسے

[1] صحيح بخاری، حديث نمبر: 1477، صحيح مسلم، حديث نمبر: 593.

اتنی نیکیاں ملیں گی اور جس نے دوسری ضرب میں اسے مارا اسے اتنی اتنی (پہلی سے کم) نیکیاں ملیں گی اور جس نے تیسری ضرب میں مارا اسے اتنی اتنی (دوسری سے کم) نیکیاں ملیں گی۔ [1]

(3) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے چھپکلیوں کو مارنے کے لیے گھر میں نیزہ رکھا ہوا تھا۔ [2]

(4) چھپکلی کو مارنے کا سبب یہ بیان ہوا کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو زمین میں رہنے والے سبھی جانوروں نے آگ کو بجھایا سوائے چھپکلی کے کیونکہ وہ آگ تیز کرنے کے لیے پھونکیں مارتی تھی۔ [3]

(5) چھپکلی نقصان دہ جانور ہے۔ جس کی کثرت گھروں میں ناگواری کا باعث بنتی ہے لہٰذا اس کو مارنا چاہیے۔

[15]...... حَـدَّثَـنَـا أَحْـمَـدُ ، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ ، أَخْبَرَنَا خَالِدٌ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ .

تخريج الحديث تخریج حدیث نمبر 14 کے تحت گزر چکی ہے۔

ترجمة الحديث ہمیں حدیث بیان کی احمد نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی وہب بن بقیہ نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی خالد نے عبدالرحمٰن بن اسحاق سے، انہوں نے زہری سے، انہوں نے عامر بن سعد بن مالک سے انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے گزشتہ حدیث کی مانند روایت کہا۔

[16]...... حَـدَّثَـنَا أَحْمَدُ ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ ، عَنْ دَاوُدَ بْـنِ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ إِلَّا وَصَفَ الدَّجَّالَ لِأُمَّتِهِ ، وَلَأَصِفَنَّهُ صِفَةً لَمْ يَصِفْهَا أَحَدٌ كَانَ قَبْلِي: إِنَّهُ أَعْوَرُ .

تخريج الحديث مسند احمد: 245/2، رقم: 1526۔ شعیب الارناؤوط رحمہ اللہ نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ مسند ابی یعلی: 78/2، رقم: 725۔ حسین سلیم اسد نے اس کی سند کے راویوں کو ثقہ کہا ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ: 488/7، رقم: 37457.

ترجمة الحديث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نبی نے اپنی امت کے لیے دجال کی صفات بیان کیں اور میں ضرور اس کی ایسی صفت بیان کروں گا جو مجھ سے پہلے کسی نے بیان نہیں

---

[1] صحيح مسلم، حديث نمبر: 2240.

[2] سنن ابن ماجه، حديث نمبر: 3231۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[3] سنن ابن ماجه، حديث نمبر: 3231، سنن نسائی، حديث نمبر: 2831۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

کی، یقیناً وہ کانا ہے۔

شرح الحدیث (1) علامات قیامت کی دو قسمیں ہیں: (1) علامات صغریٰ اور (2) علاماتِ کبریٰ۔
علاماتِ کبریٰ میں سے اہم ترین علامت دجال کا خروج ہے۔

(2) ہر نبی نے اپنی امت کو فتنہ دجال سے خبردار کیا اور یہ دنیا کا سب سے بڑا فتنہ ہے۔ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ خَلْقٌ أَكْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ .)) ❶

''تخلیق آدم سے لے کر قیامت کے قائم ہونے تک کوئی مخلوق (فتنہ وفساد میں) ایسی نہیں جو دجال سے بڑی ہو۔''

(3) خروج دجال کے بعد ایمان لانا مفید نہ ہوگا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تین چیزیں ظاہر ہو جائیں گی تو کسی شخص کو اس کا ایمان فائدہ نہ دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا، یا اپنے ایمان میں کوئی نیکی نہ کمائی تھی، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دجال کا آنا، اور زمین سے جانور کا نکلنا۔'' ❷

(4) دجال چالیس روز تک زمین میں رہے گا اس کا ایک دن ایک سال کے برابر، دوسرا دن ایک ماہ کے برابر اور تیسرا دن ایک جمعہ (سات دن) کے برابر ہوگا جبکہ بعد والے دیگر دن عام دنوں کی طرح ہوں گے۔ ❸

(5) مکہ مدینہ کے علاوہ دجال ہر جگہ جائے گا۔ ❹

(6) عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دجال کو ''بابِ لُد'' پر قتل کریں گے۔ ❺

(7) سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیات کا حفظ کرنا، حرمین میں رہائش اختیار کرنا، آخری تشہد میں فتنہ دجال سے پناہ طلب کرنا، ایمان وعمل صالح پر استقامت اور سورۃ کہف کی آخری دس آیات کی تلاوت ایک مسلمان کو فتنہ دجال سے بچا سکتی ہے۔

(8) ''دجال ایک آنکھ سے کانا ہوگا اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر ''ک، ف، ر'' لکھا ہوگا جس

---

❶ صحيح مسلم، حديث نمبر: 2946. ❷ صحيح مسلم، حديث نمبر: 158.
❸ صحيح مسلم، حديث نمبر: 2937.
❹ صحيح بخاری، حديث نمبر: 188، صحيح مسلم، حديث نمبر: 2943.
❺ سنن ترمذی، حديث نمبر: 2244۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

کو ہر مسلمان پڑھ لے گا۔'' ❶

[17]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ الْفَزَارِيُّ ، حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ ، عَنْ حُكَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ: وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ، رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا ، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا ، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا ، غُفِرَ لَهُ ذُنُوبُهُ .

تخريج الحديث صحيح مسلم ، كتاب الصلاة ، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه ، رقم: 386 .

ترجمة الحديث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مؤذن کی اذان سن کر یہ کلمات کہے: ''اور میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، میں اللہ کے رب ہونے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں، تو اس کے گناہ معاف کر دیے گئے۔''

شرح الحديث (1) اذان اوقات الصلاۃ کی اطلاع دینے کا ذریعہ اور شعائر اسلام میں سے ہے۔

(2) اذان کے مختصر کلمات انتہائی اہم مسائل کی طرف توجہ دلاتے ہیں مثلاً اللہ کی کبرائی و بڑائی، شرک کی نفی، رسالتِ محمدیہ کی گواہی، ادائیگی نماز کی دعوت، کامیابی وہ کامرانی کے حصول کی پکار اور پھر آخر میں تکبیر و تہلیل کا اعادہ۔

(3) اذان سن کر اس کا جواب دینا مشروع ہے۔ مؤذن سے کلماتِ اذان سن کر اسی طرح کلمات دہرائے جائیں گے البتہ ''حی علی الصلاۃ'' اور ''حی علی الفلاح'' کے جواب میں ''لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ'' کہنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

(4) اذان کے بعد مسنون درود اور ((اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا الَّذِيْ وَعَدْتَهٗ)) اور ((اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ، رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا

❶ صحيح مسلم ، حديث نمبر: 2933 .

وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا)) پڑھنا چاہیے۔ ❶

(5) شہادتین کی گواہی ارکانِ اسلام میں سے پہلا اور بنیادی رکن ہے۔

(6) اللہ کی توحید اور محمد ﷺ کی رسالت کی گواہی دونوں آپس میں لازم وملزوم ہیں اگر کوئی شخص لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہے اور محمد رسول اللہ کی گواہی نہیں دیتا تو اس کی لا الہ الا اللہ کی گواہی بھی غیر معتبر تصور ہوگی۔ اسی طرح محمد رسول اللہ کی گواہی دینے والا لا الہ الا اللہ کی گواہی میں کسی انحراف کا شکار ہے تو اس کی مذکورہ گواہی غیر معتبر اور مردود ہے۔

(7) توحید کی گواہی معبودانِ باطلہ کی نفی اور محمد رسول اللہ کی گواہی اتباع کے بغیر مشکوک و غیر معتبر ہے۔

(8) اللہ کو رب مان کر راضی ہو جانا کہ اس کے سوا کوئی رب، کوئی الہٰ نہیں، محمد ﷺ کو رسول مان کر راضی ہو جانا کہ آپ ہی مطاع ہیں، کوئی امام، مجتہد، محدث، فقیہ وغیرہ آپ کے مقابل، قابلِ اتباع نہیں اور اسلام کو بطور دین تسلیم کر کے راضی ہو جانا کہ ہمارا کلچر، ہماری سیاست، معاشرت ومعیشت ہر چیز اسلام کی آئینہ دار ہوگی، یہی دین ہے جس کا ہر مسلمان سے تقاضا ہے۔

(9) اس دعا سے بخشے جانے والے گناہ صغیرہ ہیں کیونکہ کبائر کی معافی کے لیے توبہ واستغفار لازم ہے۔

(10) اعمالِ صالحہ صغیرہ گناہوں کی مغفرت وبخشش کا سبب بنتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴾ (هود: 114)

''بے شک نیکیاں برائیوں کو لے جاتی ہیں، یہ یاد کرنے والوں کے لیے یاد دہانی ہے۔''

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وَاَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا .))

''برائی کے بعد ساتھ ہی نیکی کر تو یہ اسے مٹا دے گی۔'' ❷

[18]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْكَبِيرِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ، حَدَّثَنَا بُكَيْرُ بْنُ مِسْمَارٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ أَبَاهُ سَعْدًا كَانَ فِي إِبِلٍ لَهُ وَغَنَمٍ فَجَاءَ ابْنُهُ عُمَرُ، فَلَمَّا رَآهُ قَالَ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّ هَذَا الرَّاكِبِ فَلَمَّا انْتَهَى إِلَيْهِ قَالَ: يَا أَبَهْ، أَرَضِيتَ أَنْ تَكُونَ أَعْرَابِيًّا فِي إِبِلِكَ وَغَنَمِكَ وَالنَّاسُ فِي الْمَدِينَةِ يَتَنَازَعُونَ الْمُلْكَ؟ قَالَ: فَضَرَبَ صَدْرَهُ

❶ صحيح مسلم، حديث نمبر: 386.

❷ سنن ترمذی، حديث نمبر: 1987، صحيح الجامع الصغير، حديث نمبر: 97.

بِيَدِهِ وَقَالَ: يَا بُنَيَّ ، اسْكُتْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ .

تخريج الحديث صحيح مسلم، الزهد، باب الزهد والرقائق، رقم: 2965 .

ترجمة الحديث عامر بن سعد سے مروی ہے کہ ان کے والد سیدنا سعد رضی اللہ عنہ اپنے اونٹوں اور اپنی بکریوں میں تھے کہ ان کے بیٹے عمر آئے۔ جب سعد رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا تو کہا: میں اس سوار کے شر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ جب وہ ان کے پاس پہنچا تو اس نے کہا: اے ابا جان! کیا آپ اپنے اونٹوں اور اپنی بکریوں میں اعرابیوں کی طرح رہنا پسند کرتے ہیں جبکہ لوگ مدینہ میں سلطنت سے متعلق باہم لڑ رہے ہیں۔ سعد رضی اللہ عنہ نے اس کے سینے پر ہاتھ سے ضرب لگائی اور کہا: اے بیٹے! خاموش ہو جاؤ، بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرما رہے تھے: یقیناً اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت رکھتا ہے جو متقی، غنی اور گم نام (گوشہ نشین) ہو۔''

شرح الحديث (1) سیدنا سعد رضی اللہ عنہ صاحبِ بصیرت وفراست تھے اپنے بیٹے کے اطوار سے آگاہ تھے اللہ رب العزت سے اس کے عزائم سے پناہ مانگی۔ کیونکہ بعد ازاں عمر بن سعد بہت سارے فتنوں میں پیش پیش رہے جن میں سے اہم ترین مرحلہ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا جس میں عمر بن سعد، حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف لڑنے والے لشکر میں شامل تھا۔

(2) عبیداللہ بن زیاد نے عمر بن سعد کو ہمدان وغیرہ پر عامل مقرر کیا جب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ عراق تشریف لائے تو ابن زیاد نے عمر بن سعد کو چار ہزار کی فوج کا سپہ سالار بنا کر ان کے مقابلہ میں روانہ کیا لیکن عمر نے انکار کر دیا۔ ابن زیاد نے دھمکی دی کہ اگر آپ نے یہ کام نہ کیا تو میں آپ کو معزول کر دوں گا اور آپ کے گھر کو بھی گرا دوں گا۔ عمر نے اس کی بات کو مان لیا اور لڑائی کے لیے نکل پڑا حتیٰ کہ حسین رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے پھر جب مختار ثقفی کو کوفہ پر غلبہ حاصل ہوا تو اس نے عمر بن سعد اور اس کے بیٹے حفص کو قتل کروا دیا۔ [1]

(3) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مختلف پیشوں سے وابستہ تھے جن میں زراعت اور تجارت کا پیشہ نمایاں تھا۔

(4) اولاد کی ناگوار باتوں پر والدین انہیں ڈانٹ ڈپٹ کر سکتے ہیں۔

(5) اللہ کے محبوب بندوں میں دیگر اوصاف کے ساتھ پرہیزگاری، بے نیازی اور شہرت و ریاء سے دور رہنے کا وصف بھی ہوتا ہے۔

---

[1] طبقات ابن سعد: 168/5 .

(6) التــقــی: حلال و جائز پر قناعت کرنے اور حرام سے بچنے والے، اللہ کے احکامات کو بجا لانے اور منہیات سے باز رہنے والے کو متقی اور پرہیز گار کہتے ہیں۔

(7) الــغــنــی: سے مراد دل کا غنی و مال دار ہے اگر چہ اس کے پاس اپنا ذاتی مال کم ہی کیوں نہ ہو۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ، وَلٰكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ .)) ''مال داری، ساز و سامان کے زیادہ ہونے سے نہیں بلکہ امیری اور مال داری تو دل کے غنی ہونے کا نام ہے۔'' [1]

(8) الــخــفــی: اعمالِ صالحہ کی بجا آوری میں شہرت و ریا کاری سے دور رہنے کا نام ہے۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا لوگوں میں سے افضل کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ مومن جو اللہ کے راستے میں اپنی جان اور مال سے جہاد کرے۔ صحابہ نے پوچھا: اس کے بعد کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا: جو پہاڑ کی کسی گھاٹی میں رہتا ہے، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اور لوگوں کو چھوڑ کر اپنے شر سے ان کو محفوظ رکھتا ہے۔ [2]

[19]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: دَخَلَ سَعْدٌ عَلَى رَجُلٍ فَقَالَ: مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا فُلَانٍ؟ فَقَالَ: أَمَّا مَا ذَكَرْتُ ثَلَاثًا قَالَهُنَّ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَلَنْ أَسُبَّهُ، لَأَنْ تَكُونَ لِي وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ. سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ لَهُ: وَقَدْ خَلَّفَهُ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، تُخَلِّفُنِي مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى، إِلَّا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِي، وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ، فَتَطَاوَلْنَا لَهَا فَقَالَ: ادْعُوا عَلِيًّا، فَأُتِيَ بِهِ أَرْمَدَ الْعَيْنِ، فَبَصَقَ فِي عَيْنِهِ، وَرَفَعَ الرَّايَةَ إِلَيْهِ، وَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ﴾ [آل عمران: 61]، دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا، وَقَالَ:

[1] صحيح بخاری، حديث نمبر: 6446، صحيح مسلم، حديث نمبر: 1051.

[2] صحيح بخاری، حديث نمبر: 2786، صحيح مسلم، حديث نمبر: 1888.

اللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلِي .

تخريج الحديث صحيح مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل علی بن ابی طالب، رقم: 2404.

ترجمة الحديث عامر بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ ایک ایک آدمی کے پاس تشریف لے گئے تو اس نے کہا: آپ کو ابو فلاں کو غلط کہنے سے کون سی چیز روکتی ہے؟ تو انہوں نے کہا: جب تک مجھے وہ تین باتیں یاد ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں کہی تھیں میں انہیں ہرگز غلط نہیں کہوں گا۔ اگر ان میں سے ایک بھی میرے حق میں ہوتی تو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ پسند ہوتی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ان سے فرما رہے تھے جبکہ آپ علیہ السلام نے انہیں ایک جنگ میں (اپنا مدینہ میں) نائب بنایا تھا، تو علی رضی اللہ عنہ نے آپ علیہ السلام سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں پیچھے چھوڑ کر جا رہے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں فرمایا: کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ تمہارا میرے ساتھ وہی مقام ہو جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا مگر یہ کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے۔ اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: البتہ ضرور میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر ہم نے اپنی گردنیں اٹھا کر (اس کے مصداق کو) دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی (رضی اللہ عنہ) کو بلاؤ انہیں آشوب چشم کی حالت میں لایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن ڈالا، جھنڈا ان کی طرف بڑھایا اور اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح دے دی اور جب یہ آیت ''اور ہم اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو بلائیں (آل عمران: 16) نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا: اے اللہ! یہ میرے گھر والے ہیں۔''

شرح الحديث (1) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے سے محبت کرتے باہم ایثار و قربانی کا عملی مظاہرہ کرتے تھے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ ﴾ (الفتح : 29)

''محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو آپ کے ساتھ ہیں وہ کفار کے خلاف سخت اور آپس میں نہایت رحم دل ہیں۔''

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مؤمن

(2) بعض صحابہ رتبے اور شان میں بعض سے افضل ہیں جیسا کہ خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم سب سے زیادہ فضیلت والے اور پھر ان میں سے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما زیادہ عظمت والے اور پھر سب سے زیادہ شان ورفعت کے مالک سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

(3) سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت علامتِ ایمان ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس ذات کی قسم! جس نے دانہ اگایا اور مخلوقات پیدا کیں، میرے ساتھ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ کیا تھا کہ میرے (علی رضی اللہ عنہ کے) ساتھ محبت صرف مؤمن ہی کرے گا اور مجھ سے بغض صرف منافق ہی رکھے گا۔ [1]

(4) ہارون اور موسیٰ علیہ السلام دونوں بھائی تھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد اور داماد تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علی رضی اللہ عنہ سے یہ کہنا کہ تیری میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو ہارون علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام سے تھے۔ ان کے عظیم الشان ہونے کی دلیل ہے لیکن اس کا خلافت سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں۔

(5) سیدنا علی رضی اللہ عنہ مشکل کشا نہیں۔

(6) سیدنا علی رضی اللہ عنہ نہایت بلند مقام کے مالک ہیں کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان سے محبت کرتے ہیں۔

(7) اللہ تعالیٰ نے غزوۂ خیبر میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی۔

(8) سیدنا علی رضی اللہ عنہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتے تھے۔ جس کی تصدیق زبان نبوت سے ہوئی ہے: ؎

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے یہ دارو رسن کہاں

(9) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نجران کے عیسائیوں کا وفد آیا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مباہلہ کا ارادہ رکھتے تھے لیکن مباہلہ نہ کیا اسی پسِ منظر میں یہ آیت: ﴿ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ ﴾ (آلِ عمران: 61) نازل ہوئی تھی۔

(10) سیدنا علی، فاطمہ، حسن وحسین رضی اللہ عنہم بھی اہل بیت اطہار میں سے ہیں۔

(11) اہل بیت کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴾ (الاحزاب: 33)

''اور اللہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کر دے اے گھر والو! اور تمہیں پاک کر دے خوب پاک کرنا۔''

---

[1] صحيح مسلم، حديث نمبر: 131.

(12) اہل بیت سے بغض رکھنے والوں کو جہنم کی وعید سنائی گئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُبْغِضُنَا اَھْلَ الْبَیْتِ رَجُلٌ اِلَّا اَدْخَلَہُ اللّٰہُ النَّارَ .)) ❶

''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ہم اہل بیت سے جو آدمی بغض رکھے گا اللہ اسے جہنم کی آگ میں داخل کرے گا۔''

(13) افضل البشر بعد الانبیاء خلیفہ بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ! لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَحَبُّ اِلَیَّ اَنْ اَصِلَ مِنْ قَرَابَتِیْ .)) ❷

''مجھے اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں سے صلہ رحمی مجھے اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنے سے زیادہ پسند ہے۔''

(14) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف غزوات میں مختلف صحابہ کو مدینہ میں اپنا جانشین نامزد کیا تھا غزوہ بدر کے موقع پر عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو، غزوہ ابوا کے موقع پر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو، غزوۂ بواط کے موقع پر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو اور غزوۂ تبوک کے موقع پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب متعین فرمایا تھا۔

(15) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی و رسول ہیں ختم نبوت کا عقیدہ ایمان کی بقا و سلامتی کا ضامن ہے موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بعد اپنے نبی بھائی ہارون علیہ السلام کو خلیفہ نامزد کیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذکر کردہ تشبیہ و تمثیل استخلاف میں تھی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

(16) ''مَا یَمْنَعُكَ اَنْ تَسُبَّ اَبَا فُلَانٍ'' کے الفاظ سے متعلق امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس قول میں اس امر کی صراحت نہیں کہ انہوں نے سعد رضی اللہ عنہ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنے کا حکم دیا تھا۔ انہوں نے سعد رضی اللہ عنہ سے صرف اس سبب سے متعلق دریافت کیا جو ان کے لیے علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنے سے مانع تھا۔ گویا وہ ان سے پوچھ رہے تھے آپ یہ کام پرہیز گاری کی وجہ سے نہیں کرتے یا کسی خوف کی وجہ سے نہیں کرتے یا اس کی کوئی اور وجہ ہے، اگر برا بھلا کہنے کی وجہ تورع اور پرہیز گاری یا ان کا احترام ہے تو پھر تمہارا رویہ بہت اچھا ہے اور ممکن ہے سعد رضی اللہ عنہ کسی ایسی جماعت میں موجود ہوں جو انہیں برا بھلا کہتی ہو مگر وہ ان کے

---

❶ سلسلة الصحيحة للالبانی، حدیث نمبر: 2488.

❷ صحیح بخاری، حدیث نمبر: 3712.

ساتھ یہ کام نہ کرتے ہوں اور انہیں اس سے روک بھی نہ سکتے ہوں اس کی ایک اور تاویل بھی کی جا سکتی ہے اور وہ یہ کہ اس کا معنی یہ کیا جائے، تمہیں اس چیز سے کس نے روکا کہ تم علی رضی اللہ عنہ کی رائے اور اجتہاد کو غلط بتاؤ اور لوگوں کے سامنے ہماری رائے اور اجتہاد کو واضح کرو۔ ❶

[20]...... حَـدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْقَيْسِيُّ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحٍ التَّمَّارُ ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ حَكَمَ عَلَى بَنِي قُرَيْظَةَ أَنْ يُـقْتَلَ مِنْهُمْ كُلَّ مَنْ جَرَتْ عَلَيْهِ الْمُوسَى ، وَأَنْ تُقْسَمَ أَمْوَالُهُمْ وَذَرَارِيهِمْ ، فَذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: لَقَدْ حَكَمَ فِيهِمْ بِحُكْمِ اللَّهِ الَّذِي حَكَمَ بِهِ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمَاوَاتٍ .

تخريج الحديث السنن الكبرىٰ للنسائي: 403/5، رقم: 5906، شرح معاني الآثار: 216/3، رقم: 5131، مستدرك حاكم: 134/2۔ ذہبی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے بنی قریظہ سے متعلق فرمایا کہ ان میں سے جو زیر ناف بال مونڈتا ہے اسے قتل کر دیا جائے اور ان کے مالوں اور بچوں کو تقسیم کر دیا جائے۔ نبی اکرم ﷺ سے یہ بات ذکر کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً اس نے ان میں اللہ کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کیا۔ جس نے ساتوں آسمانوں کے اوپر یہی فیصلہ فرمایا۔

شرح الحديث (1) غزوۂ احزاب کے فوراً بعد بنی قریظہ کا غزوہ پیش آیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ غزوۂ خندق سے واپس تشریف لائے اپنے ہتھیار اتارے، غسل فرمایا کہ آپ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے ان کا سر غبار سے اٹا ہوا تھا، عرض کیا: آپ نے ہتھیار اتار دیے؟ اللہ کی قسم! میں نے تو ہتھیار نہیں اتارے۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: اب کہاں کا ارادہ ہے؟ جبریل نے کہا: ادھر اور بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا پھر رسول اللہ ﷺ نے بنو قریظہ کے خلاف لشکر کشی کی۔ ❷

(2) مسلمانوں کے ساتھ معاہدے کی رو سے مدینہ پر حملہ کی صورت میں بنو قریظہ کو مسلمانوں کا ساتھ دینا تھا لیکن غزوۂ احزاب کے موقع پر انہوں نے عہد شکنی کی اور ان کو عہد شکنی کی سزا دینے کے لیے ان کے خلاف لشکر کشی کی گئی تھی۔

---

❶ شرح صحيح مسلم: 175/15 .

❷ صحيح بخاري، حديث نمبر: 2813، صحيح مسلم، حديث نمبر: 1769 .

(3) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ کے قریب بنو قریظہ کا محاصرہ کیے رکھا وہ قلعہ بند ہو گئے بالآخر انہوں نے ہتھیار ڈال دیے اور کہلا بھیجا کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جو بھی فیصلہ کریں ہمیں منظور ہو گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس شرط کو قبول فرمایا۔

(4) سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جلیل القدر اور عظیم الشان صحابی ہیں آپ کو جنگِ خندق میں ایک تیر لگا جس سے بکثرت خون بہہ جانے کی وجہ سے آپ کی شہادت ہوئی، شہادت کے وقت آپ کی عمر 37 برس تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی شہادت کے موقع پر فرمایا: ((اِهْتَـزَّ الْـعَرْشُ بِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ .)) ''سعد بن معاذ کی وفات پر عرش بھی جھوم اٹھا ہے۔'' [1]

(5) سعد رضی اللہ عنہ نے بنو قریظہ سے متعلق فیصلہ فرمایا کہ ان کے لڑنے والے مردوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کے اموال مجاہدین میں تقسیم کر دیے جائیں اور بچوں، عورتوں کو غلام و لونڈیاں بنا لیا جائے۔

(6) سعد رضی اللہ عنہ نے اللہ احکم الحاکمین کے فیصلہ کے عین مطابق فیصلہ کیا جس کی زبانِ نبوت سے تائید و تصدیق ہوئی یوں عہد شکنی کرنے والے بنو قریظہ کو نشانِ عبرت بنا دیا گیا۔

[21]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ . ح

تخريج الحديث مسند احمد: 230/2، رقم: 1484، صحيح ابن خزيمة: 359/1، رقم: 726۔ ابن خزیمہ اور شعیب ارنوؤط نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحديث ہمیں حدیث بیان کی احمد نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عبدالرحمٰن بن مہدی نے عبداللہ بن جعفر سے تحویل سند۔

[22]...... وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ ، وَحَدَّثَنِي أَبُو عَامِرٍ الْقَيْسِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدٍ ، أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ، وَعَنْ يَسَارِهِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ .

تخريج الحديث صحيح مسلم، المساجد، باب السلام للتحليل من الصلاة عند فراغها وكيفيته، رقم: 582.

ترجمة الحديث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں طرف سلام پھیرتے حتیٰ کہ

[1] صحيح بخاری، حديث نمبر: 3803، صحيح مسلم، حديث نمبر: 2466.

آپ کے رخسار کی سفیدی نظر آتی اور بائیں طرف سلام پھیرتے حتیٰ کہ آپ کے رخسار کی سفیدی نظر آتی۔

شرح الحدیث (1) نماز اسلام کا بنیادی رکن ہے جس کی ادائیگی کی کتاب وسنت میں سب سے زیادہ تاکید کی گئی ہے۔

(2) نماز کے سنن، نوافل، شرائط، ارکان اور طریقے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قولاً، عملاً اور تقریراً وضاحت فرمائی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز ادا کرتے دیکھا، بیان کر دیا۔ اب ہر مسلمان کے لیے نماز اسی طرح پڑھنا لازم ہے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی اور آپ نے تعلیم دی۔

(3) تکبیر تحریمہ سے نماز کا آغاز ہوتا ہے جبکہ سلام کے ساتھ نمازی نماز سے فارغ ہو جاتے ہیں۔

(4) اختتامِ نماز پر دائیں اور بائیں سلام پھیرنا مسنون ہے۔

(5) سلام پھیرتے وقت نمازی کو چاہیے کہ اپنا چہرہ اس انداز سے پھیرے کہ اس کے رخسار پیچھے بیٹھے آدمی کو نظر آئیں۔

[23]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْقَيْسِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ الزُّهْرِيُّ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ : أَنَّ سَعْدًا حِينَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ: الْحَدُوا لِي لَحْدًا ، وَانْصِبُوا عَلَيَّ نَصَبًا كَمَا صُنِعَ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ .

تخريج الحديث صحيح مسلم، الجنائز، باب اللحد ونصب اللبن على الميت، رقم: 966 .

ترجمة الحديث عامر بن سعد سے مروی ہے کہ جب سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے کہا: میرے لیے لحد تیار کرنا اور میرے اوپر اچھی طرح سے (کچی اینٹیں) لگانا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی قبر مبارک) کے ساتھ کیا گیا تھا۔

شرح الحدیث (1) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے ہیں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل السنۃ کا اس بات پر اتفاق ہے۔ آئمہ، محدثین نے اس عنوان پر مستقل کتب تحریر کیں اور کتب احادیث میں وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے ابواب قائم کر کے کتاب وسنت سے دلائل ذکر فرمائے۔

(2) دنیا میں کسی کو بھی ہمیشہ والی زندگی حاصل نہیں ہے ہر نبی، ولی، پیر فقیر، امام مجتہد کو اس دنیا سے جانا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَاۗىِٕقَةُ الْمَوْتِ ۭ

وَ نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ وَ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝﴾ (الانبیاء: 34، 35)

''اور ہم نے آپ سے پہلے کسی بشر کے لیے ہمیشگی نہیں رکھی، تو کیا اگر آپ فوت ہو جائیں، تو یہ لوگ ہمیشہ رہنے والے ہیں؟ ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے اور ہم تمہیں برائی اور بھلائی میں آزمائش کے لیے مبتلا کرتے ہیں اور تم ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے۔''

(3) مدینہ میں دو طرح کی قبریں بنائی جاتی تھیں اور دو شخص قبر کھودنے والے تھے ایک ابوطلحہ جو بغلی لحد والی قبر بناتے اور دوسرے ابوعبید تھے جو صندوقی قبر بناتے تھے۔ دونوں طرح کی قبریں شرعاً جائز اور درست ہیں رسول اللہ ﷺ کے لیے لحد (بغلی قبر) تیار کی گئی تھی۔

(4) میت کو دفن کرنا یہ میت کی تعظیم وتوقیر ہے جس کی اسلام نے تعلیم دی اور اس سے متعلقہ اصول وضوابط بھی بیان فرمائے ہیں۔

(5) قبر اللہ رب العزت کے احسانات میں سے ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۝﴾ (عبس: 21) ''پھر اسے موت دی پھر اسے قبر میں رکھوایا۔''

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین لکھتے ہیں: ''پھر اسے موت دی جو آخرت کی مصلحت کے تحت ضروری تھی پھر اسے قبر میں رکھوایا اگر وہ یہ احسان نہ کرتا تو یہ جانوروں کی طرح زمین پر پڑا رہتا، متعفن ہو کر اللہ کی مخلوق کے لیے باعث آزار بنتا۔ اس کی بے حرمتی ہوتی۔ بے پردہ ہوتا اور اسے درندے نوچتے۔ [1]

[24]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْمِنْقَرِيُّ ، حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ ، حَـدَّثَـنَـا أَبُو وَاقِدٍ اللَّيْثِيُّ ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: يُقْطَعُ السَّارِقُ فِي ثَمَنِ الْمِجَنِّ .

تخریج الحدیث سنن ابن ماجه، الحدود، باب حد السارق، رقم: 2586، مسند احمد: 215/2، رقم: 1455۔ محدث البانی اور شعیب ارناؤط نے اس کی سند کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چور کا ہاتھ ڈھال کی قیمت (کے عوض چوری) میں کاٹا جائے گا۔

شرح الحدیث (1) اللہ تعالیٰ نے متعدد جرائم کی حدود کا قرآن میں ذکر کیا مثلاً قتل، چوری، زنا،

[1] تفسیر القرآن: 907/4.

بغاوت وارتداد اور قذف کی حدود۔

(2) حد کی جمع حدود ہے اس سے مراد وہ خاص سزائیں ہیں جو مختلف جرائم کرنے والوں کے لیے اللہ کی طرف سے مقرر کی گئی ہیں جیسے چوری کرنے والے کی سزا ہاتھ کا کاٹنا ہے۔

(3) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِقَامَةُ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ مَطْرٍ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً فِيْ بِلَادِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ .)) ❶

''اللہ کی مقرر کردہ حدوں میں سے ایک حد کا جاری کرنا اللہ عزوجل کی زمین میں چالیس راتوں کی بارش سے بہتر ہے۔''

(4) انتہائی معمولی چیز کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

(5) اللہ تعالیٰ نے سونے اور چاندی میں یہ وصف رکھا ہے کہ یہ بطور قیمت شروع سے ہی استعمال ہو رہے ہیں، دینار سونے اور درہم کا سکہ چاندی سے تیار ہوتا تھا۔ یہی فطری طریقہ ہے۔ عہد رسالت میں بھی لین دین کے سلسلہ میں درہم و دینار کا استعمال ہوتا تھا اور ایک دینار بارہ درہم کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ لہٰذا ربع دینار تین درہم کی چوری یا اس مقدار کی مالیت والی چیز چرانے پر چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

(6) فتح مکہ کے موقع پر بنومخزوم قبیلہ کی ایک عورت نے چوری کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا تھا۔ ❷

[25]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ، حَدَّثَنَا أَبُو مَعْشَرٍ ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ .

تخريج الحديث مسند احمد: 282/2، رقم: 1619، شرح السنة للبغوی: 105/3۔ شعیب ارناؤط رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ (نماز میں)

---

❶ سنن ابن ماجه، حديث نمبر: 2537۔ محدث البانی نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

❷ صحيح بخاری، حديث نمبر: 2648، صحيح مسلم، حديث نمبر: 1688 .

دائیں اور بائیں جانب سلام پھیرتے تھے۔

شرح الحدیث دیکھئے فوائد حدیث نمبر: 22۔

[26]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِسْحَاقَ الْمَرْوَزِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَوْ أَنَّ مَا يُقِلُّ ظُفُرٌ مِمَّا فِي الْجَنَّةِ بَدَا لَتَزَخْرَفَتْ لَهُ مَا بَيْنَ خَوَافِقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَوْ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْجَنَّةِ اطَّلَعَ فَبَدَتْ أَسَاوِرُهُ لَطَمَسَ ضَوْءُهُ ضَوْءَ الشَّمْسِ كَمَا تَطْمِسُ الشَّمْسُ ضَوْءَ النُّجُومِ.

تخریج الحدیث سنن ترمذی، صفة الجنة، باب ماجاء فی صفة اهل الجنة، رقم: 2538، مسند احمد: 220/2، رقم: 1467، سلسلة الصحيحة: 1173/7، رقم: 3396.

ترجمة الحدیث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: اگر ناخن کے برابر جنت کی کوئی چیز ظاہر ہو جائے تو آسمان و زمین کے درمیان جو کچھ ہے اس کے ساتھ چمک اٹھیں، اور اگر کوئی جنتی مرد جھانکے اور اس کے کنگن ظاہر ہو جائیں تو اس کی روشنی سورج کی روشنی کو ایسے ختم کر دے جس طرح سورج کی روشنی ستاروں کی روشنی کو ختم کر دیتا ہے۔

شرح الحدیث (1) جنت اللہ رب العزت کی بہت بڑی نعمت ہے۔ سیدنا سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا)) ''جنت میں چھڑی برابر جگہ دنیا اور دنیا میں موجود ہر چیز سے بہتر ہے۔'' [1]

(2) جنت اور اس کی نعمتیں بے مثل و بے مثال ہیں جن کا اس دنیا میں تصور کرنا ممکن نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (السجدة: 17)

''پس کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے کیا کچھ چھپا کر رکھا گیا ہے، ان اعمال کی جزاء کا بدلہ جو وہ کیا کرتے تھے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں، میں نے اپنے

[1] صحیح بخاری، حدیث نمبر: 3250.

صالح بندوں کے لیے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی بشر کے دل میں اس کا خیال آیا اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر چاہو تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھ لو: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾ ❶

(3) اہلِ جنت کو جنت میں زیورات پہنائے جائیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوَضُوءُ)) ''جنت میں مومن کو وہاں تک زیور پہنایا جائے گا جہاں تک اس کا وضو پہنچتا ہے۔'' ❷

(4) جنتیوں کو پہنائے گئے ایک کنگن کے سامنے سورج کی روشنی مانند پڑ جائے گی۔

[27]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنِي وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ عَمِّي جَرِيرَ بْنَ زَيْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مَرِضْتُ بِمَكَّةَ فَأَتَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَعُودُنِي فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَمُوتُ بِأَرْضِي الَّتِي هَاجَرْتُ مِنْهَا قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ لَعَلَّهُ أَنْ يَشْفِيَكَ حَتَّى يَنْفَعَ بِكَ وَيُضَرَّ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي أَدَعُ مَالًا وَلَيْسَ لِي وَارِثٌ غَيْرُ ابْنَةٍ لِي، أَفَلَا أُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ؟ فَقَالَ: لَا، قُلْتُ: فَثُلُثَيْهِ؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ: فَنِصْفِهِ؟ قَالَ: الثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَبِيرٌ إِنَّ أَحَدَكُمْ أَنْ يَدَعَ أَهْلَهُ بِخَيْرٍ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ، قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَكِنْ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ الْبَائِسُ قَدْ مَاتَ فِي الْأَرْضِ الَّتِي هَاجَرَ مِنْهَا.

تخریج الحدیث مسند احمد: 274/2، رقم: 1599۔ شعیب ارناؤط نے کہا کہ اس کی سند کو شرط الشیخین پر قوی قرار دیا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میں مکہ میں (حجۃ الوداع کے موقع پر) بیمار ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری تیمارداری کے لیے تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے ایسی سرزمین میں موت آئے گی جہاں سے میں نے ہجرت کی تھی۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: ممکن ہے اللہ تعالیٰ تجھے تندرستی دے حتیٰ کہ تجھ سے بہت سے لوگ فائدہ اٹھائیں اور بہت ساروں کو نقصان ہو۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے

❶ صحيح بخاري، حديث نمبر: 4779، صحيح مسلم، حديث نمبر: 2824.

❷ صحيح مسلم، حديث نمبر: 250.

رسول! میں مال (بطور وراثت) چھوڑ رہا ہوں اور میری ایک بیٹی کے سوا میرا کوئی وارث نہیں، کیا میں اپنے سارے مال کی وصیت کر دوں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا: دو تہائی مال کی کر دوں؟ فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا: پھر آدھے کی کر دوں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ایک تہائی کی اور تہائی بھی بڑی (رقم) ہے۔ یقیناً تم میں سے کوئی اپنے گھر والوں کو مال دار چھوڑے یہ بہتر ہے اس سے کہ انہیں فقیر چھوڑے اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے رہیں۔ سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لیکن (قابل افسوس) بے چارہ سعد بن خولہ رضی اللہ عنہا ہے اسی سرزمین میں وفات پا گیا جہاں سے اس نے ہجرت کی تھی۔

شرح الحدیث دیکھئے فوائد حدیث نمبر 7۔

[28]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ، حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَامِرَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ تَصَبَّحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتٍ مِنْ عَجْوَةٍ لَمْ يَضُرَّهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ سَمٌّ وَلَا سِحْرٌ .

تخريج الحديث صحيح بخاری، الاطعمة، باب العجوة، رقم: 5445, 5768، صحيح مسلم، الاشربة، باب فضل تمر المدينة، رقم: 2047.

ترجمة الحديث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا کہ: جس نے صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھا لیں۔ اسے اس دن زہر اور جادو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

شرح الحديث (1) مدینہ منورہ کے علاقے میں پائی جانے والی ایک خاص قسم کی کھجور کو عجوہ کہتے ہیں۔

(2) ادویات کی تیاری اور مرض کے مطابق مریض کے لیے مناسب مقدار کا تعین کسی ماہر طبیب کا کام ہے لہٰذا کسی بھی دوائی کا استعمال متعلقہ ماہر کے مشورہ سے کرنا مستحسن ہے۔ شرعاً علاج معالجہ کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

(3) بیماری کے ازالے کے لیے ظاہری اسباب اختیار کرنا توکل کے منافی نہیں ہے۔

(4) عجوہ کھجور کا دی گئی ہدایت کے مطابق استعمال زہر اور جادو کے لیے تریاق ہے اور یہ خصوصیت صرف مدینہ منورہ کی عجوہ کے لیے ہے ہر عجوہ کھجور میں یہ خصوصیت نہیں ہے۔

(5) امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں سات کی تحدید کی حکمت شارع ہی کو معلوم ہے ہمارے لیے اس پر ایمان لانا، اس کی فضیلت پر اعتقاد رکھنا لازم ہے۔ [1]

---

[1] شرح صحيح مسلم: 3/14.

(6) معلوم ہوا جادو میں تاثیر موجود ہے۔

[29]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُونُسَ ، حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، يَقُولُ: إِذَا انْتَخَمَ أَحَدُكُمْ فِي الْمَسْجِدِ، فَلْيُغَيِّبْ نَخَامَتَهُ ، لَا تُصِيبُ جِلْدَ مُؤْمِنٍ أَوْ ثَوْبَهُ فَتُؤْذِيَهُ ، أَوْ فَيُؤْذِيَهُ .

تخريج الحديث مسند احمد: 253/2، رقم: 1543، مسند ابی یعلی: 131/2، رقم: 808، ابن خزيمة: 277/2، رقم: 1311- ابن خزیمہ اور شیخ حسین سلیم اسد دارانی نے اسے ''صحیح، جبکہ شیخ شعیب ارناؤط نے حسن کہا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا کہ: جب تم میں سے کوئی مسجد میں بلغم پھینکے تو اسے ختم (صاف) کر دے تا کہ وہ کسی مومن کے جسم یا اس کے کپڑے کو نہ لگے کہ اسے تکلیف ہو۔

شرح الحديث (1) مسلم معاشرے کی اہم ترین عمارت مسجد ہے۔ روئے زمین کی سب سے پہلی مسجد مسجد الحرام کعبۃ اللہ ہے اس کے بعد مسجد اقصیٰ تعمیر ہوئی۔

(2) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد سب سے پہلے قباء کے مقام پر اپنے مبارک ہاتھوں سے مسجد تعمیر کی اور پھر مدینہ منورہ میں مسجد نبوی تعمیر کی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ مہاجرین وانصار نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

(3) امت محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کے لیے اگر چہ ساری زمین کو مسجد قرار دیا گیا لیکن مسجد سے متعلقہ احکام وآداب صرف انہیں مقامات کے لیے خاص ہوں گے جس جگہ کو باقاعدہ چار دیواری اور عمارت کے بعد مسجد کا درجہ دیا گیا ہو۔

(4) مسجد کو صاف ستھرا رکھنا مسجد سے ملحق آبادی کی ذمہ داری ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محلوں میں مسجدیں بنانے اور انہیں صاف ستھرا اور معطر رکھنے کا حکم دیا۔ [1]

(5) اگر مسجد کی زمین کچی ہو اور اس پر چٹائی یا صفیں نہ بچھی ہوں تو پاؤں کے نیچے تھوکنا اور بعد ازاں زمین

---

[1] سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: 455.

میں اسے دفنا دینا جائز ہے۔ لیکن پختہ فرش اور قالین وغیرہ کی صورت میں تھوکنا درست نہیں۔

(6) ہر وہ عمل جو دوسروں کے لیے اذیت و تکلیف کا باعث بنے اس سے بچنا لازم ہے۔

[30]...... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ قَيْسٍ السَّكُونِيُّ، حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّ أَبَاهُ سَعْدًا اشْتَكَى بِمَكَّةَ، فَعَادَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: أَيْ رَسُولَ اللّٰهِ، أَمُوتُ بِالْأَرْضِ الَّتِي هَاجَرْتُ مِنْهَا قَالَ: عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَرْفَعَكَ فَيَنْفَعَ بِكَ نَاسًا وَيُضَرَّ بِكَ نَاسًا، قَالَ سَعْدٌ: أَيْ رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ لِي مَالًا وَابْنَةً وَأُرِيدُ أَنْ أُوصِيَ بِالنِّصْفِ قَالَ: النِّصْفُ كَثِيرٌ، قَالَ: فَالثُّلُثُ؟ قَالَ: الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، فَجَازَ الثُّلُثُ لِلنَّاسِ، وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ أَهْلَكَ بِغِنًى خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ فُقَرَاءَ.

تخریج الحدیث السنن الکبری للبیهقی: 6/269۔ محقق نے کہا: اس کی سند ''حسن'' ہے۔

ترجمة الحدیث عامر بن سعد سے مروی ہے کہ ان کے والد محترم مکہ میں (حجۃ الوداع کے موقع پر) بیمار ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی عیادت فرمائی۔ انہوں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! مجھے ایسی سر زمین میں موت آئے گی جہاں سے میں نے ہجرت کی تھی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ممکن ہے اللہ آپ کو (صحت یاب کر کے) اٹھائے اور پھر تجھ سے کچھ لوگوں کو فائدہ پہنچے اور کچھ لوگوں کو نقصان ہو۔'' سعد نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس (بہت زیادہ) مال ہے اور ایک ہی بیٹی ہے۔ میں اپنے آدھے مال کی وصیت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''آدھا (مال) بہت زیادہ ہے۔'' انہوں نے کہا: ایک تہائی کی کر دوں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''ایک تہائی کی کر دو اور ایک تہائی بھی بہت زیادہ ہے۔'' آپ نے لوگوں کے لیے ایک تہائی کی (وصیت) جائز قرار دی اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک تو اپنے گھر والوں کو مال دار چھوڑے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تو انہیں فقیر چھوڑے۔''

شرح الحدیث دیکھئے فوائد حدیث نمبر: 7۔

[31]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ إِيَاسَ الْقُرَشِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَاطِبِ بْنِ بَلْتَعَةَ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، فَطَلَعَ عَلَيْنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْمَرٍ فِي ثَوْبَيْنِ مُورَدَيْنِ وَقَمِيصٍ رَقِيقٍ، فَجَلَسَ إِلَى سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ فَسَارَّهُ بِشَيْءٍ مَا أَدْرِي مَا هُوَ، قَالَ: فَلَمَّا أَنْ قَامَ ضَحِكَ بَعْضُ الْقَوْمِ إِلَى

بَعْضٍ فَقَالَ: مَا يُضْحِكُكُمْ؟ قَالَ: تَعَجَّبْنَا لَهُ وَرَثَّنَا رِيحَ الْمِسْكِ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى طَيِّبٌ يُحِبُّ الطَّيِّبَ، نَظِيفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ، جَوَّادٌ يُحِبُّ الْجُودَ، نَظِّفُوا سَاحَتَكُمْ وَأَفْنَاءَكُمْ، وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ تَجْمَعُ الْأَكْبَاءَ فِي دُورِهِمْ فَلَقِيتُ مُهَاجِرَ بْنَ مِسْمَارٍ فَحَدَّثَنِي عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِثْلَ حَدِيثِ سَعِيدٍ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: وَأَفْنِيَتَكُمْ.

تخریج الحدیث سنن ترمذی، الادب، باب ماجاء فی النظافة، رقم: 2799، مسند ابی یعلی: 122/2، رقم: 791۔ اس کی سند میں خالد بن ایاس ضعیف ہے۔ شیخ سلیم اسد نے کہا: اس کی سند "بہت ضعیف" ہے۔

ترجمة الحدیث یحییٰ بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں ہم سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ عمر بن عبیداللہ بن معمر دو گلابی رنگ کے کپڑوں اور باریک قمیص پہنے اچانک آئے اور سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کے پاس بیٹھ کر سرگوشی کی، مجھے معلوم نہیں کیا کہا۔ جب وہ اٹھ کر جانے لگے تو لوگوں نے ایک دوسرے کو مسکراتے ہوئے اشارے کیے۔ تو انہوں نے پوچھا: تم لوگ کیوں ہنس رہے ہو؟ انہوں نے کہا: وہ یہاں کستوری کی خوشبو چھوڑ گئے ہیں۔ تو سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے فرمایا: بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ طیب (پاک) ہے اور پاکی کو پسند کرتا ہے۔ صاف ستھرا ہے صفائی کو پسند کرتا ہے۔ سخی و فیاض ہے اور جود وسخا کو پسند کرتا ہے۔ اپنے گھروں کے صحنوں اور آنگنوں کو صاف ستھرا رکھو اور تم یہودیوں کی مشابہت اختیار نہ کرو۔ کہ وہ کوڑا کرکٹ کو اپنے گھروں میں اکٹھا کرتے ہیں۔ میں مہاجر بن مسمار سے ملا تو اس نے مجھے عامر بن سعد سے حدیث بیان کیا، اور اس نے اپنے باپ سے روایت کیا اور انہوں نے سعید بن مسیّب کی حدیث کی مانند رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا۔ البتہ انہوں نے "افنائکم" کی جگہ "وافنتیکم" کے الفاظ بیان کیے۔

شرح الحدیث (1) تین آدمیوں کی مجلس میں دو کا علیحدہ ہو کر کانا پھوسی اور سرگوشی کرنا درست نہیں، لیکن اگر شرکاء مجلس کی تعداد تین سے زیادہ ہو تو دو بندے سرگوشی کر سکتے ہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم تین ہو تو دو آدمی تیسرے کے بغیر سرگوشی نہ کریں یہاں تک کہ تم لوگوں کے ساتھ مل جاؤ، اس لیے کہ یہ چیز اسے غمگین اور پریشان کرے گی۔ [1]

(2) دین اسلام نے اپنے ماننے والوں کو پاک صاف رہنے کی خوب تاکید فرمائی۔ طہارت و نظافت

[1] صحیح بخاری، حدیث: 6290، صحیح مسلم، حدیث: 2184.

اسلامی تہذیب و ثقافت کا امتیاز ہے۔ کپڑوں کو پاک صاف رکھنا، اپنے جسم اور رہائش کی صفائی کا خیال رکھنا، اخلاقی اور روحانی ناپاکی سے دور رہنا، اللہ سے تعلق مضبوط بنانے اور آخرت کی تیاری کے لیے ضروری ہے۔ جبکہ گندگی، تعفن اور غلاظت، گمراہی، ضلالت اور شیطان کے قریب کی علامات ہیں۔

(3) خوشبو کا استعمال شرعاً انتہائی پسندیدہ ہے۔ حسب استطاعت عمدہ سے عمدہ خوشبو کا استعمال انسان کے عمدہ ذوق کا مظہر ہے۔

(4) اللہ کی ذات پاکیزہ ہے اور اللہ تعالیٰ کو پاکیزگی پسند ہے۔

(5) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ اس پر ایک آدمی نے عرض کیا: انسان چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کے جوتے اچھے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((إِنَّ اللّٰهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ ، اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ)) ''اللہ تعالیٰ خود جمیل و خوبصورت ہے اور وہ جمال و خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے، تکبر حق کو قبول نہ کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے۔'' [1]

(6) اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے جو اپنے ماننے والوں کو تمام شعبہ ہائے زندگی میں راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اسلام کی اپنی تہذیب اور کلچر ہے۔ ایک مسلمان کو اسی میں رہ کر امور زندگی انجام دینے چاہئیں۔ غیر اسلامی ثقافت اور تہذیب کو اختیار کرنا، غیر مسلموں سے رہن سہن، رسم و رواج اور تہواروں میں مماثلت و مشابہت اختیار کرنا غیر شرعی ہے۔

[32]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ، حَدَّثَنِي أَبُو عَامِرٍ الْقَيْسِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ سَعْدًا رَكِبَ إِلَى قَصْرِهِ بِالْعَقِيقِ فَوَجَدَ غُلَامًا يَحْتَطِبُ شَجَرًا أَوْ يَقْطَعُهُ ، فَسَلَبَهُ فَلَمَّا رَجَعَ سَعْدٌ جَاءَهُ أَهْلُ الْغُلَامِ فَكَلَّمُوهُ أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهِمْ مَا أَخَذَ مِنْ غُلَامِهِمْ فَقَالَ: مَعَاذَ اللّٰهِ أَنْ أَرُدَّ شَيْئًا نَفَّلَنِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ، وَأَبَى أَنْ يَرُدَّ إِلَيْهِمْ .

تخريج الحديث صحيح مسلم، الحج، باب فضل المدينة، رقم: 1364 .

ترجمة الحديث عامر بن سعد سے مروی ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ (مدینہ کے قریب) عقیق میں اپنے محل کی

[1] صحيح مسلم، رقم: 91 .

طرف روانہ ہوئے انہوں نے ایک غلام کو درخت کاٹتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے اس سے اس کا ساز و سامان سلب کر لیا۔ جب سعد رضی اللہ عنہ واپس (مدینہ) تشریف لائے تو اس غلام کے مالک ان کے پاس حاضر ہوئے اور انہوں نے ان سے بات چیت کی کہ جو انہوں نے ان کے غلام سے لیا ہے وہ انہیں واپس دے دیں۔تو سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی پناہ کہ میں کوئی ایسی چیز واپس کروں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بطور غنیمت دی اور انہوں نے انہیں وہ (سامان) واپس کرنے سے انکار کر دیا۔

شرح الحدیث (1) حرمین شریفین کو اللہ رب العزت نے اپنے خاص فضل و کرم سے نوازا ہے۔ یہ مقامات امن و امان کے گہوارے اور ہر مومن و مسلمان کے لیے قلب و جان کے سکون کا باعث ہیں۔

(2) جس طرح مکہ مکرمہ حرم ہے اسی طرح مدینہ منورہ بھی حرم ہے۔ حدود حرم میں گری پڑی چیز اٹھانا، درخت کاٹنا، شکار کرنا وغیرہ ممنوع ہیں۔

(3) مدینہ منورہ عیر اور ثور دو پہاڑں کے مابین حرم ہے۔ [1]

(4) معلوم ہوا مدینہ کی حدودِ حرم میں اگر کوئی شکار کرتا ہوا یا درخت وغیرہ کاٹتا ہوا پکڑا جائے گا تو اس کے پاس موجود سامان کو پکڑنے والا سلب کر سکتا ہے۔

(5) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کمال درجہ کے متبع سنت تھے، اللہ رب العزت ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے۔

[33]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ ثَلَاثَةٍ مِنْ بَنِي سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلَى سَعْدٍ يَعُودُهُ بِمَكَّةَ ، فَبَكَى ، فَقَالَ: مَا يُبْكِيكُ؟ فَقَالَ: خَشِيتُ أَنْ أَمُوتَ بِالْأَرْضِ الَّتِي هَاجَرْتُ مِنْهَا كَمَا مَاتَ سَعْدٌ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَشْفِيَنِي فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا ، اللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا ، اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، إِنَّ لِي مَالًا كَثِيرًا وَإِنَّمَا لِي ابْنَةٌ ، أَفَأُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ؟ قَالَ: لَا ، قَالَ: فَبِالثُّلُثَيْنِ؟ قَالَ: لَا ، قَالَ: فَبِالنِّصْفِ؟ قَالَ: لَا ، قَالَ: فَبِالثُّلُثِ؟ قَالَ: الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَبِيرٌ إِنَّ صَدَقَتَكَ مِنْ مَالِكِ لَكَ صَدَقَةٌ وَإِنَّ نَفَقَتَكَ عَلَى أَهْلِكَ صَدَقَةٌ وَإِنَّ أَكْلَ امْرَأَتِكَ مِنْ طَعَامِكَ صَدَقَةٌ وَإِنَّكَ أَنْ تَدَعَ أَهْلَكَ بَعْدَكَ بِعَيْشٍ - أَوْ

[1] صحيح بخاری، حديث نمبر: 1870، صحيح مسلم، حديث نمبر: 1370 .

قَالَ: بِخَيْرٍ - خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ .

تخریج الحدیث صحيح مسلم، الوصية، باب الوصية بالثلث، رقم: 1628 .

ترجمة الحدیث حمید بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے انہوں نے سعد رضی اللہ عنہ کے تین بیٹوں (عامر، مصعب اور محمد) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں (حجۃ الوداع کے موقع پر) سعد رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی تیمار داری کے لیے تشریف لائے تو وہ رونے لگے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''آپ کو کون سی چیز رولا رہی ہے؟'' انہوں نے کہا: مجھے ڈر ہے میں ایسی سرزمین میں فوت ہو جاؤں گا جہاں سے میں نے ہجرت کی ہے جیسا کہ سعد (بن خولہ) فوت ہو گئے۔ آپ اللہ سے دعا کریں وہ مجھے تندرستی دے دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: اے اللہ! سعد کو تندرستی عطا فرما۔ اے اللہ! سعد کو صحت یاب فرما۔ اے اللہ سعد کو شفا عطا فرما۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس بہت زیادہ مال ہے اور میری (وارث) صرف ایک بیٹی ہے۔ کیا میں اپنے سارے مال کی وصیت کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں''۔ پوچھا: کیا دو تہائی کی کر دوں؟ فرمایا: ''نہیں''۔ دریافت کیا: آدھے کی کر دوں؟ فرمایا: ''نہیں''۔ پوچھا: کیا ایک تہائی کی کر دوں؟ فرمایا: (ہاں) تہائی کی کر دو اور ایک تہائی بھی (بہت) بڑی (رقم) ہے۔ اگر تم اپنے مال سے صدقہ کرو تو وہ تمہارے لیے صدقہ ہے اور اگر تم اپنے گھر والوں پر خرچ کرو تو وہ بھی صدقہ ہے اور اگر آپ کی بیوی آپ کے کھانے سے کھائے تو وہ بھی صدقہ ہے اور تم اپنے اہل وعیال کو اپنے بعد مال داری میں چھوڑ جاؤ تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم انہیں اس حالت میں چھوڑو کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔

شرح الحدیث فوائد کے لیے دیکھئے حدیث نمبر: 7۔

[34]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ أَبِي عَوْنٍ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ ثَلَاثَةٍ مِنْ بَنِي سَعْدٍ بِنَحْوٍ مِنْ حَدِيثِ أَيُّوبَ .

تخریج الحدیث سنن سعيد بن منصور : 129/1۔ محقق نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث ہمیں حدیث بیان کی احمد نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم نے ابوعون سے، انہوں نے عمرو بن سعید سے انہوں نے حمید بن عبدالرحمٰن سے اور انہوں نے سعد رضی اللہ عنہ کے تین بیٹوں سے ایوب کی حدیث کے مانند بیان کیا۔

[35]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ـ قَاضِي الْكُوفَةِ ـ حَدَّثَنَا يَعْنِي عِيسَى

بْـنَ الْـمُخْتَارِ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي لَيْلَى ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ ، عَنْ مُجَاهِدٍ ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَـعْـدٍ ، عَـنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ خَطَبَ امْرَأَةً بِمَكَّةَ وَهُوَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: لَيْتَ عِـنْـدِي مَنْ يَرَاهَا أَوْ مَنْ يُخْبِرُنِي عَنْهَا ، فَقَالَ رَجُلٌ مُخَنَّثٌ يُدْعَى: هِيتٌ: أَنَا أَنْعَتُهَا لَكَ ، هِـيَ إِذَا أَقْبَـلَـتْ ، قُـلْتَ: تَمْشِي عَلَى سِتٍّ ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ قُلْتَ تَمْشِي عَلَى أَرْبَعٍ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا أَرَى هَذَا إِلَّا مُنْكَرًا ، إِنَّمَا أَرَاهُ أَنْ لَا يَعْرِفَ النِّسَاءَ . وَكَانَ يَدْخُلُ عَلَى سَوْدَةَ ، فَـنَهَـاهَـا أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهَا ، فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ نَفَاهُ ، فَكَانَ كَذَلِكَ حَتَّى إِمْرَةِ عُمَرَ فَجَهَدَ فَكَانَ يُرَخِّصُ لَهُ أَنْ يَدْخُلَ الْمَدِينَةَ ، فَيَتَصَدَّقُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ .

تخريج الحديث مسـنـد ابـی يـعلـى: 102/2، رقم: 758۔ اس کی سند میں ابوامیہ عبدالکریم بن ابوالمخارق البصری ضعیف راوی ہے۔لیکن اس حدیث کا حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شاہد موجود ہے۔دیکھیں: صـحـيـح بـخاری، النكاح، باب ما ينهى من دخول المتشبهين بالنساء على المرأة، رقم: 4324، 5235، صـحـيـح مسـلـم، السلام، باب منع المخنث من الدخول على النساء والأجانب، رقم: 2180، 2181، سـنن أبوداؤد، الأدب، باب فی الحكم فی المخنثين، رقم: 4929، واللباس، باب فی قوله تعالٰی ﴿غير اولی الإربة﴾، رقم: 4107.

ترجمة الحديث سیدنا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک عورت کو مکہ میں پیغام نکاح بھیجا جبکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔انہوں نے کہا: کاش میرے پاس کوئی ایسا ہوتا جو اسے دیکھتا یا جو مجھے اس سے متعلق آگاہ کرتا۔ایک ہیت نامی مخنث نے کہا: میں آپ کو اس سے متعلق بیان کرتا ہوں۔ جب وہ آتی ہے تو آپ (دیکھ کر) کہیں گے: چھ سلوٹوں کے ساتھ چلتی ہے اور جب پیٹھ پھیر کر جاتی ہے تو آپ (دیکھ کر) کہیں گے: چار سلوٹوں کے ساتھ چلتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے یہ پسند نہیں ہے اور میرے خیال سے اسے عورتوں کی پہچان نہیں ہونی چاہیے اور وہ (مخنث) ام المومنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس آتا جاتا تھا۔ تو آپ نے اس کو ان کے گھر میں آنے سے منع کر دیا۔ پھر جب آپ مدینہ تشریف لائے تو اس کو مدینہ بدر کر دیا اور وہ اسی طرح عمر رضی اللہ عنہ کی امارت تک (مدینہ سے بے دخل) رہا۔ پھر اسے مدینہ میں آنے کی اجازت دی گئی۔ جمعہ کے روز اس کو صدقہ وخیرات دیا جاتا تھا۔

شرح الحديث (1) مخنث دو طرح کے ہوتے ہیں:

(i) وہ جو پیدائشی طور پر صنفی کمزوری کا شکار ہوں۔ ایسے مرد نما انسان کو مخنث جبکہ عورت نما مخلوق کو خنثی کہا جاتا ہے۔ مخنث مردانگی سے محروم ہوتا ہے جبکہ خنثی زنانہ صفات سے محروم ہوتی ہے۔ مخنث انہی احکام کا مکلّف ہے جو مردوں کے لیے ہیں جبکہ خنثی ان احکام کی جو عورتوں کے لیے ہیں۔

(ii) وہ لوگ جو مردانہ صفات کے حامل ہوں لیکن زنانہ وضع قطع اختیار کرلیں۔ اپنی مردانہ قوت کا خاتمہ کروالیں اور عورتوں جیسی عادات واطوار کو اختیار کریں۔ ان جیسا لباس زیب تن کریں۔ ایسے لوگ انتہائی ناپسندیدہ اور عنداللہ ملعون ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ((لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ)) ''رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی۔'' [1]

(2) مخنثوں کو معاشرے میں درست انداز سے زندگی گزارنے کی تربیت دینی چاہیے۔ ہمارے معاشرے میں اس صنف کو انتہائی سنگین مسائل کا سامنا ہے۔ عموماً والدین اپنے ایسی اولاد کو اپنانے کے لیے تیار نظر نہیں آتے۔ بہن، بھائی، عزیز واقارب انہیں قبول نہیں کرتے جس کی وجہ سے یہ لوگ بے راہ روی کا شکار ہوکر غیر شرعی سرگرمیوں میں ملوث ہوجاتے ہیں۔

(3) غیر محرم مرد یا مخنث کو بلا جھجک عورتوں کے پاس نہیں جانا چاہیے۔ اگر عورتوں کو ایسی صورتحال کا سامنا ہو تو انہیں چاہیے کہ فوراً پردہ کرلیں۔

(4) جس طرح غیر محرم مرد کا گھر میں بلا اجازت داخلہ ممنوع ہے اسی طرح مخنث کا داخلہ بھی ممنوع ہے۔

(5) مخنث کا یہ کہنا کہ وہ چھ سلوٹوں کے ساتھ ملنے آئی اور چار سلوٹوں کے ساتھ پیٹھ پھیرتی ہے۔ اس عورت کے فربہ پن کی طرف اشارہ ہے۔ اس زمانہ میں اہل عرب ایسی خواتین کو پسند کرتے اور یہ بات خوبصورتی کی علامت سمجھی جاتی تھی۔

[36]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتُوَائِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمُخَنَّثِينَ مِنَ الرِّجَالِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ، وَقَالَ: أَخْرِجُوهُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ، قَالَ:

[1] صحیح بخاری، حدیث نمبر: 5885.

فَأَخْرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فُلَانًا وَأَخْرَجَ عُمَرُ فُلَانًا .

تخریج الحدیث صـحيح بخاری، اللباس، باب اخراج المتشبهين بالنساء من البيوت، رقم: 5886, 6834.

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہیجڑے بننے والے مردوں اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت کی اور فرمایا: ''ان (زنانہ بننے والے مردوں) کو اپنے گھروں سے نکال دو۔'' ابن عباس نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فلاں (ہیجڑے) کو نکالا اور عمر رضی اللہ عنہ نے فلاں (ہیجڑے) کو نکالا تھا۔

شرح الحدیث (1) گھر اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔اس کا ماحول اسلام کے اصولوں کے مطابق رہے تو اہل خانہ خیر و بھلائی پر رہتے ہیں اگر گھر کا ماحول غیر اسلامی و غیر شرعی ہو جائے تو خرابیاں جنم لیتی ہیں جس کے نتیجے میں خیر و برکت سے محرومی، رحمتِ الٰہی سے دوری پیدا ہوتی ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ نے مرد و زن کو پیدا کیا تو ہر ایک کی حدود و قیود بھی متعین کیں جن کی پابندی کا ہر ایک سے مطالبہ ہے۔

(3) معاشرے میں مرد و زن کے صنفی فرق کی وجہ سے دونوں کی ذمہ داریاں بھی مختلف ہیں لہٰذا ہر ایک کو شریعت کے ضابطے میں رہتے ہوئے اپنے معاملات انجام دینے چاہئیں۔

(4) مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورت اور عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مرد معاشرے میں فساد اور بگاڑ کا باعث ہیں اس لیے اپنے گھروں کو ایسے افراد سے پاک صاف رکھنا ضروری ہے۔

(5) مرد و زن کی طرح ہیجڑے بھی شرعی احکام کے مکلّف ہیں۔

(6) مزید فوائد کے لیے دیکھیے فوائد حدیث نمبر: 35۔

[37]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ الْبَجَلِيُّ ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَعْمَرٍ ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ ، عَنْ أَبِيهِ سَعْدٍ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ أَكَلَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ مِمَّا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حِينَ يُصْبِحُ لَمْ يَضُرَّهُ سَمٌّ حَتَّى يُمْسِيَ ، وَقَالَ خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ فِي حَدِيثِهِ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: وَسَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ: عَجْوَةً .

تخریج الحدیث صحيح مسلم، الاشربة، باب فضل تمر المدينة، رقم: 2047.

ترجمة الحدیث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے صبح کے وقت مدینہ کے دو سیاہ پتھریلے میدانوں کی سات کھجوریں کھالیں تو اسے شام تک (کوئی) زہر نقصان نہیں پہنچائے گا۔'' خالد بن مخلد نے اپنی حدیث میں کہا، عبداللہ نے کہا: میں نے لوگوں کو عجوہ کھجور کہتے سنا ہے۔

شرح الحدیث دیکھئے فوائد حدیث نمبر: 28-32۔

[38]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ، حَدَّثَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِينَةِ كَمَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ عليه السلام مَكَّةَ، لَا يُقْطَعُ عِضَاهُهَا وَلَا يُقْتَلُ صَيْدُهَا، وَلَا يُخْرَجُ مِنْهَا أَحَدٌ رَغْبَةً عَنْهَا إِلَّا أَبْدَلَهَا اللّٰهُ خَيْرًا مِنْهُ، وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ، وَلَا يُرِيدُهُمْ أَحَدٌ بِسُوءٍ إِلَّا أَذَابَهُ اللّٰهُ ذَوْبَ الرَّصَاصِ فِي النَّارِ، أَوْ ذَوْبَ الْمِلْحِ فِي الْمَاءِ.

تخریج الحدیث صحيح مسلم، الحج، باب فضل المدينة، رقم: 1363.

ترجمة الحدیث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں مدینہ کی دو سیاہ پتھریلے میدانوں کے درمیانی حصے کو حرم قرار دیتا ہوں جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا۔ اس کے کانٹے دار درخت نہ کاٹے جائیں اور نہ اس کے شکار کو مارا جائے۔ کوئی بھی اس (مدینہ) سے بے رغبتی اختیار کرتے ہوئے نہیں نکلتا مگر اللہ اس کے بدلے بہتر شخص کو اس میں لے آتا ہے اور مدینہ ان کے لیے سب سے بہتر جگہ ہے اگر وہ لوگ جان لیں اور جو کوئی بھی اس (مدینہ) کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا اللہ اس کو آگ میں سیسے کے پگھلنے یا پانی میں نمک کے گھل جانے کی طرح پگھلا دے گا۔''

شرح الحدیث (1) ابراہیم علیہ السلام نے اہل مکہ کے لیے امن اور رزق کا سوال کیا، ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی تو مکہ کو حرم بنا دیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی دعا مدینہ کے لیے فرمائی، اللہ تعالیٰ نے شرفِ قبولیت عطا فرمایا اور مدینہ منورہ بھی حرم ٹھہرا۔

(2) حرمین شریفین کا تقدس و احترام ہر مسلمان پر لازم ہے۔

(3) مدینہ منورہ عیر اور ثور دو پہاڑوں کے مابین حرم ہے۔

(4) حدود حرم میں شکار کرنا، درخت کاٹنا، گری پڑی چیز اٹھانا ممنوع ہے۔

(5) مدینہ میں رہائش پذیر ہونا باعث سعادت ہے۔

(6) مدینہ بھٹی کی مانند ہے جو کھرے اور کھوٹے کو علیحدہ کر دیتا ہے۔

(7) مدینہ میں رہتے ہوئے آنے والی آزمائشوں اور مصیبتوں پر صبر کرنے والوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی۔ [1]

(8) اہل مدینہ کی خیر خواہی لازم ہے۔

(9) اہل مدینہ کی بدخواہی سوچنے والے کے لیے شدید عذاب کی وعید سنائی گئی۔

(10) تمثیل وتشبیہ سے بات کرنا سنت نبوی ہے۔

[39]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ ، حَدَّثَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ ، عَنْ أَبِيهِ سَعْدٍ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ فِي مَسْجِدِ بَنِي مُعَاوِيَةَ، ثُمَّ مَكَثَ طَوِيلًا يُنَاجِي رَبَّهُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا كَانَ وُقُوفُكَ؟ قَالَ: سَأَلْتُ رَبِّي ثَلَاثًا فَأَعْطَانِي اثْنَيْنِ وَمَنَعَنِي وَاحِدَةً، سَأَلْتُهُ أَنْ لَا يَهْلِكَ أُمَّتِي بِالسَّنَةِ، وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يُسَلِّطَ عَلَيْهَا عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهَا ، وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يَلْبِسَهُمْ شِيَعًا فَمَنَعَنِي .

تخريج الحديث صحيح مسلم ، الفتن ، باب هلاك هذه الأمة بعضهم ببعض ، رقم: 2890 .

ترجمة الحديث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو معاویہ کی مسجد میں دو رکعت نماز ادا فرمائی پھر لمبی دیر اپنے رب سے دعا کرتے رہے۔ جب آپ واپس مڑے تو ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ اتنی دیر (دعا کے لیے) ٹھہرے رہے؟ آپ نے فرمایا: ''میں نے اپنے رب سے تین چیزیں مانگیں اس نے مجھے وہ عطا فرما دیں اور ایک مجھ سے روک لی۔ میں نے اس سے مانگا کہ وہ میری امت کو قحط سالی سے ہلاک نہ کرے اور میں نے اس سے مانگا کہ وہ غیروں کو ان پر دشمن مسلط نہ کرے (یہ دونوں مجھے دے دیں) اور میں نے اس سے مانگا کہ انہیں گروہوں میں تقسیم نہ کرے تو اس نے یہ (بات) مجھ سے روک لی۔

[1] صحيح مسلم ، حديث نمبر: 1363 .

شرح الحدیث (1) مساجد کے نام قبائل اور شخصیات سے منسوب کرنا شرعاً جائز ہے۔

(2) تمام انبیاء ورسل علیہم السلام نے ہر حال میں اللہ رب العزت کو پکارا اور بغیر کسی واسطہ و وسیلہ سے دعائیں کیں۔

(3) دعائیں اللہ رب العزت ہی کی ذات قبول ومنظور کرتی ہے۔ لہٰذا ہر حال میں اللہ سے ہی سوال کرنا چاہیے۔

(4) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لیے انتہائی مشفق ومہربان تھے اور آپ کو ہر وقت امت کی فکر دامن گیر رہتی تھی۔

(5) اللہ رب العزت کا امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر خاص فضل وکرم ہے کہ اس امت کو اجتماعی طور پر قحط سالی اور دشمن کے غلبہ کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔

(6) امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا افتراق وانتشار اس کی بربادی کا باعث بنے گا۔

[40]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي مُوسَى ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ ، أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدًا وَنَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُونَ: كَانَ رَجُلَانِ أَخَوَانِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ أَحَدُهُمَا أَفْضَلَ مِنَ الْآخَرِ ، فَتُوُفِّيَ الَّذِي هُوَ أَفْضَلُهُمَا ، ثُمَّ عَمَّرَ الْآخَرُ بَعْدَهُ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ، ثُمَّ تُوُفِّيَ ، فَذُكِرَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَضِيلَةُ الْأَوَّلِ عَلَى الْآخَرِ ، فَقَالَ: أَلَمْ يَكُنْ يُصَلِّي؟ فَقَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، كَانَ لَا بَأْسَ بِهِ . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا يُدْرِيكُمْ مَاذَا بَلَغَتْ بِهِ صَلَاتُهُ؟ ثُمَّ قَالَ عِنْدَ ذَلِكَ: إِنَّمَا مَثَلُ الصَّلَاةِ كَمَثَلِ نَهْرٍ بِبَابِ رَجُلٍ غَمْرٍ عَذْبٍ ، يَقْتَحِمُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مِرَارٍ ، فَمَا تَرَوْنَ ذَلِكَ يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ؟ إِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ مَاذَا بَلَغَتْ بِهِ صَلَاتُهُ .

تخریج الحدیث مسند احمد: 248/2، رقم: 1534، صحیح ابن خزیمۃ: 160/1۔ ابن خزیمہ اور حاکم نے اسے ''صحیح'' کہا ہے جبکہ شعیب ارناؤط رحمہ اللہ نے اس کی سند کو مسلم کی شرط پر قوی قرار دیا ہے۔

ترجمة الحدیث عامر بن سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں میں نے سعد رضی اللہ عنہ اور کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے سنا وہ کہتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں دو بھائی تھے ان میں سے ایک دوسرے سے (دینی اعتبار سے) افضل وبہتر تھا۔ پھر ان میں سے افضل شخص وفات پا گیا، پھر دوسرا اس کے بعد چالیس راتیں زندہ رہنے کے بعد فوت ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پہلے (فوت ہونے والے) کی دوسرے پر فضیلت ذکر

کی گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا وہ (دوسرا) نماز نہیں پڑھتا تھا؟ صحابہ نے کہا: کیوں نہیں۔ اے اللہ کے رسول! وہ ایک اچھا مسلمان تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں کیا معلوم اس کی نماز نے اس کو کس مقام پر پہنچا دیا ہے۔'' پھر ساتھ ہی آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک نماز کی مثال کسی آدمی کے دروازے پر چلنے والی میٹھے پانی سے بھرا پور نہر جیسی ہے وہ اس میں ہر روز (غسل کے لیے) پانچ بار داخل ہوتا ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے اس سے اس کی میل کچیل باقی رہے گی؟'' تمہیں کیا معلوم اس کی نماز نے اس کو کس مقام پر پہنچا دیا ہے۔''

شرح الحدیث (1) موت ایک اٹل حقیقت ہے جس سے کسی بندہ و بشر کو مفر نہیں۔ کسی انسان کی فضیلت اور اس کے رتبہ سے اسے ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ﴾ سے استثناء حاصل نہیں ہو جاتا۔ تمام نبی، ولی بھی اسی ضابطے کے تابع ہیں۔

(2) ایمان و اخلاص کے بعد اعمال صالحہ انتہائی اہم ہیں۔ ایمان کی بنیاد پر مسلمان جنت میں جائیں گے جبکہ اعمال کی وجہ سے درجات حاصل کریں گے۔

(3) اعمال صالحہ گناہوں کی مغفرت و بخشش اور بلندیٔ درجات کا باعث ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰی لِلذّٰكِرِیْنَ ۚ﴾ (ھود: 114)

''اور دن کے دونوں کناروں میں نماز قائم کر اور رات کی کچھ گھڑیوں میں بھی، بے شک نیکیاں برائیوں کو لے جاتی ہیں۔ یہ یاد کرنے والوں کے لیے یاد دہانی ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے کسی اجنبی عورت کا بوسہ لے لیا۔ پھر نبی اکرم ﷺ کو آکر صورتحال سے آگاہ کیا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ﴾ اس آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ میرے لیے (خاص) ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ((لِجَمِيعِ أُمَّتِي كُلِّهِمْ)) ''یہ میری ساری امت کے لیے ہے۔'' [1]

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا)) ''برائی کے بعد ساتھ ہی نیکی کر تو یہ اسے مٹا دے گی۔'' [2]

---

[1] صحیح بخاری، حدیث نمبر: 526.

[2] سنن ترمذی، حدیث نمبر: 1987، صحیح الجامع الصغیر، حدیث نمبر: 97.

(4) نیکیوں سے صغائر کی معافی ملتی ہے کبائر کی نہیں۔ لہٰذا کبائر کی معافی کے لیے توبہ کرنا ہوگی۔

(5) نماز ایک عظیم عبادت ہے جس کی کتاب وسنت میں خصوصی تاکید کی گئی ہے اور نماز نہ پڑھنے والوں کے لیے شدید وعیدیں بیان ہوئیں۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن مسلمان بندے سے اس کے اعمال میں سے اس کی فرض نماز سے متعلق حساب ہوگا، اگر وہ ٹھیک رہی تو کامیاب ہوگیا اور نجات پا گیا اور اگر وہ خراب رہی تو ناکام اور نامراد رہا۔'' [1]

ع روز محشر کہ جان گداز بود
اولین پرسش نماز بود

(6) نماز عنداللہ مقام ورتبہ میں اضافے کا باعث ہے لہٰذا اللہ کا قرب بغیر نماز کے حاصل نہیں ہوسکتا۔ جو صوفیا پنج وقتہ نماز کی پابندی کے بغیر چلّوں، ذکر وفکر کی محفلوں اور طریقت کے من گھڑت راستوں پر چل کر ولی اللہ ہونے کے دعوے دار ہیں، وہ گمراہ ہیں، کتاب وسنت اور اس کی تعلیمات سے نابلد ہیں۔

(7) سامعین کی آسانی کے لیے مثال بیان کرکے شرعی احکامات کی وضاحت کرنا نبوی طریقہ ہے۔

مَا رَوَى مُصْعَبُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ

مصعب بن سعد کی اپنے والد سے بیان کردہ روایات

[41]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ: أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً؟ قَالَ: الْأَنْبِيَاءُ، ثُمَّ الصَّالِحُونَ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ مِنَ النَّاسِ، قَالَ: يُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ، فَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ صَلَابَةٌ زِيدَ فِي بَلَائِهِ، وَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ رِقَّةٌ خُفِّفَ عَنْهُ، فَلَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْعَبْدِ حَتَّى يَمْشِيَ عَلَى الْأَرْضِ وَمَا لَهُ خَطِيئَةٌ.

تخریج الحدیث سنن ترمذی، الزهد، باب ماجاء فی الصبر علی البلا، رقم: 2398، سنن ابن ماجه، الفتن، باب الصبر علی البلاء، رقم: 4023، مسند احمد: 227/2، رقم: 1481، مسند ابی یعلی: 143/2، رقم: 830۔ امام ترمذی اور محدث البانی نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

---

[1] سنن ترمذی، حدیث نمبر: 413، سنن نسائی، حدیث نمبر: 465۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! لوگوں میں سے سب سے زیادہ مصیبت کن پر آتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام پر، پھر نیک لوگوں پر پھر جو ان کے بعد افضل ہیں پھر جو لوگوں میں سے ان کے بعد افضل ہیں اور فرمایا: ''بندہ اپنے دین کی مناسبت سے آزمایا جاتا ہے اگر اس کے دین میں مضبوطی ہو تو اس کی آزمائشیں بھی زیادہ ہو جاتی ہیں اور اگر اس کے دین میں نرمی ہو تو اس پر تخفیف کی جاتی ہے۔ بندے پر آزمائش آتی رہتی ہے حتیٰ کہ اسے ایسا کر دیتی ہے کہ وہ زمین پر چلتا ہے اور اس کا کوئی گناہ (باقی) نہیں ہوتا۔

شرح الحديث (1) اہلِ ایمان کے لیے دین پر چلتے ہوئے مشکلات و مصائب سے گزرنا بلندی درجات کا باعث بنتا ہے جو انسان جتنا اللہ کے نزدیک ہوتا ہے اسی قدر اس کی آزمائش بھی سخت ہوتی ہے چونکہ انبیاء علیہم السلام کا ایمان سب سے کامل و اکمل ہوتا ہے اسی لیے ان کو زیادہ مشکلات کا سامنا رہا۔ پھر ان کے قریبی ساتھیوں کو مصائب سے گزرنا پڑا۔

(2) دنیا کی مصیبتیں مؤمن کے لیے اخروی راحت کا باعث ہوتی ہیں جن کی وجہ سے وہ آخرت میں عذاب سے محفوظ رہے گا۔

(3) دنیا میں بظاہر کسی کی تنگ دستی، فقر و فاقہ یا بیماری و مصیبت کو دیکھ کر یہ اندازا لگا لینا کہ اس سے اللہ ناراض ہے غلط ہے۔ بلکہ بسا اوقات دین کی مضبوطی و صلابت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو آزمائش میں ڈال کر گناہوں سے پاک اور صبر و شکر کی وجہ سے درجات میں بلند کرنا چاہتے ہیں۔

(4) جس طرح نیکی کرنے سے گناہ مٹ جاتے ہیں اسی طرح مومن پر آنے والی مصیبت و پریشانی بھی اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَـا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا أَذًى وَلَا غَمٍّ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ.)) [1]

''مسلمان جب بھی کسی پریشانی، بیماری، رنج و ملال، تکلیف اور غم میں مبتلا ہوتا ہے یہاں تک کہ اسے کوئی کانٹا بھی چبھ جائے تو اللہ تعالیٰ اس سے اس کے گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں۔''

(5) مصائب پر صبر کرنے والوں کو اللہ رب العزت نے بشارت سنائی، فرمایا:

[1] صحيح بخاری، حديث نمبر: 5641، صحيح مسلم، حديث نمبر: 2573.

﴿ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ ۟ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝ ﴾ (البقرۃ: 155 تا 157)

''اور صبر کرنے والوں کو خوش خبری دیجیے، وہ لوگ کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں بے شک ہم اللہ کے ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے کئی مہربانیاں اور بڑی رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔''

[42]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، وَهِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ قَالَ: سَمِعْتُ مُصْعَبَ بْنَ سَعْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ سَعْدٍ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ حَدِيثِ وَكِيعٍ .

تخریج الحدیث مستدرك حاكم: 41/1، مسند ابی داؤد الطيالسی، ص: 30,29۔ حلية الاولياء: 368/1، والطبقات الكبرى لابن سعد: 209/2, 210۔ محقق نے اس کی سند کو حسن کہا ہے۔

ترجمة الحديث ہمیں حدیث بیان کی احمد نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابو داؤد نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی شعبہ اور ہشام الدستوائی نے عاسم بن بھدلہ سے انہوں نے کہا میں نے مصعب بن سعد سے سنا وہ حدیث بیان کرتے ہیں سعد رضی اللہ عنہ سے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ وکیع کی سند سے مروی حدیث کی مانند روایت کہا۔

[43]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُصْعَبَ بْنَ سَعْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ سَعْدٍ قَالَ: نَزَلَتْ فِيَّ . وَرُبَّمَا قَالَ مُصْعَبُ بْنُ سَعْدٍ: نَزَلَتْ فِي أَبِي أَرْبَعُ آيَاتٍ: أَصَبْتُ سَيْفًا يَوْمَ بَدْرٍ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، نَفِّلْنِيهِ فَقَالَ: ضَعْهُ مِنْ حَيْثُ أَخَذْتَهُ ، ثُمَّ عُدْتُ الثَّانِيَةَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، نَفِّلْنِيهِ أُتْرَكُ كَمَنْ لا غَنَاءَ لَهُ؟ فَنَزَلَتْ: ﴿يَسْأَلُونَكَ الْأَنْفَالَ﴾ قَالَ: وَهِيَ قِرَاءَةُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: وَصَنَعَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ طَعَامًا فَدَعَا نَاسًا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَنَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يُحَرَّمَ الْخَمْرَ فَأَكَلْنَا وَشَرِبْنَا وَسَكِرْنَا فَفَاخَرَ سَعْدٌ رَجُلًا فَأَخَذَ لِحَى بَعِيرٍ فَفَزَرَ بِهِ أَنْفَ سَعْدٍ ، فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ﴾ [المائدة: 90] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ قَالَ: وَقَالَتْ أُمُّ سَعْدٍ: أَلَيْسَ قَدْ أَمَرَ اللّٰهُ بِصِلَةِ الرَّحِمِ؟ وَاللّٰهِ لا آكُلُ طَعَامًا وَلا أَشْرَبُ شَرَابًا

حَتَّى تُشْرِكَ بِاللّٰهِ قَالَ: فَامْتَنَعَتْ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ حَتَّى جَعَلُوا يَشْجِرُونَ فَاهَا بِالْعَصَا، فَنَزَلَتْ آيَةُ: ﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ﴾ [العنكبوت: 8] الْآيَةَ قَالَ: وَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى سَعْدٍ، وَهُوَ مَرِيضٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ فَقَالَ: لَا، قَالَ: فَالشَّطْرُ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَأُوصِي بِالثُّلُثِ؟ قَالَ: فَالنَّاسُ يُوصُونَ بِالثُّلُثِ.

تخريج الحديث صحيح مسلم، الجهاد، باب الانفال، رقم: 1748، سنن ترمذی، التفسير، باب وحق سورة العنكبوت، رقم: 3188.

ترجمة الحديث مصعب بن سعد بیان کرتے ہیں سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (فلاں آیت) میرے بارے میں نازل ہوئی اور بسا اوقات مصعب بن سعد نے کہا: میرے والد سے متعلق چار آیات نازل ہوئیں (سعد کہتے ہیں) میں نے غزوۂ بدر کے دن ایک تلوار لی اور میں نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ (تلوار) مجھے نواز دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو جہاں سے لیا ہے وہیں رکھ دیں۔ پھر میں دوبارہ آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ (تلوار) مجھے عطا فرمائیں، کیا میں اس شخص کی طرح (اس کو) چھوڑ دوں جس کو اس کی ضرورت نہیں؟ تو ﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ الْاَنْفَالِ﴾ (الاية) وہ آپ سے غنیمتوں کے بارے میں پوچھتے ہیں یہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت (بغیر "عـــــن" کے) ہے۔ اور کہا: ایک انصاری صحابی نے کھانا تیار کیا اور مہاجرین وانصار میں سے کچھ لوگوں کو (کھانے کی) دعوت دی اور یہ شراب کی حرمت سے پہلے کی بات ہے۔ ہم نے کھانا کھایا، شراب پی اور ہمیں نشہ چڑھ گیا۔ سعد نے ایک آدمی پر فخر کا اظہار کیا تو اس نے اونٹ کے جبڑے کی ہڈی اٹھائی اور اس کے ساتھ سعد کا ناک پھوڑ دیا تو یہ آیت ﴿اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ﴾ "بے شک شراب اور جوا اور شرک کے لیے نصب کردہ چیز......" آخر تک نازل ہوئی۔ اور انہوں نے کہا: کہ سعد کی والدہ نے ان سے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے تجھے صلہ رحمی کا حکم نہیں دیا؟ اللہ کی قسم! میں نہ کھانا کھاؤں گی اور نہ پانی پیوؤں گی حتیٰ کہ تو اللہ کے ساتھ شرک کرے۔ انہوں نے کہا: اس نے کھانا، پینا چھوڑ دیا حتیٰ کہ وہ اس کے منہ کو لکڑی کے ساتھ کھولتے (اور کھلاتے، پلاتے) تو یہ آیت "اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی ......الخ" نازل ہوئی۔ اور مصعب نے کہا: رسول اللہ ﷺ سعد کے پاس تشریف لائے جبکہ وہ بیمار تھے۔ تو سعد نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اپنے سارے مال کی وصیت کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ انہوں نے پوچھا: آدھے کی کر دوں؟ فرمایا: "نہیں" پھر پوچھا: کیا ایک تہائی مال کی وصیت کر دوں؟ فرمایا: اب

لوگ ایک تہائی مال کی وصیت کرتے ہیں۔

شرح الحدیث (1) بدر میں شرکت کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو غیر بدری صحابہ پر فوقیت و فضیلت حاصل ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ اِلٰی أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ، أَوْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ.)) [1]

''بے شک اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو جھانکا اور فرمایا: تم لوگ جیسے عمل چاہو کرو تمہارے لیے جنت واجب ہو چکی ہے یا فرمایا: میں نے تمہیں معاف فرما دیا ہے۔''

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی بدری صحابہ میں سے تھے۔

(2) زمانہ جاہلیت میں جنگوں میں جو لوٹ مار ہوتی وہ لوٹنے والوں کی ہوتی اور جس کے ہاتھ جو آجاتا وہ اس کا مالک تصور ہوتا تھا۔ غزوۂ بدر کفر و اسلام کا پہلا معرکہ تھا جس میں مسلمانوں کو عظیم الشان فتح نصیب ہوئی اور کفار قیدیوں کے علاوہ کثیر مقدار میں مالِ غنیمت بھی حاصل ہوا۔ اس موقع پر مالِ غنیمت کی تقسیم کے سلسلہ میں سب سے پہلے احکامات نازل ہوئے۔

(3) ﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ﴾ کی تفسیر میں مفسرین لکھتے ہیں: "الانفال" یہ "نَفَلٌ" (نون اور فاء کے فتح کے ساتھ) کی جمع ہے جیسا کہ فَرَشٌ کی جمع اَفْرَاشٌ ہے جس کا معنی زائد چیز ہے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ﴾ (بنی اسرائیل: 79) ''اور رات کے کچھ حصے میں پھر اس کے ساتھ بیدار رہ، اس حال میں کہ تیرے لیے زائد ہے۔'' یعنی رات کا قیام فرض نمازوں سے زائد ہے۔ یہ لفظ کئی معنوں میں آتا ہے۔

(i) **مالِ غنیمت**: کیونکہ جہاد کا اصل مقصد تو ثواب اور حصولِ جنت ہے غنیمت تو ایک زائد چیز ہے شاید اسی لیے پہلی امتوں کے لیے غنیمت حلال نہیں تھی۔ اس امت کے لیے ثواب پر مزید غنیمت بھی حلال کر دی گئی۔

(ii) امیر کسی خاص کارنامے پر غنیمت کے حصے سے زائد کسی انعام کا اعلان کر دے یا دینا چاہے تو یہ بھی نفل ہے۔

(iii) مقتول کے پاس جو بھی سامانِ اسلحہ یا سواری وغیرہ ہو وہ قاتل کو دیا جائے اسے ''سلب'' کہتے ہیں یہ بھی نفل ہے۔

---

[1] صحيح بخاری، حديث نمبر: 3983، صحيح مسلم، حديث نمبر: 2494.

(iv) عام جنگ کے علاوہ کچھ دستے جنگ کے لیے جاتے ہوئے یا واپسی پر کسی بستی پر حملہ کے لیے بھیجے جائیں اور وہ غنیمت لے کر آئیں تو وہ پورے لشکر کے لیے ہوگی، مگر اس دستے کو مجموعی غنیمت میں سے الگ زائد حصہ بھی دیا جائے گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاتے وقت چوتھا حصہ اور واپسی پر تیسرا حصہ عطا فرماتے تھے۔

(v) امیر غنیمت کی تقسیم سے پہلے کوئی ایک چیز اپنے لیے چن لے، مثلاً اسلحہ، یا سواری یا لونڈی وغیرہ اسے ''صفی'' بھی کہتے ہیں۔ [1]

(4) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باہم شیر وشکر تھے ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہوتے باہم مجالس کا انعقاد کرتے تھے۔

(5) اسلامی احکامات بتدریج نازل ہوئے۔ شروع اسلام میں شراب کا استعمال حلال اور جائز تھا بعد ازاں اس کی حرمت نازل ہوئی۔

(6) ﴿ إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ ﴾ کی تفسیر میں مفسرین لکھتے ہیں: ''یہ شراب کے سلسلے میں تیسرا اور آخری حکم ہے جس کے بعد وہ قطعی حرام قرار دے دی گئی، اس سے پہلے دو حکم آ چکے تھے، پہلا حکم سورۂ بقرہ آیت نمبر 219 میں اور دوسرا سورۂ النساء آیت نمبر 43 میں مگر ان دونوں آیتوں میں قطعی حرمت کا ذکر نہیں تھا، اس لیے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سورہ بقرہ اور سورہ النساء کی آیات نازل ہونے کے بعد کہا: یا اللہ ہمارے لیے شراب کے بارے میں واضح حکم نازل فرما۔ آخر صریح حرمت کی یہ آیت تین مزید چیزوں کی حرمت کے ساتھ نازل ہوئی۔ [2]

"الخمر" کی تفسیر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔ چنانچہ صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ خَمْرٍ حَرَامٌ)) ''ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے (خواہ کسی بھی چیز سے بنی ہو)۔ [3]

خلافت اسلامیہ کی بربادی کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب یہ ہے کہ بعض علماء نے صرف انگور اور کھجور کی شراب پینے پر حد لازم قرار دی باقی ہر نشہ آور چیز پینے پر حد ختم کر دی، خواہ وہ کسی چیز سے بنی ہو اور خواہ اس سے نشہ کیوں نہ آ جائے، اب جن اسلامی خلافتوں میں ام الخبائث کی کئی قسمیں پینے پر حد معاف ہو وہاں رعایا، لشکر اور خلفاء کا کیا حال ہوگا۔

---

[1] تفسير القرآن الكريم: 721/1 .
[2] سنن نسائی، حديث نمبر: 5542 .
[3] صحيح مسلم، حديث نمبر: 2003 .

مزید برآں: ''اس آیت اور اس سے اگلی آیت سے شراب اور جوئے کی حرمت سات وجھوں سے ثابت ہوتی ہے۔ اسی لیے اسے ''ام الخبائث'' قرار دیا گیا ہے۔

(i) ''رجسٌ'' گندی چیز (ii) عمل شیطان ہے

(iii) ''فاجتنبوہُ'' امر کا صیغہ وجوب کے لیے ہوتا ہے، چنانچہ اس سے اجتناب فرض ہے۔ لہٰذا پینا حرام ہے۔

(iv) ''لعلكم تفلحون'' اس کے ترک سے فلاح کی امید ہے ورنہ نہیں۔

(v) شیطان اس کے ذریعے سے تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈالنا چاہتا ہے اور عداوت اور بغض پیدا کرنے والا ہر کام حرام ہے۔

(vi) اور تمہیں اللہ کے ذکر اور نماز سے روکنا چاہتا ہے۔ یہ بھی اس کی حرمت کی ایک وجہ ہے۔

(vii) ''تو کیا تم باز آنے والے ہو؟'' یہ سوالیہ انداز میں امر ہے اور امر وجوب کے لیے ہوتا ہے۔ لہٰذا صحابہ رضی اللہ عنہم نے سن کر کہا: اِنْتَهَيْنَا ، اِنْتَهَيْنَا یعنی ''ہم باز آ گئے، ہم باز آ گئے۔'' چنانچہ صحابہ نے شراب کے مٹکے توڑ دیے اور شراب گلیوں میں بہنے لگ گئی۔ اتنی صراحتوں کے باوجود کفار کے نمائندے کئی لوگ کہتے ہیں کہ قرآن میں شراب کہاں حرام ہے؟

''المیسر'' علماء نے لکھا ہے کہ جس چیز میں بھی ہار جیت پر شرط لگائی جائے وہ جوا ہے۔ لاٹری، قسمت کی پڑی، انعامی بانڈ، انعامی معمے، انعامی سکیمیں سب جوئے کی قسمیں ہیں۔ کئی ظالم جوئے والی سکیموں پر عمرے یا حج کا انعام رکھ کر لوگوں کو پھنساتے ہیں، یاد رکھیں حرام مال اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا نہ حرام کے ساتھ کی ہوئی عبادت قبول ہوتی ہے۔ انشورنس (بیمہ) سود اور جوئے کا بدترین مرکب ہے۔ بولی والی کمیٹی سراسر سود ہے اور شطرنج وغیرہ میں گو شرط نہ بھی لگائی جائے پھر بھی یہ حرام ہے۔ کیونکہ یہ نماز سے غفلت کا سبب بنتی ہے۔ [1]

(7) اللہ تعالیٰ نے قرآن میں متعدد مقامات پر والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا کیونکہ انہیں سے انسان کا وجود ہوتا ہے۔ باپ خرچ کرتا اور پرورش کرتا ہے جبکہ ماں دودھ پلاتی اور پالتی ہے قرآن میں عام طور پر اللہ رب العزت کے حق کے بعد والدین کے حق کا ذکر کیا گیا ہے۔

(8) والدین اگرچہ مشرک و کافر ہوں تب بھی ان کے ساتھ حسنِ سلوک لازم وضروری ہے۔

(9) والدین کے کہنے پر اللہ کے ساتھ شرک کرنے یا کسی بھی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی اجازت

[1] تفسیر القران الکریم: 1/505-504 بتعدیل .

نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۫ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝﴾

(لقمان : 15)

''اور اگر وہ دونوں تجھ پر زور دیں کہ تو میرے ساتھ اس چیز کو شریک کرے جس کا تجھے کوئی علم نہیں تو ان کا کہنا مت مان اور دنیا میں اچھے طریقے سے ان کے ساتھ رہ اور اس شخص کے راستے پر چل جو میری طرف رجوع کرتا ہے پھر میری ہی طرف تمہیں لوٹ کر آنا ہے۔ تو میں تمہیں بتاؤں گا جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔''

(10) اللہ رب العزت کے بعد والدین انسان کے سب سے بڑے محسن ہیں جب اللہ کے مقابل ان کی بات بھی تسلیم نہیں کی جائے گی تو پھر کسی اور کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے۔ لہٰذا شریعت کا معروف قاعدہ ہے جو ہر شخصیت کے حکم پر لاگو ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ((لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ)) ''خالق کی نافرمانی کی صورت میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔'' [1]

(11) وصیت کے مسائل سے متعلق دیکھیے فوائد حدیث نمبر: 7۔

[44]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ سِمَاكٍ ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ ، عَنْ سَعْدٍ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِ حَدِيثِ أَبِي دَاوُدَ .

تخریج الحدیث مسند ابی عوانه: 103/4، 104، السنن الکبری للبیهقی: 269/6، 291، 285/8، 26/9۔ محقق نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث ہمیں حدیث بیان کی احمد نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی وہب بن جریر نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے سماک سے، انہوں نے مصعب بن سعد سے، انہوں نے سعد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے ابو داؤد کی حدیث کی مانند روایت کیا۔

[45]...... حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ ، حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ ، حَدَّثَنَا مُوسَى الْجُهَنِيُّ ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ، ح عَنْ أَبِيهِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنَّا

[1] معجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر: 14795، صحیح الجامع الصغیر، حدیث نمبر: 7520.

عِـنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ جُـلُـوسًـا فَـقَالَ: أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَكْسِبَ كُلَّ يَوْمٍ أَلْفَ حَسَنَةٍ؟، فَسَـأَلَـهُ رَجُـلٌ مِـنْ جُلَسَائِهِ: كَيْفَ يَكْسِبُ أَحَدُنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ كُلَّ يَوْمٍ أَلْفَ حَسَنَةٍ؟ قَالَ: يُسَبِّحُ مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ، فَيُكْتَبُ لَهُ أَلْفُ حَسَنَةٍ، وَيُحَطُّ عَنْهُ أَلْفُ خَطِيئَةٍ.

تخریج الحدیث صحيح مسلم، الذكر والدعاء، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء، رقم: 2698.

ترجمة الحدیث سیدنا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات سے عاجز ہے کہ روزانہ ایک ہزار نیکیاں کمائے؟ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے ایک شخص روزانہ کس طرح ایک ہزار نیکیاں کما سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ سو بار سبحان اللہ کہے، اس کے لیے ایک ہزار نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور اس کے ایک ہزار گناہ مٹا دیے جائیں گے۔''

شرح الحدیث (1) انسان جسم اور روح سے مرکب ہے مادی چیزیں جسمانی راحت کا باعث بنتی ہیں جبکہ روح کی راحت وتسکین اللہ کے ذکر میں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ؕ﴾ (الرعد: 28)

''جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے اطمینان پاتے ہیں۔ سن لو! اللہ کی یاد ہی سے دل اطمینان پاتے ہیں۔''

(2) قرآن و حدیث میں متعدد اذکار نافعہ بیان ہوئے۔ ایک مسلمان کو ان اذکار کے ذریعے اللہ رب العزت کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

(3) ''سُبْحَانَ اللّٰهِ'' ایک عظیم الشان فضیلت کا حامل ذکر ہے جس میں اللہ کی پاکی کا بیان ہے، سبحان اللہ کا کلمہ روزمرہ کی گفتگو میں اظہار تعجب کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے متعدد مواقع پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے ''سُبْحَانَ اللّٰهِ'' کہا۔ مثلاً سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حالت جنابت میں نبی اکرم ﷺ سے اچانک ملاقات ہوئی تو وہ ایک طرف ہٹ گئے، غسل کرنے کے بعد دربار نبوی میں تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ان سے وجہ دریافت کی تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں جنبی تھا اور اس حالت میں آپ کے ساتھ بیٹھنا پسند نہیں کیا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ، اِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسْ)) ''اللہ پاک ہے! یقیناً

مسلمان نجس نہیں ہوتا ہے۔'' ❶

ہر نماز کے بعد نمازی حضرات کو تینتیس مرتبہ سبحان اللہ کا ذکر کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ ❷

رسول اللہ ﷺ نے ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ'' کے ذکر سے متعلق فرمایا: یہ آسمان وزمین کے درمیان موجود خلا کو پُر کر دیتے ہیں۔ ❸

(4) غیر شرعی ذکر و اذکار اور ان کے لیے سجائی گئی محافل سے اہل ایمان کو اجتناب کرنا چاہیے۔ ہمارے یہاں اہل بدعت کی بہت ساری غیر ثابت شدہ اذکار کے لیے مجالس منعقد ہوتی ہیں جن میں اہل حق کو کسی صورت بھی شرکت نہیں کرنی چاہیے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو مسجد میں قائم ذکر کے حلقوں سے متعلق بتایا گیا تو انہوں نے انہیں خلاف سنت قرار دیتے ہوئے ختم کرنے کا کہا اور ان کے شرکاء کو ڈانٹ پلائی۔ ❹

(5) اعمال صالحہ گناہوں کے لیے کفارہ ہیں مزید فوائد کے لیے دیکھئے حدیث نمبر: 40۔

[46]...... حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ رَجُلٍ مِنْ جُهَيْنَةَ ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِ حَدِيثِ يَعْلَى ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فِي حَدِيثِهِ: يُسَبِّحُ مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ ، فَيُكْتَبُ لَهُ أَلْفُ حَسَنَةٍ ، وَيُحَطُّ عَنْهُ أَلْفُ خَطِيئَةٍ .

تخريج الحديث مسند احمد: 234/2، رقم: 1496۔ شعیب ارناؤط نے اس کی سند کو مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔

ترجمة الحديث مصعب بن سعد کے واسطہ سے نبی اکرم ﷺ سے یعلی کی حدیث کی مانند روایت کیا، البتہ اس حدیث میں یوں کہا: ''وہ سو مرتبہ سبحان اللہ کہے تو اس کے لیے ایک ہزار نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور اس کے ایک ہزار گناہ مٹا دیے جائیں گے۔''

[47]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ

---

❶ صحيح بخاری، حديث نمبر : 283، صحيح مسلم، حديث نمبر : 371.

❷ صحيح بخاری، حديث نمبر : 843، صحيح مسلم، حديث نمبر : 595.

❸ صحيح مسلم، حديث نمبر : 223.

❹ سنن دارمی، حديث نمبر : 210۔ اس کی سند صحیح ہے۔

عَـدِیٍّ ، عَـنْ مُـصْـعَـبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: كُنْتُ إِذَا رَكَعْتُ وَضَعْتُ يَدَيَّ بَيْنَ رُكْبَتَيَّ ، قَالَ: فَـرَآنِی أَبِی سَعْدٌ فَنَهَانِی ، وَقَالَ: إِنَّا كُنَّا نَفْعَلُ هَذَا ثُمَّ نُهِينَا عَنْهُ ، وَأُمِرْنَا أَنْ نَرْفَعَ أَيْدِيَنَا إِلَى الرُّكَبِ .

تخریج الحدیث صـحـيـح مسلم، المساجد، باب الندب الى وضع الابدى على الركب فى الركوع، رقم: 535.

ترجمة الحديث مصعب بن سعد نے بیان کیا، میں جب رکوع کرتا تو اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں کے درمیان رکھتا تھا، میرے باپ سعد رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھا تو انہوں نے مجھے منع کیا اور کہا: ہم اس طرح کرتے تھے پھر ہمیں اس سے روک دیا گیا اور ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھیں۔

شرح الحديث (1) دوران رکوع دونوں ہاتھوں کو ملا کر انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر رانوں کے درمیان رکھنے کا نام ''تطبیق'' ہے۔ رکوع کا یہ طریقہ منسوخ ہو چکا ہے۔

(2) شریعت اسلامیہ کے بعض احکامات جو آغاز میں جائز اور مباح تھے ان سے متعلق نیا حکم آیا جس سے سابقہ عمل منسوخ ہو گیا۔ جو حکم منسوخ ہو چکا ہو اس پر عمل کرنا جائز نہیں ہے۔

(3) سیدنا ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں نماز نبوی کا طریقہ بیان کیا تو اس میں رکوع سے متعلق فرمایا:

((إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَكَـعَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ كَأَنَّهُ قَابِضٌ عَلَيْهِمَا وَوَتَّرَ يَدَيْهِ فَنَحَّاهُمَا عَنْ جَنْبَيْهِ .)) [1]

''رسول اللہ ﷺ نے رکوع کیا تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھے گویا آپ انہیں (مضبوطی سے) پکڑے ہوئے ہیں اور آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو کمان کی تانت کی طرح سیدھا کیا اور انہیں اپنے پہلوؤں سے جدا رکھا۔''

(4) شرعی احکام میں نسخ کی معرفت کا ایک طریقہ اس حدیث میں بیان ہوا ہے کہ ''صحابی کا اس بات کو بیان کر دینا کہ پہلے ہم اس طرح کرتے تھے بعد ازاں ہمیں منع کر دیا گیا۔'' پہلا حکم منسوخ اور بعد والا ناسخ کہلاتا ہے۔

[48]...... حَـدَّثَـنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، أَخْبَرَنِی شُعْبَةُ ، عَنِ الْحَكَمِ ، عَنْ

[1] سنن ترمذی، حدیث نمبر: 260۔ امام ترمذی نے اسے ''حسن صحیح'' اور محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ ح .

تخریج الحدیث صحیح بخاری، المغازی، باب غزوة تبوك وهی غزوة العسرة، رقم: 4416, 3706، صحیح مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، رقم: 2404.

ترجمة الحدیث ہمیں حدیث بیان کی احمد نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی حجاج بن محمد نے، انہوں نے کہا مجھے خبر دی شعبہ نے حکم سے، انہوں نے مصعب بن سعد سے روایت کیا۔ تحویل سند۔

[49]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ قَالَ: سَمِعْتُ مُصْعَبَ بْنَ سَعْدٍ يُحَدِّثُ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ: خَلَّفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، تُخَلِّفُنِي فِي النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ قَالَ: أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى، غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي .

تخریج الحدیث حلية الاولياء: 196/7، السنن الكبرى للبيهقى: 40/9، دلائل النبوة: 220/5، مسند أبو داؤد الطيالسى، ص: 29۔ محقق نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی بن ابی طالب کو غزوہ تبوک کے موقع پر اپنا (مدینہ میں) نائب مقرر کیا تو انہوں نے کہا: کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑ رہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا آپ کو پسند نہیں کہ آپ کو مجھ سے وہی نسبت ہو جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

شرح الحدیث فوائد کے لئے دیکھئے حدیث نمبر: 19۔

[50]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْعَطَّارُ، حَدَّثَنِي الْحَارِثُ بْنُ نَبْهَانَ، حَدَّثَنِي عَاصِمُ بْنُ بَهْدَلَةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: خِيَارُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ، قَالَ وَأَخَذَ بِيَدِي فَأَجْلَسَنِي مَجْلِسِي هَذَا أُقْرِئُ .

تخریج الحدیث سنن ابن ماجه، المقدمة، باب فی فضل من تعلم القرآن وعلمه، رقم: 213، مسند ابی یعلی: 136/2، رقم: 814، سنن دارمی: 437/2، العقيلی الضعفاء: 218/1۔ اس کی سند ضعیف ہے، کیونکہ اس کی سند میں حارث بن نبهان جرمی ضعیف، منکر اور متروک الحدیث راوی ہے۔

ترجمة الحديث مصعب بن سعد نے اپنے والد سے بیان کیا انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے وہ لوگ بہتر ہیں جو قرآن سیکھیں اور سکھائیں۔'' عاصم نے کہا: مصعب نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اس جگہ بٹھایا تا کہ میں قرآن پڑھاؤں۔

[51]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ ، عَنْ طَلْحَةَ ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: رَأَى سَعْدٌ أَنَّ لَهُ فَضْلًا عَلَى مَنْ دُونَهُ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّمَا نُصِرَتْ هَذِهِ الْأُمَّةُ بِضُعَفَائِهِمْ وَبِدَعْوَتِهِمْ وَبِصَلَاتِهِمْ وَإِخْلَاصِهِمْ .

تخريج الحديث صحيح بخارى، الجهاد، باب من استعان بالضعفاء والصالحين فى الحرب، رقم: 2896.

ترجمة الحديث مصعب بن سعد نے بیان کیا کہ سعد رضی اللہ عنہ کا خیال تھا انہیں اپنے سے کمزوروں پر برتری حاصل ہے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً اس امت کی اس کے کمزوروں کے ساتھ مدد کی گئی ہے، ان کی دعاؤں، ان کی نمازوں اور ان کے اخلاص کی وجہ سے۔''

شرح الحديث (1) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا تعلق خاندانِ قریش سے تھا، سابقین اوّلین میں سے ہونے کے ساتھ ساتھ عشرہ مبشرہ میں سے بھی تھے۔ بدر، احد اور حدیبیہ جیسے فضیلت والے غزوات میں بھی شریک رہے۔

(2) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جب کبھی غلطی سرزد ہوتی رسولِ رحمت ﷺ اچھے انداز سے اصلاح فرما دیتے تھے۔ اسی تربیتِ نبوی کا ثمرہ تھا کہ نفوسِ قدسیہ کو رضی اللہ عنہم جیسے شرف سے مشرف کیا گیا۔

(3) تمام انسان برابر ہیں اللہ کے ہاں معیارِ فضیلت تقویٰ ہے۔

(4) اسلام کو شروع میں چند اشراف کے علاوہ زیادہ کمزور لوگوں نے قبول کیا رومی بادشاہ ہرقل نے ابوسفیان سے نبی اکرم ﷺ کے متبعین سے متعلق دریافت کیا: ((أَأَشْرَافُ النَّاسِ اتَّبَعُوْهُ أَمْ ضُعَفَاءُ هُمْ)) ''اس کی اتباع کرنے والے اشراف لوگ ہیں یا کمزور ہیں؟'' تو ابوسفیان نے جواب دیا: ((ضُعَفَاءُ هُمْ)) ''کہ اس کے پیروکار کمزور ہیں۔'' یہ سن کر ہرقل نے کہا: ((هُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ)) ''ضعفاء ہی انبیاء کے اتباع ہوتے ہیں۔'' [1]

---

[1] صحیح بخاری، حدیث نمبر: 7، صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1773.

(5) ضعفاء، انبیاء کے اتباع، مخلص اور سچے ساتھی ہوتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو بھی دعوتِ اسلام کے آغاز میں بلال، صہیب، عمار، یاسر، سمیہ رضی اللہ عنہم جیسے مخلصین کمزور لوگوں کا ساتھ ملا جنھوں نے سب کچھ برداشت کیا لیکن داعی حق کا ساتھ نہیں چھوڑا۔

(6) ضعفاء کو قریب کرنا چاہیے ان کی نمازیں، ان کی دعائیں اور اخلاص، امت کے لیے اکسیر ہے۔

[52]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا بَهْزٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو يَعْفُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُصْعَبَ بْنَ سَعْدٍ يُحَدِّثُ: أَنَّهُ كَانَ يَضَعُ يَدَهُ إِذَا رَكَعَ بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ، قَالَ: فَرَآنِي أَبِي فَنَهَانِي عَنْ ذَلِكَ، فَعُدْتُ الثَّانِيَةَ، فَقَالَ سَعْدٌ: كُنَّا نَفْعَلُ ذَلِكَ فَنُهِينَا عَنْهُ، وَأُمِرْنَا أَنْ نَضَعَ أَيْدِينَا عَلَى الرُّكَبِ.

تخريج الحديث صحيح بخاری، الاذان، باب وضع الاكف على الركب فی الركوع، رقم: 790، صحيح مسلم، المساجد، باب الندب الى وضع الأيدی على الركب فی الركوع، رقم: 535.

ترجمة الحديث مصعب بن سعد نے بیان کیا کہ وہ جب رکوع کرتے تو اپنے ہاتھ گھٹنوں کے درمیان رکھتے تھے۔ وہ کہتے ہیں میرے والد نے مجھے دیکھا تو مجھے اس سے منع کیا۔ میں نے دوبارہ کیا تو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اس طرح کرتے تھے پھر ہمیں اس سے روک دیا گیا اور ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھیں۔

شرح الحديث دیکھئے فوائد حدیث نمبر: 47۔

[53]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْقَيْسِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُصْعَبَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ: كَانَ سَعْدٌ يُعَلِّمُنَا هَذَا الدُّعَاءَ وَيَذْكُرُهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

تخريج الحديث صحيح بخاری، الدعوات، باب التعوذ من عذاب القبر، رقم: 6365.

ترجمة الحديث مصعب بن سعد نے بیان کیا کہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ ہمیں یہ دعا سکھاتے تھے اور اسے نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے: ''اے اللہ! میں بخل (کنجوسی) سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اور میں بزدلی سے تیری پناہ

مانگتا ہوں، اور میں پناہ مانگتا ہوں کہ میں انتہائی بڑھاپے کی طرف پھیرا جاؤں، اور میں تجھ سے دنیا کے فتنوں سے پناہ چاہتا ہوں اور میں تجھ سے قبر کے عذاب سے پناہ چاہتا ہوں۔''

شرح الحدیث (1) والدین کو اپنی اولاد کی شرعی اصولوں کی روشنی میں تربیت کرنا چاہیے۔ والدین کی ذمہ داری ہے کہ اولاد کو نماز، ادعیہ ماثورہ اور دیگر اخلاق حسنہ کی تعلیمات سے بہرہ مند کریں۔

(2) اخلاقِ رزیلہ سے پناہ اور اخلاقِ حسنہ کی توفیق مانگتے رہنا چاہیے۔

(3) دین اسلام میانہ روی کی تعلیم دیتا ہے، اسراف وتبذیر کو ناپسند کیا گیا ہے البتہ بوقت ضرورت خرچ نہ کرنے کی بھی حوصلہ شکنی ہوئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بخل سے پناہ مانگی آپ کو ماننے والا بخیل نہیں ہوسکتا۔

(4) بہادری کو ہر معاشرے میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اسلام نے بھی اس وصف کی حوصلہ افزائی فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِیُّ خَیْرٌ وَاَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِیْفِ .)) ''طاقتور مومن بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کو کمزور مومن کی نسبت زیادہ محبوب ہے۔''[1]

(5) بزدلی کو اسلام نے ناپسند کیا مسلمان کو اس سے پناہ مانگنے کی ہدایت دی گئی ہے۔

(6) وہ بڑھاپا جو انسان کو عاجز ولاچار کردے۔ یادداشت سے محروم کرے، اعضاء کی طاقت سلب کرلے، بندہ ہر کام میں دوسروں کا محتاج ہو اس سے پناہ مانگنی چاہیے۔ کیونکہ ایسی زندگی انسان کے لیے آزمائش بن جاتی ہے۔

(7) مال ودولت، اولاد اور دنیا کی رنگینیاں انسان کو یادِ الٰہی سے غافل کردینے والی چیزیں ہیں۔ مومن کا مقصود ومطلوب آخرت ہے۔ ہر وہ امر جو آخرت سے غافل کرے اس سے خود کو بچانا اور اللہ سے اس سے محفوظ رہنے کی توفیق مانگنا ضروری ہے۔

(8) عذاب قبر برحق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ ہر نماز میں عذاب قبر سے پناہ مانگتے۔

[54]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي عَامِرٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: وَكَانَ سَعْدٌ يَقُولُ: مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا: الدَّجَّالُ .

تخریج الحدیث پچھلی حدیث نمبر: 53 کی تخریج دیکھیں۔

---

[1] صحيح مسلم، حديث نمبر: 2664 .

ترجمة الحديث وہب بن جریر نے مصعب بن سعد کے واسطے سے ابوعامر کی حدیث کی مانند روایت کیا البتہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے۔ دنیا کے فتنے یعنی دجال سے (تیری پناہ چاہتا ہوں)۔

شرح الحديث (1) اس روایت میں دنیا کے فتنے کی وضاحت ہوئی کہ اس سے مراد دجال کا فتنہ ہے۔ یقیناً دجال اس دنیا کا سب سے بڑا فتنہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَا بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ إِلَى قِيَامِ السَّـاعَةِ خَـلْقٌ اَكْبَرُ مِنَ الدَّجَالِ .)) "تخلیق آدم سے لے کر قیامت کے قائم ہونے تک کوئی مخلوق ایسی نہیں جو دجال سے (فتنہ وفساد میں) بڑی ہو۔" ❶

(2) فتنہ دجال سے بچنے کے لیے شرعی امور کا اہتمام کرنا ضروری ہے۔ ان امور شرعیہ میں سے ایک ہر نماز کے آخری تشہد میں فتنہ دجال سے پناہ مانگنا بھی ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ کے ساتھ دعا فرماتے تھے:

((اَلـلّٰهُـمَّ إِنِّـي أَعُـوذُ بِكَ مِـنْ عَـذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا ، وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ .)) ❷

"اے اللہ! میں تجھ سے قبر کے عذاب، جہنم کے عذاب، زندگی وموت کے فتنے اور مسیح الدجال کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

[55]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ ، حَدَّثَنَا مُوسَى الْجُهَنِيُّ ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ عَلِّمْنِي كَلامًا أَقُولُهُ؟ فَقَالَ: قُلْ: **لَا إِلَـهَ إِلَّا اللّٰـهُ وَحْـدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، اللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَـالَـمِينَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ** ، قَـالَ: هَؤُلَاءِ لِرَبِّي ، فَمَا لِي؟ قَالَ: قُلِ: **اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَاهْدِنِي، وَارْزُقْنِي.**

تخريج الحديث صـحـيـح مسلم، الذكر والدعاء، باب فضل التهليل والتكبير والدعاء، رقم: 2696.

ترجمة الحديث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک اعرابی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے

---

❶ صحيح مسلم، حديث نمبر: 2946.

❷ صحيح بخاری، حديث نمبر: 1377، صحيح مسلم، حديث نمبر: 588.

عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کچھ کلمات سکھائیں جنہیں میں (بطور ذکر) پڑھا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: آپ یہ کہا کرو: ''لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، اللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ '' اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور اللہ بڑائی میں سب سے بڑا ہے اور تمام تعریفات بے حد وحساب اللہ ہی کے لیے ہیں اور اللہ تمام جہانوں کا رب ہر قسم کے عیب سے پاک ہے۔ نیکی کرنے کی طاقت اور گناہ سے بچنے کی ہمت اللہ غالب حکمتوں والے کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں۔ اس اعرابی نے کہا: یہ کلمات تو میرے رب کے لیے ہیں، میرے لیے کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، کہو: ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَاهْدِنِي، وَارْزُقْنِي '' ''اے اللہ! مجھے بخش دے، اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق عطا فرما۔''

شرح الحدیث (1) صحابہ کرام اعمال خیر کے حریص تھے رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لاتے آپ سے ذکر واذکار اور اعمالِ صالحہ کی تعلیم لیتے۔ اللہ رب العزت ہمیں بھی ان جیسا نیکی کا جذبہ نصیب کرے۔

(2) اللہ رب العزت کی وحدانیت وعبودیت کا اظہار کرنا، اس کی پاکی بیان کرنا، تسبیح وتحمید کا اہتمام کرنا بہت بڑی غنیمت ہے۔ ان مسنون اذکار کو حرزِ جاں بنا کر ایک مسلمان اللہ کا قرب حاصل کرسکتا ہے۔

(3) اللہ رب العزت سے مغفرت ورحمت اور ہدایت پر استقامت کی دعا کرنی چاہیے۔

(4) اللہ رب العزت ہمارے خالق و مالک ہیں اگرچہ تمام مخلوقات کی طرح انسانوں کے رزق کا بھی بندوبست ہو چکا لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ سے رزق کا سوال کرنا چاہیے اس سے رازق ومرزوق کا تعلق مضبوط ہوتا ہے۔

[56]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ، حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ بَهْدَلَةَ ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْكُلُ فِي قَصْعَةٍ فَفَضَلَتْ فَضْلَةٌ فَقَالَ: يَجِيءُ مِنْ هَذَا الْفَجِّ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَأْكُلُ هَذِهِ الْفَضْلَةَ ، قَالَ سَعْدٌ: وَكُنْتُ تَرَكْتُ أَخِي عُمَيْرًا يَتَوَضَّأُ ، فَقُلْتُ: هُوَ عُمَيْرٌ . فَجَاءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَأَكَلَهَا .

تخریج الحدیث مسند احمد: 216/2، 271، رقم: 1458، 1591، مسند ابی یعلی: 98/2، رقم: 754، مستدرك حاكم: 470/3، رقم: 5859، صحيح ابن حبان، رقم: 7164، سلسلة الصحيحه، رقم: 3317۔ ابن حبان، ذہبی اور محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن میں کھانا تناول فرما رہے تھے کہ کچھ کھانا بچ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس راستے سے ایک جنتی آدمی آئے گا جو یہ بچا ہوا کھانا کھائے گا۔'' سعد نے کہا: میں نے اپنے بھائی عمیر کو وضوء کرتے ہوئے (وہیں) چھوڑا تھا اور میں نے سوچا: وہ عمیر ہوگا (جو آئے گا)۔لیکن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے وہ کھانا کھایا۔

شرح الحديث (1) سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ علمائے یہود میں سے تھے۔ان کو اپنے قبیلے بنوقینقاع میں بڑی عزت ومنزلت حاصل تھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ ہجرت کر کے تشریف لائے تو چند سوالات کے بعد فوراً اسلام قبول کر لیا۔عمر بھر یہودیوں کی مکاریوں اور تورات میں کی جانے والی تحریفات کا پردہ چاک کرتے رہے۔ مدینہ منورہ میں 43 ہجری میں وفات پائی۔

(2) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے نام لے کر انہیں جنت کی بشارت دی۔عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بھی ان خوش نصیبوں میں سے ہیں جنہیں دنیا ہی میں جنت کی بشارت دے دی گئی۔

(3) عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ یہودیوں کے بہت بڑے راہب تھے، جب اسلام قبول کیا تو پھر مسلمانوں کے کبار علماء میں شمار ہونے لگے۔سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت اپنے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں کو وصیت کی تو فرمایا: کتاب وسنت کا علم چار آدمیوں سے حاصل کرو۔سیدنا عویمر ابو درداء، سیدنا سلمان فارسی، سیدنا عبداللہ بن مسعود اور سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہم سے جو پہلے یہودی تھے پھر اسلام لے آئے۔ [1]

[57]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ، حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ ح

تخريج الحديث مسند احمد: 271/2، رقم: 1950۔ سنن ابن ماجه، الكفارات، باب النهی أن يحلف بغير الله، رقم: 2097، سنن نسائی، الايمان والنذور، باب الحلف باللات والعذى، رقم: 3776 ,3777۔ شیخ ارنوؤط رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحديث ہمیں حدیث بیان کی احمد نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابو احمد زبیری نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی اسرائیل نے۔تحویل سند۔

[58]...... وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى ، عَنْ إِسْرَائِيلَ ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: حَلَفْتُ بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى ، فَقَالَ لِي صَاحِبِي: قَدْ

[1] سنن ترمذی، حدیث نمبر: 3804۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

قُلْتَ هُجْرًا ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، إِنَّ الْعَهْدَ قَرِيبٌ حَدِيثٌ وَإِنِّي حَلَفْتُ بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: قُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ ثَلَاثًا ، وَانْفُثْ عَنْ شِمَالِكَ ثَلَاثًا ، وَتَعَوَّذْ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا ، وَلَا تَعُودَنَّ .

تخریج الحدیث مصنف ابن ابی شیبه: 79/3، رقم: 12290 .

ترجمة الحدیث مصعب بن سعد نے اپنے والد سے بیان کیا، انہوں نے کہا: میں نے لات اور عزی کی قسم کھائی تو میرے ساتھی نے کہا: یقیناً تو نے انتہائی غلط بات کی۔ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نیا نیا مسلمان ہوا ہوں اور میں نے لات اور عزی کی قسم اٹھا لی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم تین دفعہ یہ کہو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اور اپنی بائیں جانب تین مرتبہ پھونک مارو اور تین مرتبہ شیطان سے پناہ مانگو اور آئندہ ایسا مت کرنا۔

شرح الحدیث (1) بوقت ضرورت مخاطب کو اپنی بات کا یقین دلانے اور بات میں پختگی پیدا کرنے کے لیے قسم کھانا جائز ہے۔

(2) اللہ رب العزت کے اسماء وصفات کا ذکر کرتے ہوئے قسم کھانا درست ہے۔

(3) اللہ رب العزت کے سوا کسی پیر فقیر، باپ دادا وغیرہ کی قسم کھانا درست نہیں۔

(4) چونکہ اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم اللہ تعالیٰ کی تعظیم و بڑائی کی وجہ سے کھائی جاتی ہے۔ لہٰذا اسی تعظیم و بڑائی کا تصور کرتے ہوئے معبودانِ باطلہ کی قسم اٹھانے سے شرک لازم آتا ہے جس کی دین اسلام میں قطعاً گنجائش نہیں۔

(5) نومسلم کے لیے شرعی احکامات میں کچھ نرمی ہے۔ البتہ غلطی کا فوراً ازالہ اور آئندہ احتیاط لازم ہے۔

(6) دوسرے مذہب میں چلے جانے کی ارادۃً قسم کھانے والوں (اگر میں نے یہ کام کیا تو عیسائی ہوا، اگر میں یوں کہوں تو اللہ کی قسم یہودی وغیرہ جیسے الفاظ) سے متعلق حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ رقم طراز ہیں: ''کہ اگر قسم کھاتے وقت اس کا ارادہ بھی یہی تھا کہ اگر اس نے یہ کام کیا تو وہ کفر کا راستہ اختیار کر لے گا تو وہ فی الفور کافر ہو جائے گا اور اگر اس کا مقصد دین اسلام پر استقامت کا اظہار تھا اور اس کا عزم تھا کہ وہ کبھی کفر کا راستہ اختیار نہیں کرے گا تو وہ کافر تو نہیں ہوگا لیکن اس کے لیے اس نے جو طریقہ اختیار کیا، وہ غلط تھا۔ اس لیے اسے توبہ واستغفار کا اہتمام کرنا چاہیے۔ بلکہ بہتر ہے کہ دوبارہ کلمہ شہادت پڑھ کر تجدید اسلام کر لے۔ [1]

[1] ریاض الصالحین مترجم: فوائد حدیث نمبر: 1710 طبع دارالسلام .

(7) بلاضرورت بات بات پر قسم کھانا شرعاً انتہائی ناپسندیدہ ہے اور ایسی قسم کو ''لغو'' کہتے ہیں۔

(8) نبی اکرم ﷺ ((وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهِ، وَالَّذِیْ نَفْسِی بِیَدِهِ، وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، وَالَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ)) وغیرہ کے کلمات کے ساتھ قسم کھاتے تھے۔

[59]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ سَعْدٍ، فَلَمَّا رَكَعْتُ طَبَّقْتُ يَدَيَّ، ثُمَّ جَعَلْتُهُمَا بَيْنَ فَخِذَيَّ، فَنَهَانِي ثُمَّ قَالَ: إِنَّا كُنَّا نَفْعَلُ هَذَا فَنُهِينَا عَنْهُ، وَأُمِرْنَا أَنْ نَضْرِبَ بِالْأَكُفِّ عَلَى الرُّكَبِ.

تخریج الحدیث سنن دارمی، الصلاۃ، باب العمل فی الرکوع، رقم: 1342، مصنف عبدالرزاق: 176/2، شرح معانی الآثار للطحاوی: 230/1۔ محقق نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث مصعب بن سعد نے بیان کیا کہ میں نے سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب میں نے رکوع کیا تو اپنے ہاتھوں کو ملا کر اپنے رانوں میں رکھ لیا۔ تو انہوں نے مجھے منع کیا پھر فرمایا: ہم یہ عمل کرتے تھے پھر ہمیں اس سے منع کر دیا گیا اور ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم اپنی ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھیں۔

شرح الحدیث دیکھئے فوائد حدیث نمبر: 47۔ وہاں تفصیلاً بیان ہوا کہ تطبیق ابتدائے اسلام میں جائز تھی، بعد ازاں اس سے منع کر دیا گیا اور حدیث میں مذکورہ طریقہ کہ ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھنے کو درست قرار دیا گیا۔ گویا پہلا حکم منسوخ ہو گیا اور دوسرا بعد میں صادر ہونے والا حکم ناسخ ٹھہرا۔

[60]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَصَبْتُ سَيْفًا يَوْمَ بَدْرٍ فَأَعْجَبَنِي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هَبْهُ لِي؟ قَالَ: فَنَزَلَتْ: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ﴾ [الأنفال: 1]))

تخریج الحدیث مسند ابی یعلی: 81/2، رقم: 729، مصنف ابن ابی شیبہ: 357/7، رقم: 36680، الادب المفرد، باب بر الوالد المشرك، رقم: 24۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھے غزوہ بدر کے دن ایک تلوار ملی جو مجھے بہت پسند آئی تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے دیجیے؟ تو یہ آیت ''وہ آپ سے غنیمتوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو کہہ دیجیے غنیمتیں اللہ اور رسول کے لیے ہیں'' نازل ہوئی۔

شرح الحديث دیکھئے فوائد حدیث نمبر: 43۔

[61]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، وَحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْمِنْقَرِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ ، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: دُفِعْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدَهُ فَضْلَةٌ مِنْ طَعَامٍ ، إِمَّا خَزِيرَةٌ وَإِمَّا عَصِيدَةٌ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَيَطْلَعَنَّ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ هَذَا الْفَجِّ يَأْكُلُ هَذِهِ الْفَضْلَةَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ، قَالَ: فَمَرَرْتُ بِعُمَيْرِ بْنِ مَالِكٍ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ ، فَقُلْتُ: هُوَ صَاحِبُهَا ، فَجَعَلْنَا نَتَشَوَّفُ لِشُخُوصِ مَنْ يَطْلُعُ ، فَإِذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَدْ شَخَصَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَا لَهُ بِالْفَضْلَةِ ، فَأَكَلَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَّامٍ

تخريج الحديث مسند ابو يعلى: 75/2، رقم: 721، مسند احمد: 271/2، رقم: 1591، صحيح ابن حبان، رقم: 7164، سلسلة الصحيحة، رقم: 3317، مستدرك الحاكم: 416/3۔ حاکم، ابن حبان، ذہبی اور محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کے پاس کچھ بچا ہوا کھانا تھا وہ خریرہ (گوشت کو آٹے میں ملا کر تیار کیا گیا کھانا) یا عصیدہ (آٹے کا ہریرہ جس کو گھی ملا کر پکایا جائے) تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ضرور تمہارے پاس اس راستے سے ایک آدمی نمودار ہوگا جو اہل جنت میں سے ہے اور وہ یہ بچا ہوا کھانا کھائے گا۔'' سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میں عمیر بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا تھا اور وہ (وہاں) نماز کے لیے وضو کر رہے تھے۔ میں نے خود سے کہا: وہی (عمیر) اس کا حق دار ہوگا۔ ہم انتظار کرنے لگے کہ کون سی شخصیت آتی ہے۔ پس عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے بچا ہوا کھانا منگوایا، اور انہوں نے وہ کھانا تناول کیا۔

شرح الحديث دیکھئے فوائد حدیث نمبر: 56۔

[62]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ، عَنْ سِمَاكٍ ، عَنْ مُصْعَبٍ قَالَ: كَانَ رَأْسُ أَبِي فِي حِجْرِي ، وَهُوَ فِي الْمَوْتِ ، فَبَكَيْتُ ، فَقَالَ لِي: مَا يُبْكِيكَ؟ قُلْتُ: مَكَانُكَ وَمَا أَرَى فِيكَ ، قَالَ: فَلَا تَبْكِ ، فَوَاللّٰهِ لَا يُعَذِّبُنِي اللّٰهُ أَبَدًا وَإِنِّي لَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ .

تخریج الحدیث فضائل الصحابه لاحمد بن حنبل: 754/2، رقم: 1321، الطبقات لابن سعد: 147/3، سیر اعلام النبلاء: 83/3۔ محقق نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث مصعب نے بیان کیا کہ وفات کے وقت میرے والد کا سر میری گود میں تھا اور میں رو پڑا تو انہوں نے مجھ سے کہا: آپ کیوں رو رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا: میں آپ کی موجودہ حالت دیکھ کر رو پڑا۔ تو انہوں نے کہا: آپ مت روئیں اللہ کی قسم! اللہ رب العزت مجھے کبھی بھی عذاب نہیں دیں گے میں یقیناً اہل جنت میں سے ہوں۔

شرح الحدیث (1) سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو بعض وہ خصوصیات حاصل تھیں جن میں وہ ممتاز تھے عربوں میں سب سے پہلے اللہ کے راستے میں انہیں پہلا تیر چلانے کا اعزاز حاصل ہوا۔ [1]

آپ کے بارے میں قرآن کی بعض آیات نازل ہوئیں۔ دیکھئے حدیث نمبر: 43۔

آپ ان چھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے خیال میں ان کے بعد خلافت کے مستحق تھے۔ [2]

(2) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن دس نفوس قدسیہ کو نام لے کر جنت کی بشارت سنائی ان میں سے ایک سیدنا و محبوبنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہیں:

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے یہ دار و رسن کہاں

(3) عزیز و اقارب اور پیاروں کی وفات کے وقت آنکھوں سے آنسوؤں کا آ جانا فطری امر ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لختِ جگر ابراہیم کی وفات ہوئی تو آپ علیہ السلام کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے، صحابہ نے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ)) [3]

''آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، اور دل غم سے نڈھال ہے، لیکن ہم زبان سے وہی کہیں گے جو ہمارے رب کو پسند ہے۔ اے ابراہیم! ہم تیری جدائی سے غمگین ہیں۔''

---

[1] صحیح بخاری، حدیث نمبر: 3728. [2] صحیح بخاری، حدیث نمبر: 3700.

[3] صحیح بخاری، حدیث نمبر: 1303، صحیح مسلم، حدیث نمبر: 2315.

[63]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ زَيْدٍ، عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ دَعَا بِدُعَاءِ يُونُسَ اسْتُجِيبَ لَهُ.

تخریج الحدیث مسند ابی یعلی: 65/2، رقم: 707، مستدرك حاكم: 639/2، رقم: 4127، تفسير ابن كثير (تحقيق عبد الرؤف مهدی) : 388/4۔ حاکم نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے یونس علیہ السلام کی دعا کے ساتھ دعا مانگی تو اس کی دعا قبول کر لی گئی۔

شرح الحدیث (1) سیدنا یونس علیہ السلام اللہ رب العزت کے برگزیدہ نبی ہیں۔ اپنی قوم کو مسلسل دعوت دیتے رہے اور وہ لوگ کفر پر ڈٹے رہے۔ بالآخر اللہ کی اجازت کے بغیر قوم کو چھوڑ کر نکل پڑے جبکہ منصب نبوت کا تقاضا تھا کہ قوم کے کفر کے باوجود انہیں حکم الٰہی کے بغیر نہ چھوڑا جاتا، اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا: ﴿فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ﴾ (القلم: 48) ''اپنے رب کے فیصلے تک صبر کریں اور مچھلی والے کی طرح نہ ہوں۔''

سیدنا یونس علیہ السلام قوم سے نکلے تو سمندری سفر پر روانہ ہوئے اور ایک کشتی میں سوار ہو گئے۔ دورانِ سفر طوفان آیا اور سب مسافروں کے ڈوب جانے کا اندیشہ لاحق ہوا تو بعض لوگوں نے بذریعہ قرعہ سمندر میں چھلانگیں لگائیں ان میں سے یونس علیہ السلام بھی تھے جن کو ایک بہت بڑی مچھلی نے سالم نگل لیا۔ ان اندھیروں میں یونس علیہ السلام ﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۗ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ الفاظ کے ساتھ دعا کرتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے قبول کیا اور یونس علیہ السلام کو غم و پریشانی سے نجات دی۔

(2) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ذوالنون (یونس علیہ السلام) کی دعا جو انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں کی ﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۗ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ کوئی مسلمان آدمی اس کے ساتھ کسی بھی چیز کے بارے میں سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرتے ہیں۔ [1]

[64]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: عَادَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي

[1] سنن ترمذی، حدیث نمبر: 3505، مسند احمد، حدیث نمبر: 1644۔ شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

مَـرَضٍ مَـرِضْتُـهُ ، فَـقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، أُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ؟ قَالَ: لَا ، قُلْتُ: فَالنِّصْفُ؟ قَالَ: لَا ، قُلْتُ: فَالثُّلُثُ؟ قَالَ: نَعَمْ ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ .

تخريج الحديث صحيح مسلم، الوصية، باب الوصية بالثلث، رقم: 1628 .

ترجمة الحديث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری بیماری میں میری تیمار داری کے لیے تشریف لائے تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اپنے سارے مال کی وصیت کر دوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں''۔ میں نے کہا: آدھے کی کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں'' میں نے کہا: تہائی کی کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں اور تہائی بھی بہت زیادہ ہے۔

شرح الحديث دیکھئے فوائد حدیث نمبر: 7۔

[65]...... حَـدَّثَنَا أَحْمَدُ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ هَاشِمِ بْنِ الْبَـرِيـدِ قَـالَ: سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ ذَكَرَهُ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: عَلَى كُلِّ خَلَّةٍ يُطْبَعُ - أَوْ يُطْوَى - الْمُؤْمِنُ إِلَّا الْخِيَانَةَ وَالْكَذِبَ۔ عَلِيٌّ شَكَّ .

تخريج الحديث مسند ابی یعلی: 67/2، رقم: 711، مجمع الزوائد: 92/1، رقم: 328، مسـنـد البزار: 340/3، رقم: 1139۔ ہیثمی نے کہا: اسے بزار اور ابویعلی نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

ترجمة الحديث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب خصلتوں پر مومن کی پیدائش ہوتی ہے سوائے امانت میں خیانت اور جھوٹ والی خصلت کے۔ علی بن ہاشم کو یطبع یا یطوی کے الفاظ میں شک گزرا ہے۔

[66]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ صَاحِبُ الطَّيَالِسَةِ ، حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ ، حَـدَّثَـنَـا هَـارُونُ الْـعَـامِـرِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ مُصْعَبَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ: كَانَ سَعْدٌ جَالِسًا فِي الْـمَسْـجِـدِ ، فَـقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَنْتَ وَاللّٰهِ مِنْ أَئِمَّةِ الْكُفْرِ الَّذِينَ أَذِنَ اللّٰهُ فِي قِتَالِهِمْ ، فَقَالَ: كَـذَبْـتَ ذَاكَ أَبُو جَهْلٍ وَأَصْحَابُهُ ، قَتَلْتُهُمْ أَنَا وَأَصْحَابِي ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا أَبَا إِسْحَاقَ هَذَا وَالـلّٰهِ مِنَ الَّذِينَ قَالَ اللّٰهُ: ﴿هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الـدُّنْيَـا وَهُـمْ يَـحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا﴾ [الكهف: 104] قَـالَ: كَذَبْتَ ، ﴿أُولَئِكَ

الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ﴾ [الكهف: 105]

تخريج الحديث تاریخ دمشق لابن عساکر: 31/4، الجامع الكبير: 217/2، الدر المنثور: 137/4۔ اس کی سند کے تمام راوی ثقہ ہیں سوائے ہارون عامری کے، وہ مجہول راوی ہے۔

ترجمة الحديث مصعب بن سعد بیان کرتے ہیں کہ سعد رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف فرما تھے ان سے ایک آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! آپ ان کفر کے آئمہ میں سے تھے جن سے اللہ تعالیٰ نے قتال کا حکم دیا تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: تو نے جھوٹ بولا وہ ابوجہل اور اس کے ساتھی تھے۔ میں اور میرے ساتھیوں نے ان سے قتال کیا۔ ایک آدمی نے کہا: اے ابواسحاق! اللہ کی قسم یہ شخص ان لوگوں میں سے ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ہم تمہیں بتائیں جو اعمال میں سب سے زیادہ خسارے والے ہیں۔ وہ لوگ جن کی کوشش دنیا کی زندگی میں ضائع ہوگئی اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ ایک اچھا کام کر رہے ہیں۔'' سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے غلط کہا یہ تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات اور اس کی ملاقات کا انکار کیا لہٰذا ان کے اعمال ضائع ہو گئے۔

[67]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ ، عَنْ مُبَشِّرِ بْنِ عُبَيْدٍ ، عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ ، عَنِ الْحَكَمِ ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لا يُقَاتِلْ أَحَدُكُمُ الْأَخْبَثَيْنِ فِي الصَّلَاةِ: الْغَائِطَ وَالْبَوْلَ .

تخريج الحديث الكامل لابن عدى: 2413/6، اس کی سند ضعیف ہے، لیکن اس کی ہم معنی صحیح حدیث موجود ہے۔ دیکھئے: صحیح مسلم، المساجد، باب كراهية الصلاة بحضرة الطعام، رقم: 560.

ترجمة الحديث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص دو ناپاک چیزوں پاخانہ اور پیشاب سے نماز میں مزاحمت نہ کرے۔''

شرح الحديث (1) طہارت نماز کی بنیادی شرطوں میں سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ)) ''نماز کی چابی عبادت ہے اور اللہ اکبر کہنا اس کی تحریمہ (نماز سے منافی امور کو حرام قرار دینے والی) اور سلام کا پھیرنا اس کی تحلیل (دنیاوی امور کو جائز قرار دینا) ہے۔ [1]

---

[1] سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: 61، سنن ترمذی، حدیث نمبر: 30، ارواء الغليل: 8/2۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

(2) اگر کسی شخص کو پیشاب یا پاخانہ کی حاجت ہو تو اس کو فارغ ہو کر نماز کی طرف آنا چاہیے اور اگر دورانِ نماز حاجت پیش آ جائے تو نماز چھوڑ کر قضائے حاجت کے بعد نماز کی ادائیگی کرنا ہوگی۔

[68]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى ، أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ: كَانَ عَطَاءُ أَهْلِ بَدْرٍ أَلْفٍ ، وَكَانَتْ عَطِيَّةُ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ عَشَرَةَ آلَافٍ كُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ ، غَيْرَ ثَلَاثَةِ نِسْوَةٍ: عَائِشَةُ - فَإِنَّ عُمَرَ قَالَ: أُفَضِّلُهَا بِأَلْفَيْنِ لِحُبِّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِيَّاهَا - وَجُوَيْرِيَةُ وَصَفِيَّةُ ، سَبْعَةُ آلَافٍ ، سَبْعَةُ آلَافٍ .

تخريج الحديث مستدرك حاكم: 9/4، رقم: 6724- حاکم نے کہا: یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے۔

ترجمة الحديث سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: بدر میں شریک ہونے والوں کا وظیفہ ایک ہزار تھا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں سے ہر ایک بیوی کا دس ہزار تھا سوائے تین خواتین کے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا، (سے متعلق) عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ان کو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے دو ہزار سے فضیلت دوں گا جبکہ جویریہ اور صفیہ رضی اللہ عنہما کا وظیفہ سات سات ہزار متعین کیا۔

شرح الحديث (1) امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں مثالی نظم ونسق قائم کیا آپ کو مہمات امور سے سابقہ رہا بذاتِ خود اسلامی تعلیمات کی مجسم تصویر تھے، خوف الٰہی رگ و پے میں موود تھا۔ عام مسلمانوں کو ہر طرح کے حقوق دیے۔ صاحب فضل لوگوں کو ان کے رتبے اور شان کے مطابق نوازا آپ کی مجلس شوریٰ اصحاب بدر اور سابقین اوّلین پر مشتمل تھی۔

(2) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ذاتِ نبوی سے والہانہ محبت تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر عمر رضی اللہ عنہ کا جذبات میں آ جانا اسی غلبہ محبت کی وجہ سے تھا۔ نبی علیہ السلام سے محبت کی وجہ سے آپ کے لواحقین سے بھی محبت فرماتے اسی بنا پر بنی ہاشم کو وظائف دیتے ہوئے دیگر قبائل پر مقدم رکھا اور امہات المومنین ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے وظائف عمدہ متعین کیے۔

(3) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے تقاضوں میں سے ہے کہ ہر اس چیز سے محبت کی جائے جس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو محبت تھی۔

(4) رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: آپ کو سب سے زیادہ کس سے محبت ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت ہے۔ ❶

نبی اکرم ﷺ نے ایک موقع پر اپنی پیاری بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ((أَيْ بُنَيَّةُ! اَلَسْتِ تُحِبِّيْنَ مَا أُحِبُّ)) ''اے میری بیٹی! کیا تم اس سے محبت نہیں کرتی جس سے میں کرتا ہوں؟'' تو انہوں نے کہا: جی ہاں کیوں نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((فَأَحِبِّيْ هٰذِهِ)) ''اس (عائشہ رضی اللہ عنہا) سے محبت کرو۔'' ❷

[69]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ الْأَعْمَشِ، وَسَمِعْتُهُمْ يَذْكُرُونَهُ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا ذَكَرَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: التُّؤَدَةُ فِي كُلِّ شَيْءٍ خَيْرٌ إِلَّا فِي عَمَلِ الْآخِرَةِ.

تخریج الحدیث سنن ابی داؤد، الادب، باب فی الرفق، رقم: 4810، مستدرك حاكم: 63/1، 64، سلسلة الصحيحة، رقم: 1794.

ترجمة الحدیث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا۔ اعمش کہتے ہیں مجھے ایسے ہی معلوم ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جلد بازی نہ کرنا ہر چیز میں خیر کا سبب ہے سوائے اس کے کہ آخرت کا کام ہو۔''

شرح الحدیث (1) اللہ رب العزت نے اس دنیا میں ہمیں عارضی زندگی کے ساتھ بھیجا موت کے ساتھ جس کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ آخرت کی زندگی اصل اور دائمی زندگی ہے جس کی راحت بھی ہمیشہ کی اور عذاب بھی دائمی ہیں۔

(2) ہر وہ عمل جس کا فائدہ آخرت میں ہونا ہے اس کے کرنے میں تاخیر درست نہیں کیونکہ موت ایک اٹل حقیقت ہے جس کا وقت متعین نہیں لہٰذا زیادہ سے زیادہ اعمالِ صالحہ بجا لانے میں جلدی اور مسابقت کرنی چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ﴾ (الشوریٰ: 20) ''جو آخرت کی کھیتی کا طلب گار ہے ہم اس کی کھیتی بڑھا دیں گے۔''

---

❶ صحيح بخاری، حديث نمبر: 3662، صحيح مسلم، حديث نمبر: 2384.

❷ صحيح مسلم، حديث نمبر: 2442.

یـــامـن ستـفــارق دنيـــاك　　مـــاذا اعــددت لأخـــراك
هــل كــنــت تـقيـا ونـقبـا　　ام حــب الـدنيــا اعـمـاك

''اے دنیا کو چھوڑنے والے تو نے آخرت کے لیے کیا تیاری کی ہے۔ کیا تو ہر پرہیزگار اور پاکباز ہے یا دنیا کی محبت نے تجھے اندھا کر دیا ہے۔''

(3) دنیوی امور میں سوچ و بچار اور مشاورت سے معاملات انجام دینے میں خیر ہے۔

عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ

عمر بن سعد کی اپنے باپ سے بیان کردہ روایات

[70]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنِ الْعَيْزَارِ بْنِ حُرَيْثٍ ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: عَجِبْتُ مِنْ قَضَاءِ اللَّهِ لِلْمُؤْمِنِ ، إِنْ نَابَهُ خَيْرٌ حَمِدَ رَبَّهُ وَشَكَرَ ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ مُصِيبَةٌ حَمِدَ رَبَّهُ وَصَبَرَ ، وَالْمُؤْمِنُ يُؤْجَرُ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى فِي اللُّقْمَةِ يَرْفَعُهَا إِلَى فِي امْرَأَتِهِ .

تخريج الحديث مسند احمد: 230/2، رقم: 1487، مسند البزار: 16/4، مجمع الزوائد: 95/10، رقم: 16882، مصنف عبدالرزاق: 197/11، عمل اليوم والليلة للنسائی، رقم: 1067۔
علامہ ہیثمی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔ جبکہ شعیب ارنوؤط نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے اللہ کے مومن کے لیے فیصلے پر تعجب ہوا۔ اگر اس کو اچھائی ملے تو وہ اپنے رب کی تعریف کرتا ہے اور اس کا شکر ادا کرتا ہے۔ اور اگر اسے مصیبت آئے تو (بھی) اپنے رب کی تعریف کرتا ہے اور صبر کا مظاہرہ کرتا ہے۔ مومن کو ہر کام میں اجر و ثواب دیا جاتا ہے حتیٰ کہ اس لقمہ میں بھی جو وہ اپنی بیوی کو کھلاتا ہے۔

شرح الحديث (1) اللہ رب العزت نے انسان کو پیدا کیا اور دیگر تمام مخلوقات انسانوں کے فائدے کے لیے بنائیں۔ انسانی زندگی خوشی و غمی سے عبارت ہے۔ ایک مسلمان کو ان دونوں حالتوں میں اللہ سے تعلق جوڑنے کی تلقین کی گئی ہے۔ خوشی و راحت میسر آئے تو اللہ کا شکر بجا لائے اور اگر غم و پریشانی کا سامنا کرنا پڑے تو صبر و استقامت کے ساتھ اللہ کی رضا پر صابر و شاکر اور راضی ہو جائے۔

(2) ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ ۝﴾ (النمل : 40)

''اور جس نے شکر کیا تو وہ اپنے ہی لیے شکر کرتا ہے اور جس نے ناشکری کی تو یقیناً میرا رب بہت بے پرواہ بہت کرم والا ہے۔''

یعنی جو شکر کرتا ہے وہ اللہ کا کوئی فائدہ نہیں کرتا اس کا فائدہ خود اسی کو کیونکہ اس سے اسے مزید نعمتیں حاصل ہوں گی۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ (ابراهيم : 7) ''کہ بے شک اگر تم شکر کرو گے تو ضرور ہی تمہیں زیادہ دوں گا۔'' اور جو اللہ کی نعمتوں کی بے قدری اور ان کا انکار کرتا ہے وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگاڑتا۔ اللہ عزوجل کو نہ بندوں کی کوئی ضرورت یا پروا ہے نہ ان کی عبادت کی، کیونکہ وہ غنی ہے اور اتنے بے حد کرم والا ہے کہ بندوں کے کفر اور ناشکری کے باوجود نعمتیں دیتا ہی چلا جاتا ہے اور فوری گرفت کے بجائے اس نے مہلت دے رکھی ہے تاکہ بندے اس کی طرف پلٹ آئیں۔

(3) مصائب پر صبر سے متعلق دیکھئے فوائد حدیث نمبر: 41۔

(4) دینِ اسلام میں اجر وثواب کے حصول اور اعمالِ صالحہ کو بجالانے کی تاکید کی گئی ہے۔ مؤمن و مسلمان نیکی پر حریص ہوتا ہے اور وہ ہر امر خیر میں اللہ سے اجر کا امیدوار ہوتا ہے۔ نبی کریم علیہ السلام نے بعض لوگوں کی نظروں میں غیر اہم امور کو بھی باعثِ اجر وثواب شمار کیا۔

(5) حسنِ نیت سے کیا جانے والا ہر نیک عمل باعثِ اجر وثواب ہے۔ بلکہ بسااوقات چھوٹا عمل نیت کے اخلاص کی وجہ سے عند اللہ بڑا اور بھاری ہوجاتا ہے اور بعض دفعہ بڑا عمل نیت میں بھرپور اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے بے وقعت ہوجاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تیرا مسلمان بھائی کو خندہ پیشانی سے ملنا صدقہ ہے۔ تیرا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بجالانا صدقہ ہے۔ کسی راستہ بھولے ہوئے کو سیدھا راستہ دکھا دینا بھی صدقہ ہے۔ کسی نابینے کو سیدھی راہ پر چلا دینا بھی صدقہ ہے، راستہ سے پتھر، کانٹا، ہڈی وغیرہ اٹھا دینا بھی صدقہ ہے اور تمہارا اپنے ڈول سے کسی بھائی کے ڈول میں پانی ڈال دینا بھی صدقہ ہے۔ [1]

(6) سیدنا معاویہ بن حیدہ القشیری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیوی کے حقوق دریافت کیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] سنن ترمذی، حدیث نمبر: 1956۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

((اَنْ تُطْعِمَهَا اِذَا طَعِمْتَ ، وَتَكْسُوَهَا اِذَا اكْتَسَيْتَ ، وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهِ ، وَلَا تُقَبِّحْ ، وَلَا تَهْجُرْ اِلَّا فِي الْبَيْتِ .)) ❶

''جب تم خود کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، جب تم پہنو تو اسے بھی پہناؤ، چہرے پر نہ مارو، برا بھلا نہ کہو، اور گھر کے علاوہ اس سے علیحدگی اختیار نہ کرو۔''

[71]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ، حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ ، عَنْ مُجَمِّعٍ قَالَ: كَانَ لِعُمَرَ بْنِ سَعْدٍ إِلَى أَبِيهِ حَاجَةٌ ، فَقَدَّمَ بَيْنَ يَدَيْ حَاجَتِهِ كَلَامًا مِمَّا يُحَدِّثُ النَّاسَ وَيَقُولُونَ: لَمْ يَكُنْ سَمِعَهُ مِنْهُ فِيمَا مَضَى ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ لَهُ: يَا بُنَيَّ قَدْ فَرَغْتَ مِنْ كَلَامِكَ؟ قَالَ: نَعَمْ ، قَالَ: مَا كُنْتَ مِنْ حَاجَتِكَ أَبْعَدَ ، وَلَا أَنَا فِيكَ أَزْهَدَ مِنِّي مُنْذُ سَمِعْتُ كَلَامَكَ هَذَا ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: يَكُونُ قَوْمٌ يَأْكُلُونَ بِأَلْسِنَتِهِمْ كَمَا تَأْكُلُ الْبَقَرَةُ مِنَ الْأَرْضِ .

تخريج الحديث مسند احمد: 242/2، رقم: 1517، سلسلة الصحيحة: 575/2، رقم: 419۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحديث مجمع نے بیان کیا کہ عمر بن سعد کو اپنے باپ سے کوئی حاجت تھی تو اس نے اپنی ضرورت پیش کرنے سے پہلے (تمہیداً) کچھ ایسی باتیں کیں جو عموماً لوگ کرتے ہیں اور ایسی باتیں سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے اس سے پہلے اس سے نہیں سنی تھیں جب وہ بات کر چکا تو سعد رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: اے بیٹے! آپ اپنی بات مکمل کر چکے۔ اس نے کہا: جی ہاں۔ تو انہوں نے کہا: نہ تو اپنی ضرورت سے دور ہے اور نہ ہی تو مجھ سے زیادہ اپنے بارے میں رغبت رکھنے والا ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو اپنی زبانوں سے اس طرح کھائیں گے جیسے گائے (سرسبز) زمین سے کھاتی ہے۔''

شرح الحديث (1) زبان وکلام اور دلائل سے جائز طریقوں کو اختیار کر کے روزی کمانا عیب کی بات نہیں حق گوئی اور راستی سے کام لینے والے وکلا، اساتذہ، علماء و خطباء وغیرہ کی روزی کا زیادہ انحصار ان کی گفتگو پر ہے۔

(2) چرب زبانی کے ذریعے دنیا کمانا، یا کسی غیر مستحق شخص کی ناجائز تعریف اور خوشامد کے ذریعے فوائد

❶ سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: 2142۔ محدث البانی نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

حاصل کرنا، اسی طرح کاروبار میں جھوٹی قسموں، جھوٹ، غلط بیانی کے ساتھ نفع کمانا انتہائی مذموم ہے۔

(3) زبان سے مال کمانے اور لچھے دار گفتگو پر فخر کرنے کو بعض مؤلفین نے علاماتِ قیامت میں سے بیان کیا ہے اور اگر مشاہدہ کیا جائے تو فی زمانہ مختلف کاروباروں کے لیے باقاعدہ ایسے افراد کو ملازمت پر رکھا جاتا ہے جو مارکیٹنگ کرتے ہیں اور سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ بنا کر گاہک کو قائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے دفاتر اور کاروبار ہر شہر میں بکثرت موجود ہیں۔

[72]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا بَدْرُ بْنُ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ: كُنَّا يَوْمًا عُوَّادًا لِسَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ أَوْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ - فَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: بَدْرٌ الَّذِي يَشُكُّ - فِي مَرْضَةٍ مَرِضَهَا فَكُنَّا جُلُوسًا عِنْدَهُ وَهُوَ يُغْمَى عَلَيْهِ، فَتَذَاكَرْنَا الشَّهِيدَ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ، فَقَالَ بَعْضُنَا: مَا نَرَاهُ إِلَّا مَنْ خَرَجَ بِبَدَنِهِ وَسِلَاحِهِ وَنَفَقَتِهِ فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ، فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي ذَلِكَ فَسَمِعَ بَعْضَ مَا كُنَّا فِيهِ، وَأَمْسَكْنَا حِينَ رَأَيْنَاهُ، فَجَلَسَ وَسَأَلَ بِالْمَرِيضِ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا، فَقَالَ: مَا الَّذِي كُنْتُمْ تَخُوضُونَ فِيهِ آنِفًا؟ فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ: إِنَّ شُهَدَاءَ أُمَّتِي إِذًا لَقَلِيلٌ، يُسْتَشْهَدُ بِالْقَتْلِ، وَالطَّاعُونِ وَالْغَرَقِ، وَالْبَطْنِ، وَمَوْتِ الْمَرْأَةِ جُمْعًا - مَوْتُهَا فِي نِفَاسِهَا.

تخریج الحدیث سنن سعيد بن منصور: 277/2، المطالب العاليه لابن حجر: 192/9، رقم: 1911۔ محقق نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

ترجمۃ الحدیث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم ایک دن سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ یا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ۔ عبداللہ کہتے ہیں بدر بن عثمان راوی کو شک ہوا ہے۔ کی بیماری میں ان کی تیمارداری کے لیے ان کے پاس بیٹھے تھے۔ جبکہ ان پر غشی طاری تھی کہ ہم نے اس امت (محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے شہید کا ایک دوسرے سے ذکر کیا۔ ہم میں سے بعض نے کہا: شہید صرف وہ ہے جو (اپنے گھر سے) جسم، اسلحہ اور ضروری اخراجات کے ساتھ نکلا اور اس نے دشمن سے لڑائی کی حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔ اسی دوران رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپ نے ہماری گفتگو جو جاری تھی اس کا کچھ حصہ سنا۔ جب ہم نے آپ ﷺ کو دیکھا تو خاموش ہو گئے۔ آپ ﷺ بیٹھ گئے اور بیمار کا حال دریافت فرمایا پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا: ابھی تم کس سلسلہ میں گفتگو کر رہے تھے؟ صحابہ نے آپ کو

بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تب تو میری امت کے شہید بہت تھوڑے ہوں گے۔ (اللہ کی راہ میں) قتل ہونے والا شہید ہے۔ طاعون کے مرض سے فوت ہونے والا، پانی میں ڈوب جانے والا، پیٹ کی بیماری سے فوت ہونے والا شہید ہے اور بچے کی ولادت سے فوت ہونے والی خاتون (بھی) شہید ہے۔''

شرح الحدیث (1) اللہ رب العزت نے امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو بے شمار امتیازی اوصاف سے نوازا ہے جن میں بعض مخصوص حالات اور بیماریوں میں فوت ہونے والوں کا شہادت کے رتبہ پر فائز ہو جانا بھی ہے۔

(2) میدان جنگ میں دشمن کے مقابل معرکہ میں شہید ہونے والے شہید کے لیے عند اللہ سب سے زیادہ عزت وعظمت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے ہاں شہید کے لیے چھ انعامات ہیں، خون کے پہلے قطرات کے ساتھ ہی اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ اسے جنت میں اس کا ٹھکانہ دکھا دیا جاتا ہے۔ اسے عذاب قبر سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔ وہ (قیامت کے دن) بڑی گھبراہٹ سے محفوظ رہے گا۔ اسے ایمان کا لباس فاخرہ پہنایا جائے گا۔ خوبصورت آنکھوں والی حوروں سے اس کی شادی کر دی جائے گی اور اس کے ستر رشتے داروں کے حق میں اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ ❶

(3) حادثاتی طور پر پانی میں ڈوب کر فوت ہونے والا، پیٹ کی بیماری سے فوت ہونے والے اور زچگی کے دوران فوت ہونے والی عورت کو بھی شہداء میں شمار کیا گیا ہے۔

(4) طاعون سابقہ امتوں کے لیے عذاب اور امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لیے باعثِ رحمت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''طاعون ایک عذاب ہے اللہ جس پر چاہتا اسے مسلط کر دیتا، اہل ایمان کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس کو باعثِ رحمت بنا دیا ہے جب کہیں طاعون پھیلے اور جو مسلمان اپنے شہر میں صبر کرتے ہوئے اللہ سے اجر وثواب کی امید کے ساتھ قیام کرے اور وہ یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جو مصیبت قسمت میں لکھ دی ہے اسے وہی پیش آئے گی تو اللہ کے ہاں (موت کی صورت میں) اسے شہید کا ثواب ملے گا۔ ❷

(5) معرکہ میں قتل ہونے والا شخص حقیقی شہید ہے، جبکہ دوسرے شہداء حکماً ہیں۔ اس اعتبار سے شہادت کی دو قسمیں ہوئیں: (1) شہادت حقیقی اور (2) شہادت حکمی۔

---

❶ سنن ترمذی، حدیث نمبر: 1663، سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: 2799۔ امام ترمذی اور محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، حدیث نمبر: 3474۔

[73]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْقَيْسِيُّ ، حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ زَيْدٍ ، عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ جَاءَهُ ابْنُهُ فَقَالَ: أَعِنْ هٰذَا فَقَدْ حَصَرَهُ قَوْمُكَ - وَعُثْمَانُ مَحْصُورٌ فِي دَارِهِ - فَقَالَ: أَيْ بُنَيَّ فِي الْفِتْنَةِ تَأْمُرُنِي أَنْ أَكُونَ رَأْسًا لَا وَاللّٰهِ حَتّٰى أُعْطَى سَيْفًا إِنْ ضَرَبْتُ بِهِ مُؤْمِنًا نَبَا عَنْهُ، وَإِنْ ضَرَبْتُ بِهِ كَافِرًا قَتَلَهُ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ التَّقِيَّ .

تخريج الحديث مسند احمد: 208، رقم: 1441، سلسلة الصحيحة، رقم: 3514- احمد شاکر اور محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحديث عمر بن سعد سے مروی ہے انہوں نے اپنے والد سے بیان کیا کہ ان کے پاس ان کا بیٹا آیا اور اس نے کہا: ان کی مدد کریں یقیناً ان کا آپ کے لوگوں نے محاصرہ کیا ہوا ہے۔ جبکہ عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں محصور تھے۔ تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اے میرے بیٹے! کیا تو مجھے حکم دیتا ہے کہ میں فتنے کا سردار بن جاؤں، نہیں اللہ کی قسم! نہیں یہاں تک کہ مجھے ایسی تلوار دی جائے کہ اگر میں اس کو مومن پر چلاؤں تو وہ اس سے دور ہو جائے اور اگر میں کافر پر چلاؤں تو اس کو قتل کر دے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا تھا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ مال دار گمنام اور پرہیز گار بندے سے محبت کرتا ہے۔

شرح الحديث دیکھئے فوائد حدیث نمبر: 18۔

[74]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ لَبِيبَةَ قَالَ: خَرَجَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ إِلَى سَعْدٍ فَقَالَ - وَهُوَ بِالْعَقِيقِ -: إِنَّكَ الْيَوْمَ بَقِيَّةُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ شَهِدْتَ بَدْرًا وَلَمْ يَبْقَ فِيهِمْ أَحَدٌ غَيْرُكَ، وَإِنَّمَا هُوَ مُعَاوِيَةُ، فَلَوْ أَنَّكَ أَبْدَيْتَ لِلنَّاسِ نَفْسَكَ، وَدَعَوْتَهُمْ إِلَى الْحَقِّ لَمْ يَتَخَلَّفْ عَنْكَ أَحَدٌ، فَقَالَ سَعْدٌ: أَقْعُدُ حَتّٰى إِذَا لَمْ يَبْقَ مِنْ عُمْرِي إِلَّا ظَمَأُ الدَّابَّةِ أَضْرِبُ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: خَيْرُ الرِّزْقِ مَا يَكْفِي وَخَيْرُ الذِّكْرِ مَا خَفِيَ .

تخريج الحديث مسند احمد: 226/2، رقم: 1477، مسند ابی یعلی: 81/2، رقم: 731- شعیب ارناؤط نے اس کی سند کو ضعیف کہا ہے۔

ترجمة الحديث محمد بن عبدالرحمٰن بن لبیبہ بیان کرتے ہیں کہ عمر بن سعد، سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور

وہ عقیق مقام پر تھے اور عرض کی: بے شک آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ہیں، اور یقیناً غزوۂ بدر میں شریک ہوئے اور اب ان (لوگوں) میں آپ کے علاوہ کوئی بھی (بدری) نہیں اور وہ تو صرف معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اگر آپ خود کو لوگوں کے سامنے پیش کریں اور انہیں حق بات کی دعوت دیں (آپ کی بات سن کر) آپ کی بیعت کرنے سے کوئی بھی پیچھے نہیں رہے گا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بیٹھا رہوں گا حتیٰ کہ میری تھوڑی سی عمر بھی باقی ہو اور لوگوں کو ایک دوسرے سے لڑاؤں (ایسا نہیں کروں گا) بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: بہترین رزق وہ ہے جس سے گزر بسر ہو جائے اور بہترین ذکر وہ ہے جو مخفی ہو۔''

شرح الحدیث (1) سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو اسلام لانے کے بعد دفاع اسلام کی خاطر متعدد غزوات میں شرکت کا موقع ملا، جن میں آپ نے اعدائے اسلام کے خلاف صبر و استقامت سے جنگیں لڑیں۔ ان میں سے ایک غزوۂ بدر ہے جس کی شرکت بجا طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں باعث فخر سمجھی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اہل بدر سے متعلق فرمانِ الٰہی بیان کیا: ((اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ)) ''تم جو چاہو کرو میں تمھیں معاف کر چکا ہوں۔'' [1]

(2) سیدنا سعد رضی اللہ عنہ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد پیدا ہونے والے فتنوں میں غیر جانبدار رہے۔ مدینہ سے دور عقیق مقام پر رہائش پذیر ہو گئے۔ کسی نے ان سے سوال کیا آپ مسلمانوں کے کس گروہ کے ساتھ ہیں تو فرمایا: ((مَا اَنَا مَعَ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا)) میں ان (جمل اور صفین والوں) میں سے کسی کے بھی ساتھ نہیں ہوں۔ [2]

(3) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے عملی زندگی میں اگر کوئی کمی ہوئی ہے تو وہ عند اللہ ایسی صورت میں بھی ماجور ہیں۔ ہمیں ان کی حسنات کو بیان کرنا چاہیے اور ان کے باہم اختلافی امور کو زیر بحث لانے سے اجتناب برتنا ہو گا۔

(4) سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں۔ آپ ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی، مؤمنوں کے ماموں، مسلمانوں کے خلیفہ اور کاتب وحی ہیں۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے محبت اور ان کا ذکر خیر اہل ایمان اور اہل خیر کا شیوہ ہے۔

---

[1] صحيح بخاری، حديث نمبر : 3007، صحيح مسلم، حديث نمبر : 2494.

[2] مستدرك حاكم : 573/3، حديث نمبر : 6126.

إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ

ابراہیم بن سعد کی اپنے باپ سے روایت

[75]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ يُحَدِّثُ ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ: أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى .

تخریج الحدیث صحیح بخاری، فضائل اصحاب النبی، باب مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ، رقم: 3706، صحیح مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ، رقم: 2404.

ترجمة الحدیث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ تجھے میرے ساتھ وہ نسبت ہو جو موسیٰ علیہ السلام کو ہارون علیہ السلام سے تھی۔

[76]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ، حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

تخریج الحدیث تقدم تخریجه برقم: 75.

ترجمة الحدیث ہمیں حدیث بیان کی احمد نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابو النضر ہاشم بن قاسم نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے، انہوں نے کہا مجھے حدیث بیان کی سعد بن ابراہیم نے ابراہیم بن سعد بن مالک سے، انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گذشتہ حدیث کی مانند روایت کیا۔

شرح الحدیث دیکھئے فوائد حدیث نمبر: 19۔

[77]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى ، حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: رَأَيْتُ عَنْ يَمِينِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَشِمَالِهِ يَوْمَ أُحُدٍ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بَيَاضٌ مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ .

تخریج الحدیث صحیح بخاری، المغازی، باب اذ همت طائفتان منکم ان تفشلا، رقم: 4054، صحیح مسلم، الفضائل، باب فی قتال جبریل و مکائیل عن النبی صلی اللہ علیہ

وسلم يوم احد، رقم: 2306.

ترجمة الحديث سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا: میں نے غزوۂ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں اور بائیں جانب دو آدمیوں کو دیکھا جن پر سفید لباس تھا۔ میں نے ان دونوں کو اس سے پہلے اور بعد میں (کبھی) نہیں دیکھا۔

شرح الحديث (1) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں اور بائیں لڑنے والے یہ دونوں افراد درحقیقت جبریل اور میکائیل علیہما السلام تھے۔ [1]

(2) غزوۂ بدر میں اللہ رب العزت نے مسلمانوں کی مدد کے لیے ایک ہزار فرشتے میدانِ بدر میں بھیجے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۝ ﴾

(الانفال: 9)

”جب تم اپنے رب سے مدد مانگ رہے تھے تو اس نے تمہاری دعا قبول کر لی کہ بے شک میں ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ تمہاری مدد کرنے والا ہوں جو ایک دوسرے کے پیچھے آنے والے ہیں۔“

(3) رمضان 2 ہجری میں قریش مکہ کو غزوہ بدر میں عبرت ناک شکست ہوئی۔ انہوں نے بدر کا بدلہ لینے کے لیے شوال 3 ہجری میں ابوسفیان کی زیر قیادت تین ہزار افراد پر مشتمل لشکر جرار کے ساتھ احد کے میدان میں پڑاؤ ڈالا جہاں جنگ احد ہوئی۔

(4) حدیث کے الفاظ کہ ”اس سے قبل اور بعد میں نہیں دیکھا“ کا مفہوم ہے کہ دونوں کو اکٹھے دائیں بائیں لڑتے نہیں دیکھا، وگرنہ بدر میں بھی فرشتے نازل ہوئے تھے اور جبریل علیہ السلام کا نزول بھی ہوا۔

[78]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ ، أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ هَذَا الْوَجَعَ - يَعْنِي الطَّاعُونَ - رِجْزٌ أُنْزِلَ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ ، فَإِذَا أَخَذَ بِأَرْضٍ وَلَسْتُمْ بِهَا فَلَا تَطَوَّهَا حَتَّى يَقْلَعَ عَنْهَا ، وَإِذَا أَخَذَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا .

---

[1] دیکھئے: صحیح مسلم، حدیث نمبر: 2306.

تخریج الحدیث صحیح مسلم، السلام، باب الطاعون والطيرة والكهانة ونحوها، رقم: 2218، مسند أبويعلى : 81/2، السنن الكبرىٰ للبيهقى : 376/3.

ترجمة الحدیث سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً یہ بیماری طاعون ایک عذاب ہے جو تم سے پہلے لوگوں پر بھیجا گیا۔ جب یہ کسی زمین میں (وبا) پھوٹ پڑے اور تم وہاں نہ (رہتے) ہو تو وہاں نہ جاؤں حتیٰ کہ وبا کا خاتمہ ہو جائے اور جب کسی علاقے میں وبا ہو اور تم وہاں رہائش پذیر ہو تو وہاں سے باہر نہ نکلو۔

شرح الحدیث دیکھئے فوائد حدیث نمبر: 10۔

[79]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ ، عَنْ رِيَاحِ بْنِ عُبَيْدَةَ ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ ، مِثْلَهُ .

تخریج الحدیث صحيح بخارى، احاديث الانبياء، باب، رقم: 3473، صحيح مسلم، السلام، باب الطاعون والطيرة والكهانة ونحوها، رقم: 2218.

ترجمة الحدیث ہمیں حدیث بیان کی احمد نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عمرو بن عون نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی خالد نے شیبانی سے، انہوں نے رباح بن عبیدہ سے، انہوں نے عامر بن سعد بن مالک سے گذشتہ حدیث کی مانند روایت کیا۔

[80]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ بُهْلُولٍ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ بْنِ يَزِيدَ بْنِ رُكَانَةَ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ: لَمَّا خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى تَبُوكَ خَلَّفَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَأَتَاهُ بِالْجُرُفِ يَحْمِلُ سِلاحَهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَتُخَلِّفُنِي بَعْدَكَ؟ وَلَمْ أَتَخَلَّفْ عَنْكَ فِي غَزَاةٍ قَطُّ قَالَ: يَا عَلِيُّ ارْجِعْ ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ: إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّكَ مَا خَلَّفْتَنِي إِلَّا اسْتِثْقَالًا بِي قَالَ: يَا عَلِيُّ، أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى ، إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي ، ارْجِعْ فَاخْلُفْنِي فِي أَهْلِي وَأَهْلِكَ، حَتَّى إِذَا سَارَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَجَعَ أَبُو خَيْثَمَةَ ذَاتَ يَوْمٍ إِلَى أَهْلِهِ فِي يَوْمٍ حَارٍّ، فَوَجَدَ امْرَأَتَيْنِ لَهُ فِي عَرِيشَيْنِ لَهُمَا فِي حَائِطٍ قَدْ رَشَّتْ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا

عَرِيشَهَا، وَقَدْ بَرَّدَتْ لَهُ فِيهِ مَاءً، وَهَيَّأَتْ لَهُ طَعَامًا، فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ: رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الضِّحِّ وَالرِّيحِ، وَالْحَرِّ، وَأَبُو خَيْثَمَةَ فِي ظِلٍّ بَارِدٍ، وَمَاءٍ بَارِدٍ، وَطَعَامٍ مُهَيَّأٍ، وَامْرَأَةٍ حَسْنَاءَ، فِي مَالِهِ مُقِيمٌ، مَا هَذَا بِالنَّصَفِ! وَاللّٰهِ لَا أَدْخُلُ عَرِيشَ وَاحِدَةٍ مِنْكُمَا حَتَّى أَلْحَقَ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَهَيِّئَا لِي زَادًا، فَفَعَلَتَا ثُمَّ قَدِمَ نَاضِحَهُ فَارْتَحَلَ، ثُمَّ خَرَجَ فِي طَلَبِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى أَدْرَكَهُ حِينَ نَزَلَ تَبُوكَ، وَقَدْ كَانَ أَدْرَكَ أَبَا خَيْثَمَةَ عُمَيْرُ بْنُ وَهْبٍ الْجُمَحِيُّ يَطْلُبُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ -فَتَرَافَقَا حَتَّى إِذَا دَنَوْا مِنْ تَبُوكَ قَالَ لِعُمَيْرٍ: إِنَّ لِي ذَنْبًا فَلَا عَلَيْكَ أَنْ تَخَلَّفَ عَنِّي حَتَّى أَقْدُمَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَسَارَ حَتَّى انْتَهَى إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ نَازِلٌ بِتَبُوكَ، فَلَمَّا طَلَعَ قَالَ النَّاسُ: هَذَا رَاكِبٌ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: كُنْ أَبَا خَيْثَمَةَ، فَمَا تَأَمَّلَهُ الْقَوْمُ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هَذَا أَبُو خَيْثَمَةَ، فَلَمَّا أَنَاخَ سَلَّمَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَوْلَى لَكَ أَبَا خَيْثَمَةَ، فَقَصَّ عَلَيْهِ خَبَرَهُ، فَدَعَا لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِخَيْرٍ، وَقَالَ لَهُ خَيْرًا . وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ خَرَجَ سَائِرًا وَهُوَ بِالْحِجْرِ، فَلَمَّا نَزَلَهَا وَاسْتَقَى النَّاسُ مِنْ بِئْرِهَا أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ رَاحَ مِنْهَا أَنْ لَا يَشْرَبُوا مِنْ مَائِهَا شَيْئًا وَلَا يُتَوَضَّأَ مِنْهُ، وَمَا كَانَ مِنْ عَجِينٍ عَجَنُوهُ أَنْ يَعْلِفُوهُ الْإِبِلَ، وَنَهَى النَّاسَ عَنْ أَكْلِهِ، وَقَالَ: لَا يَخْرُجَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمُ اللَّيْلَةَ إِلَّا وَمَعَهُ صَاحِبٌ، فَلَمَّا أَمْسَى النَّاسُ فَعَلُوا مَا أَمَرَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَخَرَجَ رَجُلَانِ مِنْ بَنِي سَاعِدَةَ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَذَهَبَ لِحَاجَتِهِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَذَهَبَ فِي طَلَبِ بَعِيرٍ لَهُ، فَأَمَّا الَّذِي ذَهَبَ لِحَاجَتِهِ فَخُنِقَ عَلَى مَذْهَبِهِ، وَأَمَّا الَّذِي ذَهَبَ فِي طَلَبِ بَعِيرِهِ فَاحْتَمَلَتْهُ الرِّيحُ حَتَّى طَرَحَتْهُ فِي جَبَلِ طَيِّءٍ، فَأُخْبِرَ بِذَلِكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: أَلَمْ أَنْهَكُمْ أَنْ يَخْرُجَ رَجُلٌ إِلَّا وَمَعَهُ صَاحِبُهُ، فَدَعَا لِلَّذِي أُصِيبَ عَلَى مَذْهَبِهِ فَشُفِيَ، فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ أَهْدَتْ لَهُ طَيِّءٌ الرَّجُلَ الَّذِي كَانَ وَقَعَ بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ، فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ وَلَا مَاءَ مَعَهُمْ ذَكَرُوا لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَدَعَا فَأَرْسَلَ اللّٰهُ سَحَابَةً فَأَمْطَرَتْ، حَتَّى ارْتَوَوُا النَّاسُ وَاحْتَمَلُوا حَاجَتَهُمْ .

تخریج الحدیث صحیح بخاری، فضائل اصحاب النبی، باب مناقب علی بن ابی

طالب، رقم: 3706، صحيح مسلم، فضائل اصحابة، باب من فضائل على بن ابى طالب، رقم: 2404، سيرة ابن هشام: 174/4، البداية والنهاية لابن كثير: 7/5, 12.

ترجمة الحديث ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے انہوں نے اپنے باپ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ سے تبوک کی طرف روانہ ہوئے تو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین بنایا۔ وہ آپ ﷺ کے پاس جرف مقام سے مسلح ہو کر آئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ مجھے اپنے پیچھے چھوڑ کر جائیں گے؟ جبکہ میں کبھی بھی کسی بھی غزوہ میں آپ سے پیچھے نہیں رہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے علی! واپس چلے جاؤ۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! منافق یہ سمجھیں گے کہ آپ نے مجھے صرف بوجھ سمجھتے ہوئے پیچھے رکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے علی! کیا تجھے پسند نہیں کہ تجھے میرے ساتھ وہ نسبت ہو جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھی۔ مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ آپ واپس جاؤ اور میرے اور اپنے گھر والوں میں جانشینی اختیار کرو۔ جب رسول اللہ ﷺ چلے گئے تو ایک دن ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ سخت گرمی والے دن اپنے گھر آئے تو انہوں نے دیکھا ان کی دو بیویوں نے ان کے لیے باغ میں دو سائبان بنا رکھے ہیں۔ ہر بیوی نے اپنے سائبان میں چھڑکاؤ کر رکھا ہے اور ابوخیثمہ کے لیے پانی ٹھنڈا کیا ہوا ہے اور کھانا تیار کر رکھا ہے۔ جب ابوخیثمہ اندر آئے تو کہا: رسول اللہ ﷺ دھوپ، ہوا اور گرمی میں ہوں اور ابوخیثمہ ٹھنڈے سائے، ٹھنڈے پانی اور تیار شدہ کھانے، خوبصورت بیوی اور اپنے مال کے ساتھ یہاں مقیم ہو؟ ایسا نہیں ہوگا۔ یہ انصاف کی بات نہیں۔ اللہ کی قسم! میں تم میں سے کسی کے بھی سائبان میں داخل نہیں ہوں گا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا ملوں۔ تم دونوں میرے لیے زادِ راہ تیار کرو۔ ان دونوں نے زادِ راہ تیار کیا۔ پھر وہ اپنے اونٹ کے پاس آئے سفر شروع کیا پھر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ملنے کے لیے نکل پڑے اور تبوک پہنچ کر آپ سے جا ملے۔ عمیر بن وہب جمحی راستے میں ابوخیثمہ کے ساتھ شریک ہوئے وہ بھی رسول اللہ ﷺ کے پاس جانا چاہتے تھے۔ وہ دونوں رفیق سفر رہے حتیٰ کہ جب دونوں تبوک کے قریب آ گئے تو ابوخیثمہ نے عمیر سے کہا: میرا ایک گناہ ہے اور تمہارے لیے یہ مناسب ہے کہ مجھ سے اس وقت تک پیچھے رہو جب تک کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں نہ پہنچ جاؤں۔ وہ چلے حتیٰ کہ جب وہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے قریب پہنچ گئے تو لوگوں نے کہا: یہ مسافر (آ رہا) ہے اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوخیثمہ تو ہو جا۔ لوگوں نے بلا تامل کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو ابو خیثمہ ہی ہے۔ جب انہوں نے اونٹ بٹھایا تو آ کر رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابو

خیثمہ! تم تو ہلاکت کے قریب ہو گئے۔'' ابوخیثمہ نے آپ علیہ السلام کو سارا واقعہ سنایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے دعا کے خیر کی اور اس کے حق میں کلماتِ خیر کہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مقام حجر سے گزرے تو وہیں پڑاؤ فرمایا۔ لوگوں نے وہاں کے کنویں سے پانی پی لیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے شام کو کوچ کیا تو فرمایا: اس کنویں کے پانی کو بالکل نہ پینا اور نہ اس سے وضو کرنا اور جو آٹا اس (کے پانی) سے گوندھا ہے وہ اونٹوں کو کھلا دو اور لوگوں کو اس آٹے کی روٹی کھانے سے منع کیا اور فرمایا: ''تم میں سے کوئی بھی رات کو اپنے ساتھی کے بغیر اکیلا نہ نکلے۔ جب شام ہوئی تو لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی۔ لیکن بنو ساعدہ کے دو آدمی، ایک قضائے حاجت کے لیے اور دوسرا اپنے اونٹ کی تلاش میں (اکیلے) نکلے۔ جو قضائے حاجت کے لیے نکلا تھا وہ راستے میں خناق (گلے کی بیماری) کا شکار ہو گیا اور جو اونٹ کی تلاش میں نکلا تھا اسے ہوا نے اٹھا کر طی کے دو پہاڑوں میں پھینک دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں نے تمہیں اس سے روکا نہ تھا کہ کوئی آدمی کسی دوسرے کو ساتھ لیے بغیر نہ نکلے۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے لیے جو خناق میں مبتلا ہوا تھا دعا کی وہ شفایاب ہو گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو (قبیلہ) طی کے ایک آدمی نے اس شخص کو لا کر آپ کے سامنے پیش کیا جو ان کے درمیان جا گرا تھا۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں کے پاس پانی موجود نہ تھا لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات بیان کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی، اللہ تعالیٰ نے ایک بادل بھیج دیا۔ اس سے خوب بارش برسی، حتیٰ کہ لوگ سیراب ہو گئے اور اپنی ضروریات کے لیے پانی محفوظ بھی کر لیا۔

شرح الحديث دیکھئے فوائد حدیث نمبر: 19۔

مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ

محمد بن سعد کی اپنے رب سے بیان کردہ روایت

[81]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ ، عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَأَنْ يَمْتَلِي جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحًا وَدَمًا خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَمْتَلِي شِعْرًا .

تخريج الحديث صحيح مسلم، الشعر، باب فى انشاد الأشعار وبيان أشعر الكلمة وذم الشعر، رقم: 2258.

ترجمة الحديث سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کسی

کے پیٹ کا پیپ اور خون سے بھر جانا بہتر ہے اس سے کہ وہ (کو یہ شرکیہ) اشعار سے بھرا ہو۔''

شرح الحديث (1) کتاب وسنت کی تعلیمات کی عکاسی کرنے والی شاعری کو شریعت نے قابلِ تحسین مقام دیا۔ کفار کو جواب دینے والے اور جہادی اشعار کہنے والے شعراءِ اسلام کی رسول اللہ ﷺ نے بذاتِ خود حوصلہ افزائی فرمائی۔ چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ) کو فرمایا: ''قریش کی ہجو کرو، کیونکہ وہ ان پر تیروں کے چھیدنے سے بھی سخت ہے۔'' ❶

(2) سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((اَلشِّعْرُ بِمَنْزِلَةِ الْكَلَامِ حُسْنُهُ كَحُسْنِ الْكَلَامِ وَقَبِيْحُهُ كَقَبِيْحِ الْكَلَامِ)) ''شعر کلام کی طرح ہیں ان میں جو اچھا ہے وہ اچھے کلام کی مانند ہے اور جو اس میں برا ہے وہ برے کلام کی طرح ہے۔'' ❷

(3) عمرو بن شرید اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھا کہ آپ نے مجھ سے امیہ بن ابی صلت کے اشعار سنانے کی فرمائش کی تو میں نے آپ ﷺ کو اس کے سو شعر سنائے تھے۔ ❸

(4) دین اسلام سے ہٹ کر گمراہ کن، فحاشی بے حیائی پر مبنی عشقیہ شاعری اسلام میں انتہائی ناپسندیدہ ہے حدیث بالا کی وعید ایسی شاعری سے متعلق ہے۔

(5) اللہ تعالیٰ نے بھٹکے ہوئے گمراہ، بے دین، دین بے زار، جذبات کو شر انگیز کرنے والے شعراء کی شدید الفاظ میں مذمت فرمائی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ الشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ؕ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ۙ وَ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ۙ﴾ (الشعراء: 224 تا 226)

''اور شاعروں کے پیچھے گمراہ لگتے ہیں۔ کیا آپ نے دیکھا نہیں وہ (شاعر) ہر وادی میں سر مارتے پھرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں جو وہ کرتے نہیں۔''

يَحْيَى بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ

یحییٰ بن سعد کی اپنے باپ سے روایت

[82]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا

❶ صحيح مسلم، حديث نمبر 2490. ❷ سنن دارقطنی: 274/5، حديث نمبر: 4308.

❸ صحيح مسلم، حديث نمبر: 2255.

قَتَادَةُ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعْدٍ ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِذَا كَانَ الطَّاعُونُ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِذَا كَانَ بِأَرْضٍ وَلَسْتُمْ بِهَا فَلَا تَدْخُلُوهَا .

تخریج الحدیث مسند احمد: 238/2، رقم: 1508، مسند البزار: 34/4، رقم: 1196، مسند ابی یعلی: 52/2، رقم: 691۔ شعیب ارناؤط نے اس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمۃ الحدیث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کسی جگہ طاعون (کی وبا) پھوٹ پڑے اور تم وہاں رہائش پذیر ہو تو وہاں سے نہ نکلو اور جب کسی ایسی جگہ ہو کہ تم وہاں نہیں تو وہاں (وبا والی جگہ) مت جاؤ۔

شرح الحدیث دیکھئے فوائد حدیث نمبر: 10۔

[83]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ ، حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ حَبَّانَ ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعْدٍ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ذُكِرَ الطَّاعُونُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّهُ رِجْزٌ أُصِيبَ بِهِ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ ، فَإِذَا كَانَ بِأَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوهَا ، وَإِنْ كَانَ بِهَا وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا .

تخریج الحدیث مسند احمد: 245/2، رقم: 1527، مسند أبی یعلی: 127/2، رقم: 800، معجم الکبیر للطبرانی: 147,146/1۔ احمد شاکر نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمۃ الحدیث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ کے پاس طاعون کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''بے شک یہ عذاب ہے جس کا تم سے پہلے لوگ شکار ہوئے۔ جب یہ کسی زمین میں ہو تو تم وہاں مت جاؤ اور اگر کسی جگہ طاعون کی وبا پھوٹ پڑی ہے اور تم وہاں ہو تو وہاں سے نہ نکلو۔

شرح الحدیث دیکھئے فوائد حدیث نمبر: 10۔

[84]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ النَّضْرِ ، حَدَّثَنَا عَامِرُ بْنُ خَارِجَةَ بْنِ سَعْدٍ ، عَنْ جَدِّهِ سَعْدٍ أَنَّ قَوْمًا أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَشَكَوْا قَحْطَ الْمَطَرِ ، فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَجْثُوا عَلَى رُكَبِهِمْ وَيَقُولُوا: يَا رَبِّ ، يَا رَبِّ ، وَأَشَارَ بِأُصْبُعِهِ ، قَالَ: فَسَقَوْا حَتَّى أَحَبُّوا أَنْ يُكْشَفَ عَنْهُمْ .

تخریج الحدیث مسند البزار: 64/4، رقم: 1231، مستخرج ابی عوانة: 97/7، رقم: 2583، المعجم الاوسط للطبرانی: 120/6، رقم: 5981، الثقات لابن حبان: 194/5۔ محقق نے کہا: اس کی سند ضعیف ہے کیونکہ عامر بن خارجہ کا اپنے دادا سے سماع ثابت نہیں۔

ترجمة الحدیث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کچھ لوگ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے بارش کے نہ ہونے کی شکایت کی تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ لوگ اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ جائیں اور اے رب! اے رب! کہیں، اور آپ نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا۔ سعد نے کہا: ان پر خوب بارش برسی حتیٰ کہ انہیں یہ خواہش ہوئی کہ بارش رک جائے۔

عَائِشَةُ بِنْتُ سَعْدٍ

عائشہ بنت سعد کی بیان کردہ روایات

[85]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، حَدَّثَنَا جُعَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدٍ أَنَّ أَبَاهَا قَالَ: اشْتَكَيْتُ بِمَكَّةَ شَكْوَى شَدِيدَةً ، فَجَاءَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَعُودُنِي فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنِّي تَرَكْتُ مَالًا وَإِنِّي لَمْ أَتْرُكْ إِلَّا ابْنَةً وَاحِدَةً، فَأُوصِي بِثُلُثَيْ مَالِي وَأَتْرُكُ الثُّلُثَ؟ فَقَالَ: لَا ، قُلْتُ: فَأُوصِي بِالنِّصْفِ وَأَتْرُكُ لَهَا النِّصْفَ؟ قَالَ: لَا ، قَالَ: قُلْتُ: فَأُوصِي بِالثُّلُثِ وَأَتْرُكُ لَهَا الثُّلُثَيْنِ؟ فَقَالَ: الثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَبِيرٌ أَوْ كَثِيرٌ، قَالَ: ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى جَبْهَتِي ثُمَّ مَسَحَ وَجْهِي وَصَدْرِي وَبَطْنِي ، ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا وَأَتْمِمْ لَهُ هِجْرَتَهُ ، قَالَ: فَمَا زِلْتُ أَجِدُ بَرْدَ يَدِهِ عَلَى كَبِدِي فِيمَا يُخَيَّلُ إِلَيَّ حَتَّى السَّاعَةَ .

تخریج الحدیث صحیح بخاری، المرضی، باب وضع الید علی المریض، رقم: 5659.

ترجمة الحدیث عائشہ بنت سعد سے مروی ہے کہ ان کے والد نے بیان کیا کہ میں مکہ مکرمہ میں شدید بیمار ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ میری تیمار داری کے لیے تشریف لائے اور میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں نے مال چھوڑا ہے اور میری وارث صرف ایک بیٹی ہے کیا میں اپنے دو تہائی مال کی وصیت کر دوں اور ایک تہائی کو (بطورِ ترکہ) چھوڑ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں''۔ میں نے عرض کیا: کیا میں آدھے مال کی وصیت کر دوں اور آدھا اس (بیٹی) کے لیے چھوڑ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں''۔ میں نے عرض کیا: کیا میں ایک تہائی کی وصیت کروں اور دو تہائی اس کے لیے چھوڑ دوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایک تہائی (درست ہے)۔

اور ایک تہائی بھی بہت زیادہ ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ میری پیشانی پر رکھا۔ پھر میرے چہرے، سینے اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی: اے اللہ! سعد کو شفا یاب فرما دے اور اس کی ہجرت کو پورا فرما۔ سعد نے کہا: میں آپ کے ہاتھ کی ٹھنڈک اپنے اندر اب بھی محسوس کر رہا ہوں۔''

شرح الحدیث دیکھئے فوائد حدیث نمبر: 7، 8۔

[86]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ، حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُونُسَ ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدَةَ ، عَنِ ابْنَةِ سَعْدٍ ، عَنْ أَبِيهَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: افْتَرَقَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ عَلَى إِحْدَى وَسَبْعِينَ مِلَّةً ، وَلَا تَذْهَبُ اللَّيَالِي وَلَا الْأَيَّامُ حَتَّى تَفْتَرِقَ أُمَّتِي عَلَى مِثْلِهَا - أَوْ قَالَ: عَلَى مِثْلِ ذَلِكَ - كُلُّ فِرْقَةٍ فِي النَّارِ إِلَّا وَاحِدَةً وَهِيَ الْجَمَاعَةُ .

تخريج الحديث السنة لمحمد بن نصر المروزی، رقم: 57، الشريعة للآجری، رقم: 28، الإبانة لابن بطة، رقم: 245۔ اس کی سند میں موسیٰ بن عبیدہ زبدی ضعیف راوی ہے۔لیکن حدیث کے کئی شواہد ہیں جس کی بنیاد پر یہ حدیث درجہ صحت کو پہنچ جاتی ہے۔السنة لابن أبی عاصم : 32/1، الشريعة للآجری، ص : 16، كنز العمال : 209/1، الدر المنثور : 286/2.

ترجمة الحديث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنی اسرائیل اکہتر فرقوں میں بٹ گئے اور دن رات کا خاتمہ نہ ہوگا حتیٰ کہ میری امت بھی اسی طرح فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ ہر فرقہ جہنم میں جائے گا ایک کے علاوہ اور وہ ''جماعۃ'' ہے۔

شرح الحديث (1) نبی اکرم ﷺ نے اپنے بعد رونما ہونے والے واقعات اور حالات سے متعلق متعدد احادیث میں آگاہ فرمایا۔ زبان نبوت کی یہ پیش گوئیاں من وعن پوری ہوئیں اور بعض آئندہ ہوں گی۔ ایسی احادیث کو آئمہ محدثین نے دلائل النبوہ میں سے شمار کیا ہے۔

(2) یعقوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بارہ بیٹے دیے جن میں سے ہر ایک صاحب اولاد ہوا، جو بعد ازاں بنی اسرائیل کہلائے۔ ایک وقت میں بنی اسرائیل روئے زمین کی سب سے زیادہ فضیلت و مرتبہ کی حامل قوم تھی۔ باہم افتراق وانتشار، اختلافات اور دین سے دوری کی وجہ سے وہ غضب الٰہی کے حق دار ٹھہرے اور عزت کی جگہ ذلت ورسوائی نے لی۔

(3) بنی اسرائیل اکہتر یا بہتر گروہوں میں تقسیم ہوئے تو یہ امت تہتر گروہوں میں تقسیم ہوگی۔ ایک ملت، ایک جماعت کے سوا سبھی جہنم میں جائیں گے۔

(4) حق پر موجود جنتی گروہ سے متعلق جب نبی اکرم ﷺ سے سوال ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ((مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِیْ)) ''یہ وہ لوگ ہوں گے جو میرے اور میرے صحابہ کے نقش قدم پر ہوں گے۔'' [1]

(5) عہد نبوی میں آسمان سے قرآن نازل ہوتا اور اسوۂ رسول ﷺ سے اس کی تفسیر ہوتی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہدایت کے انہی دو سرچشموں کتاب وسنت سے فیض یاب ہوتے تھے۔ آج بھی اس عقیدہ و منہج کے حاملین راہ حق پر ہیں اور خالص کتاب وسنت کے پیروکار عنداللہ کامیاب وکامران رہیں گے۔ ؎

وقـد احـكـم الـلّٰــه اٰيـاتـه　　　وكـان الـرسـول عليه دليلا

واوضـح للمسلمين السبيل　　　فـلا تتبـعـن سـواهـا سبيلا

''اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات کو بیان فرمادیا اور رسول اللہ ﷺ اس پر دلیل ہیں، آپ نے مسلمانوں کے لیے سیدھے راستے کو واضح کیا، لہٰذا اس راہ رسول کے سوا کسی اور راستے پر مت چلیں۔''

[87]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ سَعْدٍ تَقُولُ: أَبِي وَاللّٰهِ الَّذِي جَمَعَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْأَبَوَيْنِ يَوْمَ أُحُدٍ.

تخریج الحدیث فضائل الصحاب لاحمد بن حنبل: 750/2، رقم: 1306، مصنف ابن ابی شیبة: 86/12، الطبقات الکبری لابن سعد: 141/3، مصنف عبدالرزاق: 236/11۔ محقق نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث عائشہ بنت سعد کہتی ہیں، اللہ کی قسم! میرے والد وہ ہیں جن کے لیے رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ احد کے دن اپنے والدین کو جمع کیا۔

شرح الحدیث (1) تیر اندازی میدان حرب کا ایک اہم شعبہ تھا جس کے لیے مجاہدین تربیت حاصل کرتے اور تیر اندازوں کی کارکردگی جنگوں کا پانسہ پلٹ دیتی تھی۔

(2) موجودہ دور میں نشانہ بازی جو رائفل، کلاشنکوف، توپ یا ٹینک کا گولہ پھینکنے کی شکل میں یا اس سے ملتی جلتی صورتوں میں موجود ہے مجاہدین کے لیے ان کی تربیت حاصل کرنا اور ان کا استعمال سیکھنا لازم ہے تاکہ اسلام

[1] سنن ترمذی، حدیث نمبر: 2641۔ محدث البانی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔

اور اہلِ اسلام کا بہتر انداز سے دفاع کر سکیں۔

(3) سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ماہر تیر انداز تھے۔ ان کی تیر اندازی کو دیکھ کر نبی کریم علیہ السلام ان پر فدا ہوئے تھے۔

(4) ''میرے ماں باپ تجھ پر قربان'' کے الفاظ حوصلہ افزائی کے طور پر بولے جاتے ہیں۔

(5) سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے علاوہ سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے لیے بھی غزوہ بنو قریظہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے والدین کو جمع فرمایا تھا۔ [1]

[88]...... حَـدَّثَـنَـا أَحْمَدُ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي مُوسَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَـرَنِـي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ أَبِي هِلَالٍ حَدَّثَهُ، عَنْ خُزَيْمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ بِـنْـتِ سَـعْـدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهَا أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَـلَى امْرَأَةٍ، وَبَيْنَ يَـدَيْهَـا نَـوًى أَوْ حَـصًـى تُسَبِّحُ بِهِ، فَقَالَ: أُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ أَيْسَرُ عَلَيْكِ مِنْ هَذَا أَوْ أَفْضَلُ؟ قُـولِـي: سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْأَرْضِ، وَسُبْـحَـانَ الـلّٰـهِ عَـدَدَ مَـا بَيْنَ ذَلِكَ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ مِثْلُ ذَلِكَ، وَالْـحَـمْـدُ لِلَّهِ مِثْلُ ذَلِكَ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ مِثْلُ ذَلِكَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ مِثْلُ ذَلِكَ.

تخريج الحديث سـنـن ابـى داؤد، الصلاة، باب التسبيح بالحصى، رقم: 1500، سنن تـرمـذى، الدعوات، باب فى دعاء النبى وتعوذه، رقم: 3568، صـحـيح ابن حبان، رقم: 837، مستدرك الحاكم: 547/1، أحاديث المختارة: 210,209/3، رقم: 1011,1010۔ ابن حبان، حاکم اور ذہبی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحديث عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص نے اپنے والد سے روایت کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک عورت کے پاس آئے جبکہ اس عورت کے سامنے گٹھلیاں یا کنکریاں تھیں جن کے ساتھ وہ تسبیح پڑھ رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تجھے وہ چیز نہ بتاؤں جو تمہارے لیے اس سے آسان تر یا افضل ہو؟ آپ نے فرمایا: یوں پڑھو، اللہ پاک ہے اس مخلوق کی تعداد کے برابر جو اس نے آسمان میں پیدا کی، اور اللہ کی تسبیح ہے

[1] صحيح بخارى، حديث نمبر: 3720، صحيح مسلم، حديث نمبر: 2416.

اس مخلوق کی تعداد کے برابر جو اس نے زمین میں پیدا کی، اور اللہ کی تسبیح ہے اس مخلوق کی تعداد کے برابر جو ان دونوں کے مابین پیدا کی، اور اللہ کی تسبیح ہے اس مخلوق کی تعداد کے برابر جو وہ پیدا کرنے والا ہے اور اللہ اکبر اسی کے مثل، اور الحمد للہ اسی کے مثل، اور لا الہ الا اللہ اسی کے مثل اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ، اسی کے مثل۔''

شرح الحدیث (1) ذکر الٰہی ایک عظیم عبادت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بکثرت بجالانے کا حکم دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴾ (الاحزاب : 41) ''اے ایمان والو! اللہ کو یاد کرو، بہت یاد کرنا۔''

(2) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے راستے چل رہے تھے۔ ایک پہاڑ ''جمدان'' کے پاس سے گزر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''چلتے رہو، یہ جمدان ہے ''مفرد'' سبقت لے گئے۔'' تو لوگوں نے عرض یارسول اللہ! مفرد لوگوں سے کون مراد ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((اَلذَّاكِرُوْنَ اللّٰهُ كَثِيْرًا وَالذَّاكِرَاتِ)) ''اللہ کو بہت زیادہ یاد کرنے والے مرد اور اللہ کو بہت زیادہ یاد کرنے والی عورتیں۔'' [1]

سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کی ترغیب دی تو فرمایا: ((لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ)) ''تیری زبان ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہے۔'' [2]

(3) کتاب وسنت سے ثابت شدہ مسنون اذکار کرنا اور ان کو اپنے معمولات زندگی میں شامل رکھنا باعث اجر وثواب ہے۔

(4) سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشا فرمایا: ((لَا اِلٰهَ اللّٰهُ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ)) ''اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور اللہ پاک ہے اور اللہ سب سے بڑا ہے اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اور برائی سے پھرنا اور نیکی کرنا اللہ کی قوت کے بغیر ممکن نہیں۔'' یہ کلمات باقیات صالحات (باقی رہنے والی) نیکیاں ہیں۔ [3]

(5) کلمہ ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ'' ایک ذکر اور دعا ہے۔ ہمارے اس کا استعمال عموماً غلط موقع اور

---

[1] صحیح مسلم، حدیث نمبر : 2676.

[2] سنن ترمذی، حدیث نمبر : 3375۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔

[3] السنن الکبریٰ للنسائی، حدیث نمبر : 4066، مستدرك حاکم : 512/1۔ امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا اور ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

محل پر ہوتا ہے کہ جب ہم کسی کو غلط کام کرتے دیکھیں، کسی سے متعلق غلط خبر سنیں تو "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" اپنی زبان سے ادا کرتے ہیں حالانکہ ایسا کرنا درست نہیں ہے۔

[89]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ، عَنْ بَعْضِ وَلَدِ سَعْدٍ أَنَّ سَعْدًا خَرَجَ فَرَأَى عَبِيدًا مِنْ عَبِيدِ الْمَدِينَةِ يَقْطَعُونَ مِنْ شَجَرِ الْمَدِينَةِ، فَسَلَبَهُمْ مَتَاعَهُمْ، فَجَاءُوا إِلَيْهِمْ إِلَى سَعْدٍ، فَقَالُوا: إِنَّ غِلْمَانَكَ أَخَذُوا مَتَاعَ غِلْمَانِنَا فَمُرْهُمْ فَلْيَرُدُّوهُ عَلَيْنَا، فَقَالَ: لَيْسَ غِلْمَانِي أَخَذُوهُ وَلَكِنِّي أَنَا أَخَذْتُهُ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ يَنْهَى عَنْ أَنْ يُقْطَعَ مِنْ شَجَرِ الْمَدِينَةِ وَقَالَ: مَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَلِمَنْ أَخَذَهُ سَلَبُهُ، فَهُوَ شَيْءٌ نَفَّلَنِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَمَا كُنْتُ لِأَرُدَّهُ، وَلَكِنْ سَلُونِي مِنْ مَالِي.

تخریج الحدیث سنن ابی داؤد، الحج، باب فی تحریم المدینة، رقم: 2038، السنن الکبری للبیهقی: 199/5۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے

ترجمة الحدیث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے بیٹے سے مروی ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ باہر نکلے، انہوں نے مدینہ کے کچھ غلاموں کو (حرم) مدینہ میں درخت کاٹتے ہوئے دیکھا۔ تو انہوں نے ان کا سامان چھین لیا۔ ان غلاموں کے مالک سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا: آپ کے غلاموں نے ہمارے غلاموں کا سامان چھین لیا ہے لہٰذا آپ انہیں کہیں کہ وہ ہمیں واپس کر دیں۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے غلاموں نے وہ مال نہیں لیا بلکہ وہ تو میں نے چھینا ہے۔ بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے (حرم) مدینہ کے درختوں سے کچھ بھی کاٹنے سے منع کیا ہے، اور فرمایا ہے: ''جو کوئی ایسا کرے تو جو اسے پکڑ لے اس کا اسباب اسی کا ہے اور وہ سامان تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے دیا ہے لہٰذا میں اسے واپس نہیں کروں گا البتہ تم مجھ سے میرے مال سے کچھ مانگ لو (تو وہ دے دوں گا)۔

شرح الحدیث دیکھئے فوائد حدیث نمبر: 32۔

[90]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ بُهْلُولٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنْ بَعْضِ آلِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: كَانَ سَعْدٌ يَقُولُ: وَاللّٰهِ مَا حَرَصْتُ عَلَى قَتْلِ رَجُلٍ قَطُّ مَا حَرَصْتُ عَلَى قَتْلِ فُلَانٍ، وَإِنْ كَانَ

مَا عَلِمْتُ لَسَيِّءَ الْخُلُقِ مُبْغَضًا فِي قَوْمِهِ ، وَلَقَدْ كَفَانِي مِنْهُ قَوْلُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى مَنْ دَمَّى وَجْهَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، وَقَدْ عَالَتْ عَالِيَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ الْجَبَلَ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اَللّٰهُمَّ إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لَهُمْ أَنْ يَعْلُونَا ، فَقَاتَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَرَهْطٌ مَعَهُ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ حَتَّى أَجْهَضُوهُمْ ، وَنَهَضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى صَخْرَةٍ لِيَعْلُوهَا وَقَدْ كَانَ ظَاهَرَ بَيْنَ دِرْعَيْنِ ، فَلَمَّا ذَهَبَ لِيَنْهَضَ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَنْهَضَ ، فَجَلَسَ طَلْحَةُ تَحْتَهُ فَنَهَضَ فَجَلَسَ عَلَيْهَا ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَوْجَبَ طَلْحَةُ .

تخريج الحديث البر والمغازی لابن اسحاق، ص: 332,331، دلائل النبوة للبیهقی: 265/3، التاریخ للطبری: 519/2.

ترجمة الحديث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اللہ کی قسم! کسی شخص کو قتل کرنے کی مجھے اس قدر حرص نہ تھی جتنی کہ عتبہ بن ابی وقاص کے قتل کی خواہش تھی اور مجھے معلوم تھا کہ وہ برے اخلاق کا مالک اور اپنی قوم میں انتہائی ناپسندیدہ شخص ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کہ جس نے اللہ کے رسول کے چہرے کو خون آلود کیا اللہ کا اس پر شدید غضب نازل ہوگا۔ نے مجھے اس (کے قتل کے خیال) سے مطمئن کر دیا۔ قریش کی ایک جماعت پہاڑ پر چڑھ آئی تو رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: اے اللہ ایسا نہ ہو کہ وہ ہم سے اوپر چڑھیں۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مہاجرین کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ ان حملہ آوروں کا مقابلہ کیا حتیٰ کہ انہیں پہاڑ سے نیچے اتار دیا۔ رسول اللہ ﷺ پہاڑ کی ایک بڑی چٹان پر چڑھنے کے لیے اٹھے جبکہ آپ نے دو زرہ پہن رکھی تھیں اس لیے جب آپ اٹھنے لگے تو نہ اٹھ سکے۔ طلحہ رضی اللہ عنہ نیچے بیٹھ گئے اور آپ ان پر اٹھ کر سوار ہو گئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(اس خدمت گذاری کی وجہ سے) طلحہ رضی اللہ عنہ نے جنت کو واجب کر لیا ہے۔''

شرح الحديث (1) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ ﷺ سے والہانہ عقیدت و محبت تھی۔ اسی محبت کا نتیجہ تھا کہ دشمنانِ رسول انہیں ایک آنکھ نہ بھاتے تھے۔

(2) اللہ کے لیے محبت اور اللہ کے لیے دشمنی ''عقیدہ الولاء والبراء'' اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زندگی بھر اس پر ڈٹے رہے اور اس کی ناقابل فراموش مثالیں قائم کیں ؏

ہو حلقہء یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

(3) حدیث میں موجود واقعہ غزوہ احد کا ہے۔ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کو خدمت نبوی کی وجہ سے جنت کی بشارت حاصل ہوئی۔

[91]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ ـ صَاحِبُ الطَّيَالِسَةِ ـ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ ، أَخْبَرَنِي زِيَادُ بْنُ مِخْرَاقٍ قَالَ: سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ عَبَايَةَ يُكْنَى أَبَا عَبَايَةَ يُحَدِّثُ ، عَنْ مَوْلًى لِسَعْدٍ: أَنَّ سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ سَمِعَ ابْنًا لَهُ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعِيمَهَا وَإِسْتَبْرَقَهَا وَحَرِيرَهَا وَنَحْوَ هَذَا ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَسَلَاسِلِهَا وَأَغْلَالِهَا وَنَحْوَ هَذَا ، فَلَمَّا صَلَّى قَالَ سَعْدٌ: قَدْ سَأَلْتَ اللّٰهَ خَيْرًا كَثِيرًا ، وَتَعَوَّذْتَ مِنْ شَرٍّ عَظِيمٍ ، أَوْ قَالَ كَبِيرٍ ، وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: سَيَكُونُ قَوْمًا يَعْتَدُونَ فِي الدُّعَاءِ ، وَحَسْبُكَ أَنْ تَقُولَ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ . قَالَ أَبُو الْحَسَنِ الْبَاهِلِيُّ: ثَبَّتَنِي فِي هَذَا الْحَدِيثِ بَعْضُ أَصْحَابِنَا فِي قَوْلِهِ: مَوْلًى لِسَعْدٍ ، وَقَالَ لِي هَذَا الرَّجُلُ: إِنَّ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ يَقُولُ: أَبُو نَعَامَةَ مَكَانَ أَبِي عَبَايَةَ ، وَقَالَ غُنْدَرٌ: زَيْدٌ أَبُو عَبَايَةَ مَكَانَ قَيْسٍ .

تخريج الحديث مسند احمد: 229/2، رقم: 1483، مسند ابی یعلی: 71/2، رقم: 715۔ اس کی سند مولیٰ سعد مجہول راوی کی وجہ سے ضعیف ہے۔ حسین سلیم اسد نے اس کی سند کو ضعیف قرار دیا۔

ترجمة الحديث سیدان سعد رضی اللہ عنہ کے غلام بیان کرتے ہیں کہ سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک بیٹے کو سنا وہ کہہ رہا تھا: اے اللہ! میں تجھ سے جنت، اس کی نعمتوں اس کے باریق وموئے ریشم اور اس طرح کی چیزیں مانگتا ہوں اور میں تجھ سے جہنم کی آگ۔ اس کی زنجیروں اور طوقوں وغیرہ سے پناہ چاہتا ہوں۔ جب وہ نماز پڑھ چکے تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: یقیناً تو نے اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ خیر کا سوال کیا اور بہت بڑے شر سے پناہ مانگی ہے اور بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''عنقریب کچھ لوگ ہوں گے جو دعا میں مبالغہ کریں گے۔ تیرے لیے کافی تھا کہ تو کہتا: اے اللہ میں تجھ سے جنت اور ہر اس قول وعمل کا سوال کرتا ہوں جو اس سے قریب کر دے، اور میں تجھ سے جہنم کی آگ اور اس کے قریب کر دینے والے قول وعمل سے پناہ مانگتا ہوں۔''

[92]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي مُوسَى ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ ، حَدَّثَنِي أَبُو صَخْرٍ حُمَيْدُ بْنُ زِيَادٍ ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ ، عَنِ ابْنٍ لِسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ:

سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا، وَسَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ، وَطُوبَى يَوْمَئِذٍ لِلْغُرَبَاءِ، إِذَا فَسَدَ الزَّمَانُ! وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي الْقَاسِمِ بِيَدِهِ، إِنَّ الْإِيمَانَ لَيَأْرِزُ إِلَى الْمَدِينَةِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا .

تخريج الحديث مسند احمد، رقم: 1604، مسند ابی یعلی: 99/2، مجمع الزوائد: 277/7، صحیح ورواة مسلم، رقم: 145، سنن ابن ماجة، رقم: 3986، عن ابی ھریرة رضی اللہ عنہ .

ترجمة الحديث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام اجنبی حالت میں شروع ہوا اور عنقریب دوبارہ اسی حالت میں لوٹ آئے گا اور اس روز اجنبیوں کے لیے مبارک ہے جب حالات بگڑ جائیں گے۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں ابو القاسم ﷺ کی جان ہے۔ بے شک ایمان مدینہ منورہ کی طرف اس طرح سمٹ آئے گا جیسے سانپ اپنی بل کی طرف سمٹ آتا ہے۔

شرح الحديث (1) غریب کا لفظ اجنبی اور غریب الوطن فرد کے لیے بولا جاتا ہے۔ شروع میں اسلام کی کیفیت و حالت بھی اجنبیت والی تھی کہ اسے کوئی جانتا نہ تھا، لوگ اسے قبول کرنے کے لیے تیار نہ تھے۔ چند اشراف کے سوا غرباء وفقراء نے اخلاص کے ساتھ اس کو قبول کیا اور قربانیاں دیں پھر آہستہ آہستہ اس کو استحکام ملا اور اس کی دعوت پوری دنیا میں پھیل گئی۔

(2) جس طرح اسلام کا آغاز غربت سے ہوا اسی طرح ایک وقت آئے گا اسلام اسی غربت میں لوٹ جائے گا۔ جس طرح شروع میں تعداد تھوڑی اور غرباء کی تھی اسی طرح اس کا اختتام بھی ہوگا۔

(3) مدینہ مرکز اسلام و یقین ہے۔ حرمین کو اللہ رب العزت نے قربِ قیامت سے قبل رونما ہونے والے بڑے فتنوں سے محفوظ بنا دیا ہے۔

(4) مدینہ ایک بھٹی کی مانند ہے جو کھرے اور کھوٹے کو الگ کر دیتا ہے۔ لہٰذا اختتامِ عالم پر مدینہ اہلِ ایمان کا اور اسلام کا مرکز ہوگا۔

[93]...... حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ كَثِيرٍ الدَّوْرَقِيُّ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيبًا، وَسَيَعُودُ غَرِيبًا، طُوبَى لِلْغُرَبَاءِ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَنِ الْغُرَبَاءُ؟ قَالَ: النُّزَّاعُ مِنَ الْقَبَائِلِ .

تخریج الحدیث سنن ترمذی، الایمان، باب الاسلام بدأ غریبا وسیعود کما بدأ، رقم: 2629، سنن ابن ماجه، الفتن، باب بدأ الاسلام غريبًا، رقم: 3988، شرح السنة: 118/1۔ امام ترمذی نے اسے ''حسن صحیح'' کہا اور علامہ بغوی اور محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً اسلام اجنبی حالت میں شروع ہوا اور عنقریب دوبارہ اجنبی ہو جائے گا تو اجنبیوں کو مبارک ہو۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! اجنبی کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قبائل سے الگ ہونے والے۔''

شرح الحدیث دیکھئے فوائد حدیث نمبر 92 اور حدیث نمبر 51۔

[94]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ الطَّائِفِيُّ ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَوْسٍ ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ هُرْمُزَ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: أَحَبُّ شَيْءٍ إِلَى اللّٰهِ الْغُرَبَاءُ قَالَ: قِيلَ لَهُ: مَنِ الْغُرَبَاءِ؟ قَالَ: الْفَرَّارُونَ بِدِينِهِمْ يُجْمَعُونَ إِلَى عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

تخریج الحدیث حلية الاولياء لأبي نعيم: 25/1، الزهد لاحمد بن حنبل، ص: 77 ، تفسير ابن كثير: 306/6، سلسلة الضعيفة، رقم: 1859 .

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا: اللہ کے ہاں محبوب ترین چیز اجنبیت ہے، ان سے پوچھا گیا: غرباء کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ''اپنے دین کو لے کر قیامت کے روز عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی طرف بھاگنے والے (لوگ غرباء ہیں)۔

[95]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الدَّسْتُوَائِيُّ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ ، عَنِ الْحَضْرَمِيِّ بْنِ لَاحِقٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ قَالَ: سَأَلْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ عَنِ الطِّيَرَةِ فَانْتَهَرَنِي وَقَالَ: مَنْ حَدَّثَكَ فَكَرِهْتُ أَنْ أُحَدِّثَهُ مَنْ حَدَّثَنِي فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَ، إِنْ تَكُنِ الطِّيَرَةُ فِي شَيْءٍ فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالدَّارِ ، وَإِذَا سَمِعْتُمْ بِالطَّاعُونِ بِأَرْضٍ فَلَا تَهْبِطُوا عَلَيْهِ ، وَإِذَا كَانَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَفِرُّوا مِنْهُ .

تخریج الحدیث سنن ابی داؤد، الطب، باب فی الطيرة، رقم: 3921، مسند احمد:

258/2، رقم: 1554، مسند ابی یعلی: 106/2، رقم: 766۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔ جبکہ حسین سلیم اسد نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔

ترجمة الحديث سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے کہا: میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بدشگونی سے متعلق سوال کیا: تو انہوں نے مجھے ڈانٹا اور پوچھا: آپ کو (اس سے متعلق) کس نے بیان کیا؟ میں نے اس کا بتانا ناپسند کیا جس نے مجھے بیان کیا تھا۔ پھر انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، نہ بدشگونی ہے اور نہ ہی کسی مردے کی کھوپڑی میں سے کوئی الو وغیرہ نکلتا ہے۔ اور اگر بدشگونی ہوتی تو وہ گھوڑے، عورت اور گھر میں ہوتی۔ اور جب تم کسی علاقے سے متعلق طاعون (کی وباء پھوٹ جانے) کی بات سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب کسی علاقے میں طاعون کی وبا پیدا ہو جائے اور تم وہاں رہائش پذیر ہو تو وہاں سے مت بھاگو۔

شرح الحديث (1) اہلِ عرب میں توہمات عام تھیں جن کا سبب عقیدے کی کمزوری تھی۔ دینِ اسلام نے ٹھوس اور مضبوط عقیدہ دیا جس کی وجہ سے مسلمان توہمات کے چنگل سے باہر آئے۔

(2) نبی کریم علیہ السلام نے عرب معاشرے میں رائج بدعقیدگی اور غلط نظریات کی بیخ کنی فرمائی۔ جس کی وجہ سے اہلِ اسلام عقیدہ و عمل میں مثال بن کر ابھرے۔

(3) بیماری بذاتِ خود متعدی نہیں بلکہ سب کچھ بامر اللہ انجام پاتا ہے جس کے نصیب جو خیر ہے وہ اسے ملے گی اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جس کے نصیب میں جو دکھ یا بیماری لکھی ہے اسے کوئی ٹال نہیں سکتا۔

(4) کسی بھی چیز سے متعلق برا شگون لینا درست نہیں جس طرح ہمارے ہاں بعض لوگ کسی جانور کے آگے سے گزرنے یا کسی بھی فرد سے متعلق برا شگون لے لیتے ہیں اسی طرح بعض ایام اور بعض مہینوں کو شادی بیاہ یا کاروبار شروع کرنے کے لیے نامناسب خیال کیا جاتا ہے یہ سب توہمات ہیں جن کی شریعت میں اجازت نہیں۔

(5) اگر کوئی شخص قتل ہو جاتا اور اس کا بدلہ نہ لیا جاتا تو اہل عرب یہ سمجھتے تھے کہ مردے کی کھوپڑی سے ایک پرندہ نکل کر اس کے اوپر منڈلاتا رہتا ہے وہ اس کو ''ھام'' کا نام دیتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بھی نفی فرمائی کہ اس کی کچھ حقیقت نہیں ہے۔

(6) ''اگر نحوست کسی چیز میں ہوتی تو وہ گھوڑے عورت اور گھر میں ہوتی'' معلوم ہوا نحوست و بدشگونی نہیں ہے۔

(7) طاعون اور اس سے متعلقہ مسائل کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر 10۔

[96]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ، أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ ، أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِكْرِمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ لَبِيبَةَ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ ، عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنَّا نُكْرِي الْأَرْضَ بِمَا عَلَى السَّوَاقِي مِنَ الزَّرْعِ ، وَبِمَا يَسْعِدُ مِنَ الْمَاءِ فَنَهَانَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ، وَأَمَرَنَا أَنْ نُكْرِيَهَا بِذَهَبٍ أَوْ وَرِقٍ .

تخريج الحديث سنن ابی داؤد، البیوع، باب فی المزارعة، رقم: 3391، سنن نسائی، المزارعة، باب ذکر الاحادیث المختلفة فی النهی عن کراء الارض بالثلث والربع ...... الخ، رقم: 3925، مسند احمد: 253/2، رقم: 1542، مسند ابی یعلی: 133/2، رقم: 811۔ حسین سلیم اسد اور محدث البانی نے اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم اپنی زمینیں کرائے پر یہ طے کر کے دیا کرتے تھے کہ جو نالیوں پر پیدا ہوگا یا جس حصے کو از خود پانی پہنچتا ہو۔ (وہ مالک کا ہوگا)۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے منع کر دیا اور ہم کو حکم دیا کہ ہم سونے اور چاندی کے بدلے کرایہ پر دیں۔

شرح الحديث (1) اگر زمیندار زمین کا خاص حصہ اپنے لیے مقرر کرے اور اس حصہ کی فصل کے عوض زمین کرائے پر دے تو ایسا کرنا ناجائز ہے۔ البتہ مجموعی پیداوار سے ثلث، ربع یا نصف وغیرہ ہر معاملے طے ہو جائے تو یہ جائز ہے۔

(2) زمین کو متعین رقم کے عوض ٹھیکہ پر دینا بھی جائز ہے۔

(3) سونے اور چاندی میں یہ وصف ہے کہ یہ بطور قیمت شروع سے مقرر چلے آ رہے ہیں۔ دینار و درہم بھی ان ہی کے بنتے تھے۔ دینار سونے جبکہ درہم چاندی کا سکہ ہوتا تھا۔

[97]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يُحَدِّثُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ جَمَعَ لَهُ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ .

تخريج الحديث صحیح بخاری، فضائل اصحاب النبی، باب مناقب سعد بن ابی وقاص، رقم: 3725، صحیح مسلم، فضائل الصحابة، باب فی فضل سعد بن ابی

وقاص رضی اللہ عنہ ، رقم : 2412.

ترجمة الحديث سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے غزوۂ احد کے دن اپنے دونوں والدین کو جمع کیا۔

شرح الحديث فوائد کے لیے دیکھئے حدیث نمبر: 87۔

[98]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ قَيْسٍ السَّكُونِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ هَاشِمَ بْنَ هَاشِمٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: مَا أَسْلَمَ أَحَدٌ فِي الْيَوْمِ الَّذِي أَسْلَمْتُ فِيهِ ، وَلَقَدْ مَكَثْتُ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَإِنِّي لَثُلُثُ الْإِسْلَامِ .

تخريج الحديث صحيح بخاری، فضائل اصحاب النبی، باب مناقب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ، رقم: 3727.

ترجمة الحديث سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے مروی ہے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: جس دن میں نے اسلام قبول کیا، اس دن کسی اور شخص نے اسلام قبول نہیں کیا: سات دن تک میں مسلمانوں کی تعداد کا ایک تہائی رہا ہوں۔

[99]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ الزُّهْرِيُّ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّهُ قَالَ: مَا أَسْلَمَ أَحَدٌ فِي الْيَوْمِ الَّذِي أَسْلَمْتُ فِيهِ ، وَلَقَدْ مَكَثْتُ سَبْعَ لَيَالٍ ثُلُثَ الْإِسْلَامِ مَا أَسْلَمَ أَحَدٌ .

تخريج الحديث پچھلی حدیث نمبر 98 کی تخریج دیکھیں۔

ترجمة الحديث سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے مروی ہے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، جس دن میں نے اسلام قبول کیا اس دن کسی اور شخص نے اسلام قبول نہیں کیا، سات دن تک میں مسلمانوں کی تعداد کا ایک تہائی دیا۔ (اس دوران) کوئی بھی مسلمان نہ ہوا۔

شرح الحديث (1) معلوم ہوا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سابقین اوّلین میں سے ہیں اور سبقتِ اسلام بجا طور پر باعثِ فخر ہے۔

(2) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سعد رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان اسلام کے اظہار سے متعلق ہے کیونکہ آغاز میں جو لوگ مسلمان ہوتے اپنے اسلام کو ظاہر نہیں کرتے تھے۔ ممکن ہے دیگر دو سے ان کی مراد سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا

ابوبکر رضی اللہ عنہما یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوں، اور یہ یقینی امر ہے کہ ان سے قبل ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اسلام لا چکی تھیں یا شاید انہوں نے مردوں کو شمار کیا ہو۔ [1]

[100]...... حَـدَّثَـنَـا أَحْـمَـدُ، حَـدَّثَـنَا أَبُو ظُفُرٍ عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ مُطَهَّرٍ ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُـلَيْمَانَ ، عَنْ حَرْبِ بْنِ شَدَّادٍ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِى وَقَّـاصٍ قَـالَ: لَمَّا غَزَا رَسُولُ اللّٰهِ غَزْوَةَ تَبُوكَ خَلَّفَ عَلِيًّا بِالْمَدِينَةِ ، فَقَالُوا فِيهِ: مَلَّهُ وَكَرِهَ صُـحْبَتَـهُ ، فَبَلَغَ ذَلِكَ عَلِيًّا فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ حَتَّـى لَـحِـقَهُ ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، خَلَّفْتَنِى بِـالْمَدِينَةِ مَعَ الذَّرَارِى وَالنِّسَاءِ ، حَتَّى قَالُوا: مَلَّهُ وَكَرِهَ صُحْبَتَهُ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: يَا عَـلِـيُّ ، إِنَّـمَـا خَـلَّفْتُكَ عَلَى أَهْلِى ، أَمَا تَرْضَى يَا عَلِيُّ أَنْ تَكُونَ مِنِّى بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى ، إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِى .

تخریج الحدیث السنن الكبرى للنسائى: 307/7، رقم: 8082، مسند ابى يعلى: 86/2، رقم: 738۔ دارقطنی نے اسے متابعات کی بناء پر ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کیا تو علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں جانشین نامزد کیا، تو کچھ لوگوں نے اس سلسلہ میں (باتیں کی اور) کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پیچھے چھوڑ دیا اور ان کو ساتھ لے جانا پسند نہیں کیا ہے۔ یہ بات علی رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے (ساتھ جانے کے لیے) جا ملے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے مجھے بچوں اور عورتوں کے ساتھ پیچھے چھوڑ دیا ہے حتیٰ کہ کچھ لوگوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پیچھے چھوڑ دیا ہے اور ساتھ لے جانا اچھا نہیں سمجھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے علی! میں نے تجھے اپنے گھر والوں کے پاس چھوڑا ہے۔ اے علی! کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ تیری میرے ساتھ وہی نسبت ہو جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

[101]...... حَـدَّثَـنَـا أَحْـمَدُ ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، أَخْبَرَنِى عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ قَالَ: قُلْتُ لِسَعْدِ بْنِ أَبِى وَقَّاصٍ إِنَّ فِيكَ حِدَةً ، حَدَّثَنِى بِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ فِى عَلِيٍّ قَالَ: نَعَمْ ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِى عَلِيٍّ: أَنْتَ مِنِّى بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى .

---

[1] فتح البارى: 84/7.

تخریج الحدیث مسند احمد: 213/2، رقم: 1490، مسند الحمیدی: 38/1، حلیة الاولیا لأبی نعیم: 195/7، مصنف عبدالرزاق: 406,405/5، السنة لابن ابی عاصم: 601/2۔ شعیب ارناؤط نے اس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: آپ کے مزاج میں کچھ شدت ہے۔ آپ مجھے علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کہی ہوئی بات بیان کریں تو انہوں نے کہا: جی ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: تیری میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔

[102]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْمِنْقَرِيُّ ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ، أنا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ قَالَ: قُلْتُ لِسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ: إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ شَيْءٍ وَإِنِّي أَهَابُكَ قَالَ: فَقَالَ: لا يَا ابْنَ أَخِي إِذَا عَلِمْتَ أَنَّ عِنْدِي عِلْمًا فَسَلْنِي عَنْهُ وَلا تَهَابَنِي ، فَقُلْتُ: قَوْلُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لِعَلِيٍّ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ حِينَ خَلَّفَهُ فِي الْمَدِينَةِ ، فَقَالَ سَعْدٌ: خَلَّفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فِي الْمَدِينَةِ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَتُخَلِّفُنِي فِي النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ: يَا عَلِيُّ ، أَلَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى ، قَالَ عَلِيٌّ: بَلَى فَرَجَعَ عَلِيٌّ مُسْرِعًا كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى غُبَارِ قَدَمَيْهِ يَسْطَعُ .

تخریج الحدیث مسند احمد: 213/2، رقم: 1490، فضائل الصحابة لاحمد: 610/2، رقم: 1041، الطبقات الکبری لابن سعد: 24/3، مسند ابی یعلی: 57/2، رقم: 698۔ شعیب ارناؤط نے اس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کہا: میں کسی چیز سے متعلق آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں لیکن میں آپ سے ڈرتا ہوں تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اے میرے بھتیجے ایسا نہ کر۔ اگر تم جانتے ہو کہ میرے پاس کسی چیز کا علم ہے تو پوچھ لو اور مجھ سے مت ڈرو۔ میں نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کے موقع پر علی رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے مدینہ منورہ میں چھوڑ کر گئے تو آپ نے کیا فرمایا؟ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو غزوۂ تبوک کے موقع پر مدینہ منورہ میں اپنے

پیچھے چھوڑا تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے علی! کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ تمہاری میرے ساتھ وہی نسبت ہو جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: کیوں نہیں (مجھے پسند ہے)۔ (یہ بات سن کر) علی رضی اللہ عنہ خوشی خوشی تیزی سے واپس ہو گئے گویا میں اب بھی ان کے قدموں سے اڑتا غبار دیکھ رہا ہوں۔''

[103]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْغَفَّارِ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ ، عَنْ سَعْدٍ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: أَنْتَ سَعْدُ بْنُ مَالِكِ بْنِ أُهَيْبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ زُهْرَةَ، مَنْ قَالَ غَيْرَ ذَلِكَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ .

تخريج الحديث مستدرك حاكم: 565/3، رقم: 6091، المطالب العالية: 459/8، رقم: 1717، المعجم الكبير للطبراني: 137,136/1، الطبقات الكبرى لابن سعد: 137/3۔ محقق نے کہا: اس کی سند علی بن زید بن جدعان کی وجہ سے ضعیف ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں کون ہوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ سعد بن مالک بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ ہیں۔ جس نے اس کے علاوہ کچھ اور کہا اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

[104]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ التَّيْمِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو سُهَيْلِ بْنُ مَالِكٍ ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ ، حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِسُوقِ الْخَيْلِ ، فَطَلَعَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: هَذَا الْعَبَّاسُ عَمُّ نَبِيِّكُمْ أَجْوَدُ قُرَيْشٍ كَفًّا وَأَوْصَلُهَا .

تخريج الحديث مسند احمد: 273/2، رقم: 1610، مسند ابی یعلی: 139/2، رقم: 820، السنن الكبرى للنسائی: 50/5، رقم: 8174، مستدرك الحاكم: 329,328/3، صحيح ابن حبان، رقم: 7052 ۔ ابن حبان، حاکم اور شعیب ارناؤط نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گھوڑوں کی خرید وفروخت والی منڈی میں تھے کہ اچانک عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: ''یہ تمہارے نبی کے چچا عباس ہیں جو قریش کے سب سے سخی اور صلہ رحمی کرنے والے (انسان) ہیں۔

شرح الحدیث (1) سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ قریش کے سرکردہ لوگوں میں سے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہونے کے علاوہ آپ کے ہم زلف بھی تھے۔ ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں۔

(2) اہل عرب میں زمانہ جاہلیت میں بھی اخلاقِ حسنہ کے کئی پہلو موجود تھے جن میں سے اشرافِ عرب کا جود وسخا کا پیکر ہونا ہے خاص طور پر قریشِ مکہ کا حاجیوں کی ضیافت کے لیے بے دریغ پیسے کا خرچ کرنا تھا۔

(3) عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص نسبت وتعلق تھا، بیعت عقبہ ثانی کے موقع پر انتہائی پر خطر اور راز دارانہ انداز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا اور اہل مدینہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا پختہ عہد و پیمان لیا۔

(4) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر اپنے چچا کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہوئے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ؛ وَوَلَدِهِ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً لَا تُغَادِرُ ذَنْبًا، اللّٰهُمَّ احْفَظْهُ فِي وَلَدِهِ)) [1]

''اے اللہ! عباس اور اس کے بیٹے کی ظاہری و باطنی مغفرت فرما جس سے کوئی گناہ باقی نہ رہے۔ یا اللہ عباس کو توفیق دے کہ وہ اپنے بیٹے کے تمام حقوق ادا کر سکے۔''

(5) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ہونے کی وجہ سے دعا کروایا کرتے تھے۔ [2]

[105]...... قَالَ أَبُو الْحَسَنِ الْبَاهِلِيُّ ، حَدَّثَنَا بِهَذَا الْحَدِيثِ جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ التَّيْمِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو سُهَيْلِ بْنُ مَالِكٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِسُوقِ الْخَيْلِ فَذَكَرَ مِثْلَهُ .

تخریج الحدیث محقق نے کہا: اس کی سند حسن ہے۔ تفصیلی تخریج حدیث نمبر 104 کے تحت گزر چکی ہے۔

ترجمۃ الحدیث سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوق خیل

---

[1] سنن ترمذی، حدیث نمبر: 3762۔ محدث البانی نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

[2] صحیح بخاری، حدیث نمبر: 1010 .

میں تھے۔ آگے گزشتہ حدیث کی مانند بیان کیا۔

[106]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا شَبَابَةُ ، حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ ، عَنِ الْأَعْرَجِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ: رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: الْعَبَّاسُ عَمُّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، إِنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ أَوْ صِنْوٌ مِنْ أَبِيهِ .

تخریج الحدیث صحیح بخاری، الزکاۃ، باب قول اللّٰہ تعالیٰ وفی الرقاب والغارمین، رقم: 1468 ، صحیح مسلم، الزکاۃ، باب فی تقدیم الزکاۃ ومنعها، رقم: 983 .

ترجمة الحدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے چچا ہیں، یقیناً آدمی کا چچا اس کے باپ کے مثل ہوتا ہے۔

شرح الحدیث (1) والدین کے ساتھ حسن سلوک کی بڑی اہمیت ہے، کتاب وسنت میں اس کی بہت زیادہ تاکید کی گئی۔ اگر والدین فوت ہو جائیں تو ان کے ساتھ حسن سلوک کا ایک طریقہ والدین کے عزیز و اقارب اور دوستوں سے اچھا سلوک کرنا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں مدینہ آیا تو میرے پاس سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں آپ کے پاس کیوں آیا ہوں؟ میں نے عرض کیا: نہیں تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا: ((مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَصِلَ اَبَاهُ فِی قَبْرِهِ فَلْیَصِلْ اِخْوَانَ اَبِیْهِ بَعْدَهُ)) ''جو اپنے والد کے ساتھ اس کی وفات کے بعد صلہ رحمی کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے اس کی وفات کے بعد اس کے بھائیوں کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔'' چونکہ میرے باپ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور آپ کے والد کے درمیان بھائی چارہ اور دوستی تھی تو میں نے چاہا اس کے ناطے تجھ سے صلہ رحمی کروں۔ [1]

(2) سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم کی کنیت ابوالفضل تھی، غزوہ بدر میں کفار قیدیوں میں شامل تھے۔ فتح مکہ سے تھوڑا عرصہ قبل اسلام قبول کیا اور غزوۂ فتح مکہ میں شریک ہوئے۔ 32 ہجری میں وفات پائی اور مدینہ منورہ میں بقیع کے قبرستان میں دفن کیے گئے۔

(3) سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے متعلق مزید فوائد کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر 104۔

[107]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ ـ صَاحِبُ الطَّيَالِسَةِ ـ ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: لَقَدْ رَدَّ

[1] مسند ابی یعلی، حدیث نمبر: 5669، سلسلة الصحیحة، حدیث نمبر: 1432 .

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ التَّبَتُّلَ ، وَلَوْ أَذِنَ لَهُ فِي ذَلِكَ لَاخْتَصَيْنَا .

تخریج الحدیث صحیح بخاری، النكاح، باب ما يكره من التبستل والخصاء، رقم: 5073، صحيح مسلم، النكاح، باب استحباب النكاح عن ناقت نفسه اليه، رقم: 1402 .

ترجمة الحدیث سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن مطعون رضی اللہ عنہ کو تبتل کی اجازت نہیں دی اور اگر آپ انہیں اس کی اجازت دے دیتے تو ہم خصی ہو جاتے۔

شرح الحدیث (1) نکاح اور اس کی لذتوں سے خود کو الگ تھلگ کر کے عبادات کے لیے وقف کر دینے کا نام تبتل ہے جس سے شریعتِ اسلامیہ نے منع کیا۔

(2) دینِ اسلام میں رہبانیت نہیں بلکہ دنیوی امور کو شریعت کے تابع رہ کر انجام دینے کی تحسین کی گئی ہے۔

(3) نص بندی، جنس کی تبدیلی وغیرہ جیسے معاملات کرنا بھی درست نہیں۔

(4) دین اسلام نے نکاح کی ترغیب دلائی اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے شادی نہ کرنے کا ارادہ کرنے والے کو رسول اللہ ﷺ نے سختی سے روکا اور فرمایا: ((فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي)) ''جس نے میری سنت سے اعراض کیا، اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔'' [1]

[108]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ ، عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ ، عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيمٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا قَالَ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ يَضُرَّهُ فِي ذَلِكَ الْمَنْزِلِ شَيْءٌ حَتَّى يَرْتَحِلَ مِنْهُ .

تخریج الحدیث سنن ابن ماجه، الطب، باب الفزع والارق وما تيعوذ به، رقم: 3574، السنن الكبرى للنسائى، رقم: 10395، سنن دارمى، الاستئذان باب ما يقول اذا نزل منزلا، رقم: 2722۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے سیدہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی تم میں سے کسی منزل پر پڑاؤ کرتے وقت یہ دعا پڑھ لے: میں اللہ کے کامل کلمات کی پناہ میں آتا

[1] صحيح بخارى، حديث نمبر: 5063، صحيح مسلم، حديث نمبر: 1401 .

ہو ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی تو اس کے کوچ کرنے تک اسے اس جگہ کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔“

[109]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ يَعْقُوبَ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيمٍ السُّلَمِيَّةِ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا فَقَالَ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ حَتَّى يَرْتَحِلَ مِنْ مَنْزِلِهِ ذَلِكَ.

تخريج الحديث صحيح مسلم، الذكر والدعاء، باب فى التعوذ من سوء القضاء ودرك الشقاء وغيره، رقم: 2708.

ترجمة الحديث سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے سیدہ خولہ بنت حکیم السلمیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص نے کسی جگہ پڑاؤ ڈالا اور یہ دعا پڑھی: میں اللہ کے کامل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جس کو اس نے پیدا کیا۔“ تو اسے اس کے اس جگہ سے کوچ کرنے تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔

شرح الحديث (1) شیطان انسان کا دشمن ہے اولیاء الشیطان اہل ایمان کو پریشان کرنے کی کوشش کرتے ہیں لہٰذا مومن و مسلمان کو ہر وقت اللہ کے ذکر اور ادعیہ ماثورہ کے پڑھنے سے خود کو اللہ کی پناہ و حفاظت میں رکھنا چاہیے۔

(2) کسی بھی منزل، ہوٹل، ریسٹورینٹ میں قیام کرتے ہوئے اپنے کمرے میں داخل ہو کر درج بالا دعا کو پڑھ لینے سے وہاں کی آفات اور شرور سے انسان محفوظ ہو جائے گا۔

(3) اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ، صفاتِ مقدسہ اور کلماتِ تامہ کے ساتھ اللہ کی ذات کی پناہ حاصل کرنا درست ہے۔

(4) مسنون دعاؤں کو اختیار کرنے والے ہر شر سے محفوظ رہتے ہیں۔

(5) اللہ تعالیٰ کی تعریف کے کلمات اور اسمائے حسنیٰ میں بہت برکات ہیں۔

(6) مخلوقات کے شر سے بچانے والی واحد ذات اللہ رب العزت کی ہے لہٰذا غیر اللہ کو دوسروں سے دفع ضرر کے لیے پکارنا غلط ہے۔

[110]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ بْنَ خَالِدٍ الْمَخْزُومِيَّ يُحَدِّثُ ، عَنِ ابْنٍ لِسَعْدٍ ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِي الطَّاعُونِ: إِذَا كَانَ بِأَرْضٍ - يَعْنِي وَأَنْتُمْ - بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا وَإِذَا كَانَ بِأَرْضٍ وَلَسْتُمْ بِهَا فَلَا تَدْخُلُوهَا .

تخريج الحديث حدیث نمبر 82 کے تحت تخریج گزر چکی ہے۔

ترجمة الحديث سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طاعون سے متعلق ارشاد فرمایا: ''جب یہ (وباء) کسی جگہ پھوٹ پڑے اور تم وہاں رہائش پذیر ہو تو وہاں سے نہ نکلو، اور جب کسی جگہ وباء ہو اور تم وہاں رہائش پذیر نہیں تو وہاں نہ جاؤ۔

شرح الحديث دیکھئے فوائد حدیث نمبر: 10۔

[111]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ ، عَنْ زَيْدٍ أَبِي عَيَّاشٍ أَنَّ سَعْدًا سُئِلَ عَنِ الْبَيْضَاءِ بِالسُّلْتِ فَكَرِهَهُ وَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُسْأَلُ عَنِ الرُّطَبِ بِالتَّمْرِ فَقَالَ: أَيَنْقُصُ الرُّطَبُ إِذَا يَبِسَ؟ قَالُوا: نَعَمْ قَالَ: فَلَا إِذًا .

تخريج الحديث سنن ابی داؤد، البیوع، باب فی التمر بالتمر، رقم: 3359، سنن ترمذی، البیوع، باب النهی عن المحاقلة والمزابنة، رقم: 1225، منتقی ابن الجارود، رقم: 657، مستدرك الحاكم: 39,38/2، سنن ابن ماجه، التجارات، باب بیع الرطب بالتمر، رقم: 2264۔ حاکم، ذہبی، ابن الجارود اور محدث البانی نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

ترجمة الحديث ابوعیاش زید بن عیاش سے مروی ہے سعد رضی اللہ عنہ سے سفید گندم کو سلت (جو کی ایک قسم) کے عوض بیچنے سے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے ناپسند کیا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ سے خشک کھجور کے عوض تازہ کھجور بیچنے سے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تازہ کھجور خشک ہونے کے بعد کم ہو جاتی ہے؟ صحابہ نے کہا: جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر یہ (بیع) درست نہیں۔''

شرح الحديث (1) اسلام رہبانیت کا دین نہیں اور نہ ہی ترک دنیا کی دعوت دیتا ہے۔ دنیا میں رہتے ہوئے ضروریات کے حصول کے لیے کاروبار، محنت و مزدوری کرنے کو مشروع قرار دیا گیا۔ ارشادِ باری

تعالیٰ ہے: ﴿وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾ (البقرة: 275) ''اور اللہ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔''

سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ)) [1]

''کسی آدمی نے اس شخص سے بہتر روزی نہیں کھائی جو خود اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاتا ہے۔''

(2) خشک کھجور کا خشک کھجور سے برابر برابر نقد تبادلہ اور لین دین درست ہے لیکن رطب (تازہ کھجور) کے بدلے خشک کھجور (تمر) کی بیع جائز نہیں۔ وجہ یہ بیان ہوئی کہ تازہ کھجور کا خشک ہو جانے کے بعد وزن کم ہو جاتا ہے۔

(3) معلوم ہوا تازہ کھجور کے بدلے خشک کھجور کی بیع وزن کی برابری اور نقد ہونے کی صورت میں بھی جائز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ بظاہر ہم وزن ہونے کے باوجود درحقیقت ہم وزن نہیں ہیں۔

[112]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا شَقِيقُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ خَالِدِ بْنِ عُرْفُطَةَ أَنَّهُ أَتَى سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ فَقَالَ لَهُ: بَلَغَنِي أَنَّكُمْ تُعْرَضُونَ عَلَى سَبِّ عَلِيٍّ بِالْكُوفَةِ فَهَلْ سَبَبْتَهُ؟ قُلْتُ: مَعَاذَ اللّٰهِ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسُ سَعْدٍ بِيَدِهِ لَقَدْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ فِي عَلِيٍّ شَيْئًا، لَوْ وُضِعَ الْمِنْشَارُ عَلَى مَفْرِقِ رَأْسِي مَا سَبَبْتُهُ أَبَدًا

تخريج الحديث مسند ابی یعلی: 114/2، رقم: 777، مجمع الزوائد: 130/9، رقم: 14740، السنة لابن ابی عاصم: 604/2، مصنف ابن ابی شيبة: 80/12، خصائل علی للنسائی، رقم: 92۔ ہیثمی نے کہا: اسے ابویعلی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند ''حسن'' ہے۔

ترجمة الحديث ابوبکر بن خالد بن عرفطہ سے مروی ہے کہ وہ سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کہا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ لوگ کوفہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہتے ہو، کیا آپ نے انہیں برا بھلا کہا؟ میں نے کہا: اللہ کی پناہ، تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں سعد کی جان ہے یقیناً میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں کچھ ایسی چیزیں سنی ہیں کہ اگر میرے سر کے درمیان میں آرا

[1] صحيح بخاری، حديث نمبر: 2072.

رکھ دیا جائے تو بھی میں انہیں کبھی برا بھلا نہ کہوں۔

شرح الحدیث (1) اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قرآن میں "رحمآء بینھم" صفت بیان کی جو اس بات کی دلیل ہے کہ وہ آپس میں ولی، دوست اور ایک دوسرے پر بے مہربان تھے ؏

نرم دم گفتگو ، گرم دم جستجو

ازم ہو یا بزم ہو، پاک دل و پاکباز

(2) اگر کسی معتبر شخصیت سے متعلق کوئی بات مشہور ہو جائے تو متعلقہ فرد سے اس کی تحقیق کرنا سلف کا طریق ہے۔ تاکہ بلاوجہ کی بدگمانی نہ پیدا ہو۔

(3) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مغفور ہیں ان کا ذکر خیر کرنا اور ان کے لیے دعائے خیر کرنا ہمارے لیے باعثِ سعادت ہے تمام صحابہ کرام عادل تھے بعد میں آنے والے کسی ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی کی بھی فضیلت کو نہیں پا سکتے۔

(4) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اگر بشری تقاضوں کی بنیاد پر اختلاف ہوا بھی تو وہ مجتہد تھے اور عنداللہ ان کے لیے اس پر بھی اجر وثواب ہے۔

(5) شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدہ کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وَمِنْ اُصُوْلِ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ سَلَامَةُ قُلُوْبِهِمْ وَاَلْسِنَتِهِمْ لِاَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ .)) [1]

''اہل سنہ والجماعۃ کا اصول ہے کہ وہ اپنے دلوں اور اپنی زبانوں کو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے بارے میں محفوظ رکھتے ہیں۔''

(6) سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بے شمار خصائص وفضائل حاصل ہیں اور ہر مؤمن ومسلمان سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتا ہے جبکہ ہر منافق سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض وعداوت رکھتا ہے۔ [2]

(7) تمام اہل سنت اہل حدیث سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، اور وہ ہر مؤمن کا ولی (دوست) ہے۔ [3]

(8) سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مزید فضائل ومناقب کے لیے دیکھئے حدیث نمبر: 19۔

---

[1] العقیدۃ الواسطیۃ: 111.   [2] صحیح مسلم، حدیث نمبر: 78.

[3] سنن ترمذی، حدیث نمبر: 3712۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

(9) سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے تھے اور علی رضی اللہ عنہ کے ذکر خیر کے لیے بڑی سے بڑی آزمائش سے گزرنے کے لیے تیار تھے۔

(10) اہلِ ایمان کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت وعدالت اور دفاع کے معاملہ میں غیرت مند ہونا چاہیے ؎

وہی جہاں ہے ترا جس کو تو کرے پیدا
یہ سنگ و خشت نہیں جو تری نگاہ میں ہے

[113]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ قَالَ: قَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ: فِيَّ سُنَّ الثُّلُثُ، مَرِضْتُ مَرَضًا شَدِيدًا عَادَنِي فِيهِ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ لِي: هَلْ أَوْصَيْتَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: كَيْفَ أَوْصَيْتَ؟ قُلْتُ: أَوْصَيْتُ بِمَالِي كُلِّهِ قَالَ: فَمَا تَرَكْتُ لِوَرَثَتِكَ؟ قُلْتُ: إِنَّهُمْ أَغْنِيَاءُ قَالَ: أَوْصِ بِالْعُشْرِ وَاتْرُكْ سَائِرَهُ لِوَرَثَتِكَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ وَرَثَتِي بِخَيْرٍ إِنَّهُمْ أَغْنِيَاءُ فَمَا زَالَ يُنَاقِصُنِي حَتَّى قَالَ: أَوْصِ بِالثُّلُثِ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَمِنْ ثَمَّ يَسْتَحِبُّونَ أَنْ يُنْقِصُوا مِنَ الثُّلُثِ.

تخريج الحديث مسند ابی یعلی: 91/2، رقم: 746، مسند لأحمد بن حنبل: 235/2، برقم: 1501۔ شعیب ارناؤط نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

ترجمة الحديث ابوعبدالرحمٰن السلمی نے بیان کیا، سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک تہائی (وصیت) کی سنت میرے بارے تھی۔ میں شدید بیمار ہو گیا تو نبی اکرم ﷺ میری تیمار داری کے لیے تشریف لائے اور مجھ سے پوچھا: کیا تو نے وصیت کی ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ ﷺ نے پوچھا: کس طرح وصیت کی ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نے اپنے سارے مال کی وصیت کی ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''تو نے اپنے وارثوں کے لیے کیا چھوڑا ہے؟'' میں نے عرض کیا: وہ مال دار ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آپ اپنے مال کے دسویں حصہ کی وصیت کریں اور باقی سارا اپنے وارثوں کے لیے چھوڑ دو۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنے وارثوں کو اچھی (مالی) حالت میں چھوڑا اور وہ مال دار ہیں۔ آپ ﷺ مسلسل مجھ سے کم مال کی وصیت کرنے کا تقاضا کرتے رہے حتیٰ کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک تہائی کی وصیت کرو اور ایک تہائی بھی بہت زیادہ ہے۔ ابوعبدالرحمٰن نے کہا: اسی دلیل سے وہ مستحب سمجھتے ہیں کہ وہ ایک تہائی کی وصیت کریں۔

[114]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا وَعَاهُ قَلْبِي مِنْ مُحَمَّدٍ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ ، قَالَ: فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرَةَ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ: وَأَنَا سَمِعَتْ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي مِنْ مُحَمَّدٍ ﷺ .

تخریج الحدیث صحيح بخاری، المغازی، باب غزوة الطائف، رقم: 4327,4326، صحيح مسلم، الايمان، باب حال ايمان من رغب عن أبيه، رقم: 63 .

ترجمة الحدیث سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک بات سنی جس کو میرے دل نے محمد ﷺ سے (سن کر) محفوظ کیا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے اپنے آپ کو کسی اور کا بیٹا بتایا جبکہ وہ جانتا ہے وہ اس کا باپ نہیں تو جنت اس پر حرام ہے۔'' ابوعثمان نہدی کہتے ہیں میں ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے ملا تو میں نے انہیں یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے (تصدیق کرتے ہوئے) کہا: اسے محمد ﷺ سے میرے دونوں کانوں نے سنا اور میرے دل نے یاد کیا ہے۔

شرح الحدیث (1) دینِ اسلام نے انسانی نسل کی بقا اور افزائش کے لیے نکاح کو مشروع قرار دیا تاکہ ایک مثال معاشرہ وجود میں آئے اور لوگ باہم محبت و پیار اور احساس کے جذبات کے ساتھ زندگی گذار سکیں۔

(2) نکاح انسانی نسب کے بقا کا ضامن ہے اور نسب کے ثبوت پر بہت سارے معاملات کا انحصار ہے۔ مثلاً:

(i) نسب سے محروم و نامحرم رشتوں کی پہچان ہوتی ہے۔

(ii) وراثت کی منصفانہ تقسیم ہوتی ہے۔

(iii) معاشرے میں تعارف اور پہچان حاصل ہوتی ہے۔

(iv) انسان کا دامن پاک رہتا ہے، نگاہ نیچی رہتی ہے۔

(v) نسل انسانی بڑھتی ہے۔

(vi) دو خاندان آپس میں جڑ جاتے ہیں۔

(3) اپنے حقیقی باپ کے علاوہ کسی اور کو اپنا باپ قرار دے لینا شرعاً حرام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت میں منہ بولے بیٹے یا بیٹی کی کوئی قانونی یا شرعی حیثیت نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ﴾

(الاحزاب: 4) ''اللہ تعالیٰ نے تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا نہیں بنایا ہے۔''

(4) ہمارے معاشرے میں کسی رشتہ دار کے بچے کو لے کر اپنے نام سے منسوب کر لینے والا معاملہ بھی شرعاً درست نہیں اگر کسی محرم بچے کو لے کر پرورش کرنا مقصود ہوتو بھی اس کو حقیقی باپ ہی کی طرف منسوب کیا جائے گا اور بعد از بلوغت مشروع پردے اور دیگر رشتے ناطوں کے تقاضوں کا بھی خیال رکھنا ضروری ہوگا۔

(5) جس طرح اپنا نسب بدلنا درست نہیں اسی طرح اپنا قبیلہ تبدیل کرنا، قومیت بدل لینا بھی جائز نہیں ہے۔

(6) ''جنت اس پر حرام ہے'' گویا ایسا کرنے والا جہنم میں جائے گا۔

[115]...... حَـدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُونُسَ ، حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ ، عَنْ دَاوُدَ بْـنِ أَبِـي هِنْدٍ ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ: أَدْبَرَتْ فِتْنَةٌ الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْـرٌ مِـنَ الْـقَـائِمِ ، وَالْـقَـائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي ، وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي ، وَالسَّاعِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمُوضِعِ .

تخريج الحديث مصنف ابن ابی شیبۃ: 7/15، رقم: 37112- مسند ابی یعلی: 121/2، رقم: 789، المستدرك للحاكم: 488/4، رقم: 8362- حاکم نے اسے شرط مسلم پر صحیح کہا اور ذہبی نے اس پر ان کی موافقت اختیار کی ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایسا فتنہ آئے گا جس میں بیٹھا ہوا کھڑے انسان سے بہتر ہوگا، اور کھڑا اس میں چلنے والے سے بہتر ہوگا، اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا، اور دوڑنے والا اونٹ کو تیز ہانکنے والے سے بہتر ہوگا۔

شرح الحديث (1) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے قریب انواع و اقسام کے فتنوں کے بکثرت ظاہر ہونے کی پیش گوئی فرمائی ہے۔

(2) فی زمانہ ہمیں کئی فتنوں کا بڑی شدت سے سامنا ہے مثلاً بدنظری کا فتنہ، حرام و حلال کی عدم تمیز کا فتنہ، سود اور رشوت کا فتنہ، بے دینی الحاد کا فتنہ، وغیرہ۔

(3) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے فتنہ کا سب سے پہلے سامنا کرنا پڑا اور اس فتنہ سے متعلق سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس میں بیٹھا ہوا شخص کھڑے سے بہتر ہے......الخ۔

(4) فتنے کے زمانے میں اپنے ایمان کی حفاظت کی حتی المقدور کوشش کرنا لازم ہے۔

(5) مؤمن و مسلمان فتنوں سے خود بھی بچتا ہے اور دوسروں کو بھی بچنے کی تلقین کرتا ہے۔

[116]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تَزَالُ الْغَرْبُ ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ.

تخریج الحدیث: صحيح مسلم، الامارة، باب قوله صل الله عليه وسلم: لا تزال طائفة من امتى طاهرين ...... الخ، رقم: 1925.

ترجمة الحدیث: سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مغرب کے رہنے والے لوگ ہمیشہ حق پر رہتے ہوئے غالب رہیں گے حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

شرح الحدیث: (1) علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس حدیث میں اہل مغرب سے مراد اہل شام ہیں کیونکہ وہی مدینہ سے مغرب میں واقع ہیں۔ اس حدیث میں شام میں سنت سے متمسک اور سنت کا دفاع کرنے والوں اور دعوتِ الی اللہ کے سلسلہ میں آنے والے مصائب پر صبر کرنے والوں کے لیے عظیم بشارت ہے۔ [1]

[117]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ الْبَاهِلِيُّ، حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ مَالِكٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿زَيْتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ﴾ [النور: 35] قَالَ: هِيَ الشَّامُ، الْعِرَاقُ شَرْقٌ، وَمِصْرُ غَرْبٌ.

تخریج الحدیث: اس حدیث کی سند حسن ہے لیکن یہ روایت کہیں نہیں ملی۔

ترجمة الحدیث: امام مالک رحمہ اللہ سے اللہ کے فرمان ”زیتون کا درخت جو نہ شرقی ہے اور نہ غربی ہے“ سے متعلق مروی ہے انہوں نے کہا: یہ شام ہے جس کا شرق عراق اور غرب مصر ہے۔

[118]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مُعَاذٍ الْمَكِّيِّ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: صَلَاتَانِ لَا صَلَاةَ بَعْدَهُمَا: الْعَصْرُ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، وَالْفَجْرُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ.

تخریج الحدیث: مسند ابی یعلی: 111/2، رقم: 773، مجمع الزوائد: 225/2، رقم:

---

[1] سلسلة الصحيحة: 254/2.

3347، صحيح ابن حبان: 416/4، رقم: 1549۔ ابن حبان اور ہیثمی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دو نمازیں ہیں جن کے بعد نماز نہیں ہے۔ نمازِ عصر حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے اور نماز فجر حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے۔

شرح الحديث (1) پرامن حالات میں نماز کو اس کے ارکان، شرائط اور حدود و قیود کے ساتھ مقررہ اوقات میں ادا کرنا لازم ہے۔

(2) ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا﴾ (النسآء: 103) ''بے شک نماز ایمان والوں پر ہمیشہ ایسا فرض ہے جس کا وقت مقرر کیا ہوا ہے۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قول و عملی طور پر اوقات الصلاۃ کی وضاحت فرمائی۔ جبریل امین کو اللہ تعالیٰ نے دو دفعہ نمازوں کے اوقات کی تعلیم دینے کے لیے بھیجا۔

(3) جس طرح نمازوں کے اوقات شریعت نے واضح کیے اسی طرح ممنوعہ اوقات کو بھی بیان کیا گیا۔ جن میں سے دو (2) اوقات کا حدیث بالا میں بیان ہوا ہے۔

(4) سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: تین اوقات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز پڑھنے اور میت دفن کرنے سے منع کرتے تھے۔ جب سورج طلوع ہو رہا ہو حتیٰ کہ بلند ہو جائے، اور جب عین دوپہر کا وقت ہو حتیٰ کہ سورج ڈھل جائے اور جب سورج غروب ہونے لگے حتیٰ کہ (مکمل) غروب ہو جائے۔ [1]

[119]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُونُسَ ، أَخْبَرَنَا أَبُو شِهَابٍ عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ نَافِعٍ الْحَنَّاطُ ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ ، عَنِ الْحَسَنِ ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: أُمِرْنَا إِذَا رَأَيْنَا الْغُولَ أَنْ نُنَادِيَ بِالصَّلَاةِ .

تخريج الحديث مسند البزار: 78/4، رقم: 1247، مجمع الزوائد: 134/10، رقم: 17113، دلائل النبوة للبيهقي: 104/7، المعرفة والتاريخ: 35/2۔ اس کی سند ضعیف ہے، حسن بصری کا سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔

ترجمة الحديث سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا: ہمیں حکم دیا گیا کہ جب ہم غول (ایک طرح کا شیطان) دیکھیں تو ہم نماز کے لیے (اذان کی طرح) اذان دیں۔

شرح الحديث (1) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب نماز

[1] صحيح مسلم، حديث نمبر: 831.

کے لیے اذان دی جاتی ہے تو شیطان آواز کے ساتھ ہوا خارج کرتا ہوا بھاگ جاتا ہے تا کہ اذان نہ سن سکے۔ [1]

(2) اذان سے شیطان کا بھاگ جانا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ تاہم آفات وغیرہ کے وقت اذان دینا جیسا کہ کرونا وائرس کے دوران گھروں کی چھتوں پر لوگوں نے ہفتہ بھر اذانیں دیں، کسی بھی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

[120]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْقَرَّاظُ أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ، وَأَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولَانِ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ فِي مَدِينَتِهِمْ، وَبَارِكْ لَهُمْ فِي صَاعِهِمْ، وَبَارِكْ لَهُمْ فِي مُدِّهِمْ، اللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَبْدُكَ وَخَلِيلُكَ، وَإِنِّي عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ، وَإِنَّ إِبْرَاهِيمَ سَأَلَكَ لِأَهْلِ مَكَّةَ، وَإِنِّي أَسْأَلُكَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ، مِثْلَ مَا سَأَلَكَ إِبْرَاهِيمُ لِأَهْلِ مَكَّةَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ، إِنَّ الْمَدِينَةَ مُشَبَّكَةٌ بِالْمَلَائِكَةِ عَلَى كُلِّ نَقْبٍ مِنْهَا مَلَكَانِ يَحْرُسَانِهَا، لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ وَلَا الدَّجَّالُ، فَمَنْ أَرَادَهَا بِسُوءٍ أَذَابَهُ اللّٰهُ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ.

تخريج الحديث صحيح مسلم، الحج، باب من أراد اهل المدينة لبسو، أذابه اللّٰه، رقم: 1387.

ترجمة الحديث سیدنا سعد بن مالک اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ! مدینہ والوں کے لیے ان کے مدینہ میں برکت پیدا فرما، اور ان کے لیے ان کے صاع میں برکت پیدا فرما، اور ان کے لیے ان کے مد میں برکت پیدا فرما، اے اللہ! یقیناً ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے اور تیرے خلیل ہیں اور بے شک میں بھی تیرا بندہ اور تیرا رسول ہوں اور بے شک ابراہیم علیہ السلام نے تجھ سے مکہ والوں کے لیے سوال کیا اور میں تجھ سے مدینہ والوں کے لیے اسی قدر سوال کرتا ہوں جس قدر ابراہیم علیہ السلام نے مکہ والوں کے لیے سوال کیا اور اس کے ساتھ اتنا مزید۔ بے شک مدینہ کو فرشتوں نے گھیر رکھا ہے اس کے ہر راستے پر دو فرشتے ہیں جو اس کی حفاظت کرتے ہیں اس میں طاعون اور دجال داخل نہ ہوں گے۔ جس نے اس کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا اللہ اس کو اس طرح پگھلا دے گا جس طرح نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔''

شرح الحديث (1) مدینہ کی فضیلت اور اس سے متعلقہ مسائل کے لیے دیکھیے فوائد حدیث نمبر:

[1] صحیح بخاری، حدیث نمبر: 608، صحیح مسلم، حدیث نمبر: 389.

28-32-38۔

(2) طاعون سے متعلقہ مسائل کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر: 10۔

(3) دجال سے متعلقہ مسائل کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر: 16۔

[121]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى الزُّهْرِيُّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ نُبَيْهٍ، حَدَّثَنَا دِينَارٌ الْقَرَّاظُ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ أَرَادَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ بِسُوءٍ أَذَابَهُ اللّٰهُ إِذَابَةَ الْمِلْحِ فِي الْمَاءِ.

تخریج الحدیث حدیث نمبر 120 کے تحت گزر چکی ہے۔

ترجمۃ الحدیث سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے مدینہ والوں کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا اللہ تعالیٰ اس کو اس طرح پگھلا دے گا جس طرح نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔

[122]...... حَدَّثَنَا حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، وَهْبُ بْنُ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ، حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ يَعْلَى يُحَدِّثُ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ - فَأَتَاهُ قَوْمٌ فِي عَبْدٍ لَهُمْ أَخَذَ سَعْدٌ سَلَبَهُ لِأَنَّهُ رَآهُ يَصِيدُ فِي حَرَمِ الْمَدِينَةِ الَّذِي حَرَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَكَلَّمُوهُ فِي أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهِمْ سَلَبَ عَبْدِهِمْ - فَقَالَ: لَنْ أَرُدَّهُ عَلَيْكُمْ، لِأَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ - حِينَ حَدَّ حُدُودَ حَرَمِ الْمَدِينَةِ -: مَنْ وَجَدْتُمُوهُ يَصِيدُ فِي شَيْءٍ مِنْ هَذِهِ الْحُدُودِ، فَمَنْ أَخَذَهُ فَلَهُ سَلَبُهُ فَلَا أَرُدُّ عَلَيْكُمْ طُعْمَةً أَطْعَمَنِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَلَكِنْ إِنْ شِئْتُمْ أَعْطَيْتُكُمْ ثَمَنَ سَلَبِهِ.

تخریج الحدیث سنن ابی داؤد، المناسك، باب فی تحریم المدینة، رقم: 2037، مسند ابی یعلی: 130/2، رقم: 806، مسند احمد: 216/2، رقم: 1460، شرح معانی الآثار للطحاوی: 191/4۔ احمد شاکر نے کہا: اس کی سند صحیح ہے۔

ترجمۃ الحدیث سلیمان بن ابوعبداللہ کہتے ہیں، میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا، ان کے پاس کچھ لوگ اپنے غلام کے سلسلہ میں آئے جس کا سعد رضی اللہ عنہ نے مال چھین لیا تھا اس لیے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے اسے اس حرم (کی حدود) میں شکار کرتے دیکھا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم قرار دیا۔ انہوں نے ان (سعد رضی اللہ عنہ)

سے گفتگو کی کہ وہ ان کے غلام کا چھینا ہوا مال واپس کر دیں لیکن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میں وہ تمہیں ہرگز نہیں دوں گا۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، جب آپ نے حرم مدینہ کی حدود کا تعین فرمایا۔ جس کو تم ان حدود میں شکار کرتا دیکھو تو جس نے اس کا مال چھین لیا وہ اس کا ہے۔ میں وہ سامان تمہیں واپس نہیں کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیا۔ لیکن اگر تم چاہو تو میں تمہیں اس سلب شدہ سامان کی قیمت دے دیتا ہوں۔

شرح الحدیث دیکھئے فوائد حدیث نمبر: 32۔

[123]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنِی یُوسُفُ بْنُ یَعْقُوبَ السَّدُوسِیُّ ، حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ التَّیْمِیُّ ، عَنْ غُنَیْمِ بْنِ قَیْسٍ قَالَ: سَأَلْتُ سَعْدًا عَنِ الْمُتْعَةِ؟ فَقَالَ: فَعَلْنَاهَا ، وَهَذَا یَوْمَئِذٍ کَافِرٌ بِالْعُرُشِ .

تخریج الحدیث صحیح مسلم، الحج، باب جواز التمتع، رقم: 1225 .

ترجمة الحدیث غنیم بن قیس بیان کرتے ہیں، میں نے سعد رضی اللہ عنہ سے حج تمتع کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا: ہم نے کیا ہے اور یہ معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ ان دنوں سائبانوں والے گھر (مکہ) میں مقیم تھے۔

شرح الحدیث (1) حج دینِ اسلام کا بنیادی رکن ہے استطاعت رکھنے والے افراد سے اس کی ادائیگی کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ﴾

(آل عمران : 97)

”اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج (فرض) ہے جو اس کی طرف جانے کی طاقت رکھتا ہے اور جس نے کفر کیا تو بے شک اللہ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔“

(2) حج کی تین قسمیں ہیں:

(i) حج مفرد (ii) حج تمتع (iii) حج قران

(i) **حج مفرد یا افراد**: میقات سے صرف حج کی نیت سے احرام باندھنے کا نام حج مفرد ہے۔

(ii) **حج تمتع**: میقات سے عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ آنا، عمرہ ادا کرنے کے بعد احرام اتار دینا اور پھر یوم الترویہ 8 ذی الحجہ کو دوبارہ حج کا احرام باندھ کر مناسک حج کی ادائیگی کرنے کا نام ”حج تمتع“ ہے۔

(iii) **حج قران**: میقات سے حج وعمرہ دونوں کی نیت سے احرام باندھنا مکہ پہنچ کر عمرہ ادا کرنا لیکن عمرہ کی سعی کے بعد حجامت نہ بنوانا اور نہ ہی احرام کھولنا بلکہ حالتِ احرام میں ہی ایام حج کا انتظار کرنا پھر حج کے تمام افعال بجالا کر احرام اور اس کی پابندیوں سے آزاد ہونے کا نام ''حج قران'' ہے۔

(3) امام نووی رحمہ اللہ: ''هٰذَا يَوْمَئِذٍ كَافِرٌ بِالْعُرُشِ'' سے متعلق فرماتے ہیں: اس کلام میں معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ ہے اور یہاں کفر سے دو مفہوم مراد ہیں:

(i) اس سے مراد ہے کہ وہ مکہ کے گھروں میں مقیم تھے۔

(ii) کفر سے مراد اللہ تعالیٰ کا انکار ہے کہ ہم نے عمرہ کا فائدہ اٹھایا جبکہ ان دنوں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ جاہلیت کے دین پر حالتِ کفر میں مکہ میں مقیم تھے اور یہی درست ہے۔ کیونکہ یہاں متعہ عمرہ سے مراد وہ عمرہ قضا ہے جو سات ہجری میں ہوا اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ تب اسلام نہیں لائے تھے اور وہ حالتِ کفر میں تھے۔ کیونکہ وہ تو فتح مکہ کے موقع پر آٹھ ہجری میں مسلمان ہوئے۔ عمرہ قضاء کے علاوہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر ادا کیے گئے عمرہ کے وقت نہ تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کافر تھے اور نہ ہی مکہ میں مقیم تھے۔ بلکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔

اور اس حدیث میں حج کے دنوں میں عمرہ کرنے کے جواز کا بھی بیان ہے۔ [1]

[124]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ ، وَالضَّحَّاكَ بْنَ سُفْيَانَ ، عَامَ حَجِّ مُعَاوِيَةَ ، وَهُمَا يَذْكُرَانِ التَّمَتُّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ ، فَقَالَ الضَّحَّاكُ: لَا يَصْنَعُ ذٰلِكَ إِلَّا مَنْ جَهِلَ أَمْرَ اللّٰهِ ، فَقَالَ سَعْدٌ: بِئْسَ مَا قُلْتَ يَا أَخِي ، فَقَالَ الضَّحَّاكُ: فَإِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ نَهَى عَنْ ذٰلِكَ ، فَقَالَ سَعْدٌ: قَدْ صَنَعَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَصَنَعْنَاهَا بَعْدَهُ .

تخریج الحدیث سنن ترمذی، الحج، باب ماجاء فی التمتع، رقم: 823، سنن نسائی، الحج، باب التمتع، رقم: 2734، مسند احمد: 237/2، رقم: 1503، مسند ابی یعلی، رقم: 805، صحیح ابن حبان: 246/9، رقم: 3939۔ امام ترمذی، ابن حبان اور محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث محمد بن عبداللہ بن حارث بن نوفل بن عبدالمطلب سے مروی ہے انہوں نے سعد

[1] شرح صحیح مسلم: 204/8.

بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور ضحاک بن سفیان رضی اللہ عنہ سے جس سال سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے حج کیا سنا: اور وہ دونوں عمرہ کو حج میں ملانے کا ذکر کر رہے تھے کہ ضحاک رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ کام وہی کرے گا جو اللہ کے حکم سے بے خبر ہو، اس پر سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے بھائی! آپ نے غلط بات کی، ضحاک رضی اللہ عنہ نے کہا: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یقیناً اس سے منع کیا ہے۔ تو اس پر سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ (حج تمتع) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کیا۔

شرح الحدیث (1) اہل عرب حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا درست نہیں سمجھتے تھے جبکہ اسلام نے اس کو جائز قرار دیا۔

(2) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حج تمتع کیا تھا اور یہ قیامت تک کے لیے مشروع ہے۔

(3) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج قران کیا تھا، سعد رضی اللہ عنہ کے فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمتع کیا، کا مطلب ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دی اور اس کو مباح ٹھہرایا۔

(4) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ حج تمتع کو جائز سمجھتے تھے مگر ایک خاص علت کی وجہ سے حج تمتع سے روکتے تھے۔ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تمتع کے جواز کا فتویٰ دیا کرتے تھے۔ ایک آدمی نے ان سے کہا: آپ یہ فتویٰ نہ دیا کریں، آپ کو معلوم نہیں آپ کی عدم موجودگی میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کیا نیا حکم جاری کر دیا ہے۔ سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ملے تو ان سے اس سے متعلق پوچھا: تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یقیناً مجھے معلوم ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج تمتع کیا مگر میں نے اچھا نہ سمجھا کہ لوگ رات کو پیلو کے درختوں کے نیچے بیویوں کے ساتھ جماع کرتے رہیں اور پھر حج کو جائیں تو ان کے سروں سے غسل جنابت کے پانی کے قطرے گر رہے ہوں۔ [1]

(5) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے بھی لوگوں کو حج تمتع سے منع کیا تھا۔ لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان تینوں خلفاء کے اس عمل کی تردید ضروری سمجھی اور قولاً و فعلاً اس کی تردید فرمائی۔

(6) حج تمتع نہ صرف جائز ہے بلکہ افضل حج ہے۔

[125]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سَعِيدٍ الْعَنْسِيُّ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَهُ إِلَى حَيٍّ مِنْ قَيْسٍ فَرَجَعَ إِلَيْهِ وَهُوَ يُكْثِرُ التَّكْبِيرَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:

[1] صحيح مسلم، حديث نمبر: 1222.

أَمَّـا سَـعْدٌ فَقَدْ رَأَى عَجَبًا فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، جِئْتُكَ مِنْ عِنْدِ قَوْمٍ هُمْ وَأَنْعَامُهُمْ سَوَاءٌ ، إِنَّمَا هَمُّهُمْ مَا لَبِسُوا عَلَى ظُهُورِهِمْ ، وَأَكَلُوا فِي بُطُونِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: يَا سَعْدُ ، أَفَلا أُخْبِـرُكَ بِـأَعْـجَـبَ مِـنْ ذٰلِكَ؟ قَوْمٌ عَلِمُوا مَا جَهِلَ هَؤُلَاءِ ثُمَّ جَهِلَ كَجَهْلِهِمْ ، قَالَ: فَانْصَرَفَ سَعْدٌ فَقَالَ: يَا أَهَلَاهُ هَلُمُّوا إِلَى بَيْعَةٍ فِي طَلَبِ نَعِيمٍ لا يَزُولُ نَجْهَدُ أَنْفُسَنَا . قَالَ عَبْـدُ الْـمَلِكِ: فَبَايَعُوهُ فَأَدْرَكْتُ عَجُوزًا شَهِدَتْ تِلْكَ الْبَيْعَةَ ، فَكُنَّا نَأْتِيهَا فَلَا تَكَادُ تَلْتَفِتُ اشْتِغَالًا مِنْهَا بِذِكْرِ اللّٰهِ

تخريج الحديث كتاب الزهد لهناد بن السرى: 406,405/2- محقق نے کہا: اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں، سوائے مصنف کے شیخ کے کہ وہ پہچانا نہیں گیا۔

ترجمة الحديث سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے انہیں قیس کے قبیلے کی طرف بھیجا اور وہ آپ کی طرف واپس آئے کہ بکثرت تکبیر کہہ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً سعد نے کچھ عجیب دیکھا ہے۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں ایک ایسی قوم کے پاس سے ہوکر آپ کی طرف آیا ہوں کہ وہ اور ان کے جانور ایک جیسے ہیں۔ بے شک ان کا مقصد جسم کا لباس اور پیٹ کا کھانا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے سعد! کیا میں تجھے اس سے بھی قابل تعجب بات نہ بتاؤں؟ کچھ لوگ ہیں جنہوں نے وہ جانا جس سے یہ جاہل ہیں پھر ان کی جہالت کی طرح جہالت کا ارتکاب کیا۔ سعد رضی اللہ عنہ واپس پلٹے تو انہوں نے کہا: اے گھر والو! جلدی آؤ نہ ختم ہونے والی نعمتوں کی طرف بیعت کے لیے، تاکہ ہم خود کو اس میں مصروف رکھیں، عبد الملک نے کہا: انہوں نے ان کی بیعت کی، پھر میں نے اس بیعت میں موجود ایک بوڑھی خاتون کو دیکھا، ہم اس کے پاس آتے اور وہ اللہ کے ذکر میں مصروف ہونے کی وجہ سے (ہماری طرف) توجہ نہ کرتی تھی۔

[126]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ الضَّرِيرُ ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ ، عَـنْ سَـعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: مَرَّ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَـا أَدْعُو بِأُصْبُعَيْنِ فَقَالَ: أَحِّدْ أَحِّدْ ، وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ .

تخريج الحديث سـنـن ابـى داؤد، الـصـلاة، باب الدعاء، رقم: 1499، سـنـن نسائى، السهـو، بـاب النهى عن الاشارة باصبعين وبأى اصبع يشير، رقم: 1273- محدث البانی نے اسے ''صحیح''

کہا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے اور میں اپنی دو انگلیاں اٹھائے دعا کر رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک سے، ایک سے (دُعا کر) اور اپنی انگشت شہادت سے اشارہ فرمایا۔

شرح الحديث (1) نماز میں حالتِ تشہد کے اندر ہاتھوں کو رانوں پر رکھ کر دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت سے اشارہ کرنا مسنون ہے۔ سیدنا عمیر خزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دورانِ نماز دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھے ہوئے دیکھا اور آپ اپنی انگلی سے اشارہ فرما رہے تھے۔ ❶

(2) دو انگلیوں یا دونوں ہاتھوں کی ایک ایک انگلی سے اشارہ کرنا درست نہیں چونکہ یہ اشارہ توحید کا عملی اظہار ہے لہٰذا ایک انگلی ہی سے ہونا چاہیے۔

[127]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ حَسَّانَ الْمَخْزُومِيُّ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي نَهِيكٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ، قَالَ وَكِيعٌ: يَسْتَغْنِي بِهِ.

تخريج الحديث سنن ابی داؤد، الصلاة، باب استحباب الترتيل فی القراءة، رقم: 1469، سنن دارمی، الصلاة، باب التغنی بالقرآن، رقم: 1531، مسند احمد: 225/2، رقم: 1476، مسند ابی یعلی: 93/2، رقم: 748۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ہم میں سے نہیں جو قرآن کو خوش الحانی سے نہ پڑھے۔ امام وکیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث سے مراد استغناء ہے۔

شرح الحديث (1) قرآن کو خوش الحانی سے پڑھنا ضروری ہے ہر مسلمان کو اس کی تربیت لینی چاہیے اور اپنی اولاد کو بھی بچپن سے ہی اس کی طرف راغب کرنا چاہیے۔ کیونکہ قرآن کریم کو خوش الحانی سے پڑھنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا اَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْئٍ مَا اَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ.)) ❷

---

❶ سنن نسائی، حدیث نمبر: 1272۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، حدیث نمبر: 7544، صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1844.

''اللہ تعالیٰ اتنا متوجہ ہو کر کسی چیز کو نہیں سنتا جس قدر قرآن کو متوجہ ہو کر سنتا ہے جب نبی اکرم ﷺ اس کو اونچی آواز سے خوش الحانی سے پڑھتے ہیں۔''

(2) عمدہ اور خوبصورت لہجے والے قاری کی آواز لذت دیتی ہے اسی لیے رسول اللہ ﷺ خوبصورت لہجہ سے پڑھنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حوصلہ افزائی کے لیے گاہے بگاہے ان سے قرآن سنتے تھے۔

(3) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((زَيِّنُوْا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ)) ''اپنی آوازوں سے قرآن کو زینت دو۔'' [1]

(4) ''يَسْتَغْنِىْ بِهِ'' یعنی جو شخص قرآن پڑھ کر اس کے علوم حاصل کرنے کے بعد دیگر دنیوی علوم یا طلب دنیا سے بے پروانہ ہو وہ ہم میں سے نہیں۔ گویا عالم قرآن اور قاری قرآن دنیا کے ظاہری عز وشرف سے بے نیاز ہے۔

[128]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِى بَكْرٍ الْمُلَيْكِيُّ، عَنِ ابْنِ أَبِى مُلَيْكَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِى وَقَّاصٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اتْلُوا الْقُرْآنَ وَابْكُوا، فَإِنْ لَمْ تَبْكُوا فَتبَاكُوا، لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ.

تخريج الحديث مسند البزار: 69/4، رقم: 1235 ـ محقق نے کہا: یہ سند ضعیف ہے، لیکن متابعات سے قوی ہو جاتی ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم قرآن کی تلاوت کرو اور رویا کرو اگر رو نہ سکو تو رونے والی شکل بنا لیا کرو، وہ ہم میں سے نہیں جو قرآن کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا ہے۔

شرح الحديث دیکھئے فوائد حدیث نمبر: 127۔

[129]...... حَدَّثَنِى أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِى بَكْرِ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِى مُلَيْكَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِى مُلَيْكَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ بْنِ أَبِى نَهِيكٍ قَالَ: جِئْتُ إِلَى سَعْدٍ فَقَالَ: مَنْ أَنْتَ يَا ابْنَ أَخِى؟ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: مَرْحَبًا مَرْحَبًا تُجَّارُ كَسَبَةٍ، كَيْفَ قِرَأَتُكَ الْيَوْمَ لِلْقُرْآنِ؟ قُلْتُ: حَسَنَةٌ قَالَ: فَإِنِّى سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: اقْرَءُوا الْقُرْآنَ وَابْكُوا فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا بُكَاءً فَتَبَاكُوا. فَذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ وَكِيعٍ

[1] سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: 1468۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

تخريج الحديث مسند الشهاب: 208/2، سلسلة الضعيفة: 31/14، .

ترجمة الحديث عبداللہ بن سائب بن ابونہیک کہتے ہیں کہ میں سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا: اے بھتیجے! آپ کون ہیں؟ میں نے انہیں بتایا تو انہوں نے کہا: خوش آمدید تجارت پیشہ افراد کو خوش آمدید۔ میں نے آج قرآن کی تلاوت کیسی کی؟ میں نے کہا: بہت خوب، فرمایا: بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''تم قرآن پڑھو اور تم رویا کرو اگر رونا نہ آئے تو رونے والا انداز بنا لیا کرو۔ آگے وکیع کی حدیث کے مثل بیان کیا۔

[130]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: دَخَلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو الْقَارِيُّ وَالْمُتَوَكِّلُ بْنُ أَبِي نَهِيكٍ عَلَى سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ فَقَالَ سَعْدٌ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو الْقَارِيِّ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: الْمُتَوَكِّلُ بْنُ أَبِي نَهِيكٍ قَالَ: نَعَمْ تُجَّارُ كَسَبَةٍ تُجَّارُ كَسَبَةٍ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ .

تخريج الحديث مصنف عبدالرزاق: 482/2، رقم: 4170۔ محقق نے کہا: اس کی سند ''حسن'' ہے۔

ترجمة الحديث عطا نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمرو القاری اور متوکل بن ابی نہیک سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو سعد رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عمرو القاری سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا: متوکل بن ابی نہیک ہیں فرمایا: اچھا، تجارت پیشہ مزدوری کرنے والے، تجارت پیشہ مزدوری کرنے والے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے۔ ''وہ ہم میں سے نہیں جو قرآن کو خوش الحانی سے نہ پڑھے۔''

شرح الحديث دیکھئے فوائد حدیث نمبر: 127۔

[131]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ الْوَلِيدِ الْأَزْدِيُّ ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ ، عَنْ مُجَالِدٍ ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ الْمَدِينَةَ بَعَثَنَا فِي رَكْبٍ لَا يَكُونُ مِائَةً فَأَمَرَنَا أَنْ نُغِيرَ عَلَى حَيٍّ مِنْ كِنَانَةَ إِلَى جَنْبِ جُهَيْنَةَ وَكَانُوا كَثِيرًا فَلَجَأْنَا إِلَيْهِمْ فَمَنَعُونَا ، وَقَالُوا: لِمَ تُقَاتِلُونَنَا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ؟ قُلْنَا: إِنَّمَا يُقَاتَلُ فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ مَنْ أَخْرَجَنَا مِنَ الْبَلَدِ الْحَرَامِ فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ قَالَ: وَكَانَ الْفَيْءُ إِذْ ذَاكَ مَنْ أَخَذَ شَيْئًا فَهُوَ لَهُ قَالَ: فَقَالَ بَعْضُنَا: نَأْتِي عَلَى عِيرِ قُرَيْشٍ فَنَقْتَطِعُهَا وَقَالَ بَعْضُنَا: بَلْ نُقِيمُ فِي مَكَانِنَا هٰذَا فَقُلْتُ أَنَا فِي أُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِي: بَلْ نَأْتِي رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

فَنُخْبِرُهُ قَالَ: فَأَتَيْنَاهُ فَقَامَ غَضْبَانُ فَقَالَ: ذَهَبْتُمْ مِنْ عِنْدِي جَمِيعًا وَجِئْتُمْ مُتَفَرِّقِينَ، لَأَبْعَثَنَّ عَلَيْكُمْ رَجُلًا لَيْسَ بِخَيْرِكُمْ، أَصْبَرُكُمْ عَلَى الْجُوعِ وَالْعَطَشِ، فَبَعَثَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَحْشٍ وَكَانَ أَوَّلَ أَمِيرٍ فِي الْإِسْلَامِ.

تخریج الحدیث مسند احمد: 250/2، رقم: 1539، مصنف ابن ابی شیبة: 352/7، رقم: 36651. مجمع الزوائد: 66/6، رقم: 9938، سلسلة الضعیفة، رقم: 2729.

ترجمة الحدیث سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک قافلہ کی شکل میں روانہ کیا ہماری تعداد ایک سو بھی نہ تھی۔ آپ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم قبیلہ جہنیہ کے قریب بنو کنانہ کی ایک شاخ پر حملہ کریں۔ وہ لوگ تعداد میں بہت زیادہ تھے۔ ہم ان (جہنیہ قبیلہ) میں جا کر پناہ گزیں ہو گئے تو انہوں نے ہمارا تحفظ کیا اور (یہ بھی) کہا: تم لوگ ہم سے حرمت والے مہینے میں قتال کیوں کرتے ہو؟ ہم نے کہا: بے شک حرمت والے مہینے میں وہ قتال کرتے ہیں جنہوں نے ہمیں حرمت والے شہر (مکہ) سے حرمت والے مہینے میں نکالا ہے۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: ان دنوں دستور تھا مال پر جو آدمی قابض ہو جاتا وہ اسی کا ہوتا تھا۔ تو ہم میں سے کچھ نے کہا: ہم قریش کے قافلے کی طرف جاتے ہیں اور اس کو لوٹ لیتے ہیں اور ہم میں سے بعض نے کہا: بلکہ ہمیں یہیں ٹھہرنا چاہیے۔ میں نے اپنے بعض ساتھیوں سمیت یہ کہا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر آپ کو اطلاع کرتے ہیں۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ غضب ناک ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''تم میرے پاس سے اکٹھے گئے تھے اور تم الگ الگ ہو کر آ رہے ہو، میں تمہارے اوپر ایک ایسے آدمی کو امیر بنا کر بھیجوں گا جو تم سے افضل یا بہتر نہیں البتہ تم سے زیادہ بھوک اور پیاس پر صبر کرنے والا ہے۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر بھیجا اور یہ پہلے آدمی تھے جنہیں (دورِ) اسلام میں امیر بنایا گیا۔

[132]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْمِنْقَرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ، حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ الثَّقَفِيُّ قَالَ: خَرَجَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ فَطَعَنُوا عَلَى سَعْدٍ قَالَ: فَكَانَ مِنْ قَوْلِ الْعَبْسِيِّ أَنَّهُ قَالَ: لَا يُحْسِنُ الصَّلَاةَ. فَغَضِبَ عُمَرُ غَضَبًا شَدِيدًا، ثُمَّ قَالَ: كَيْفَ تُصَلِّي يَا سَعْدُ؟ قَالَ: أُطِيلُ الْأُولَيَيْنِ، وَأَحْذِفُ الْأُخْرَيَيْنِ حَذْفًا كَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ، قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ: صَدَقْتَ

قَالَ: فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ قَدْ صَدَّقَهُ دَعَا عَلَيْهِ ، وَقَالَ: وَعَرِّضْهُ لِلْفِتَنِ . قَالَ: فَرَأَيْتُهُ يَتَزَوَّجُ الْيَهُودِيَّاتِ وَيَتَزَوَّجُ النِبْطِيَّاتِ .

تخریج الحدیث تخریج کے لیے دیکھیں حدیث نمبر: 1، 2، 3، 4، 5۔

ترجمة الحدیث عبیداللہ بن دینار ثقفی نے بیان کیا: کوفہ کے رہنے والوں میں سے کچھ نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کیے ان (اعتراض کرنے والوں) میں سے عبسی کا کہنا یہ تھا کہ وہ نماز اچھی طرح سے نہیں پڑھتے۔ (یہ سن کر) امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ شدید غضب ناک ہو گئے پھر پوچھا: اے سعد! آپ نماز کس طرح پڑھتے ہیں؟ انہوں نے کہا: میں پہلے دو رکعتوں میں لمبی قرأت کرتا ہوں اور دوسری دو رکعات کو مختصر کرتا ہوں جیسا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے درست فرمایا: جب سعد رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی تصدیق کر دی ہے تو انہوں نے اس (عبسی) کے لیے بد دعا کی اور فرمایا۔ (اے اللہ!) اسے فتنوں سے دوچار فرما۔ عبیداللہ نے کہا: میں نے اسے دیکھا وہ یہودی اور نبطی خواتین سے شادی کرتا تھا۔

[133]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ الطُّفَاوِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي نَجِيحٍ قَالَ: سَأَلْتُ طَاوُسًا عَنْ رَجُلٍ رَمَى الْجَمْرَةَ بِسِتِّ حَصَيَاتٍ فَقَالَ: يَتَصَدَّقُ بِقَبْضَةٍ مِنْ طَعَامٍ ، قَالَ: فَلَقِيتُ مُجَاهِدًا فَسَأَلْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ بِقَوْلِ طَاوُسٍ فَقَالَ: يَرْحَمُ اللّٰهُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَمَا سَمِعَ قَوْلَ سَعْدٍ: رَمَيْنَا الْجِمَارَ فِي حَجَّتِنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، ثُمَّ جَلَسْنَا نَتَذَاكَرُ ، فَمِنَّا مَنْ قَالَ: رَمَيْتُ بِسِتٍّ ، وَمِنَّا مَنْ قَالَ: رَمَيْتُ بِسَبْعٍ ، وَمِنَّا مَنْ قَالَ: رَمَيْتُ بِثَمَانٍ ، وَمِنَّا مَنْ قَالَ: رَمَيْتُ بِتِسْعٍ ، فَلَمْ يَرَوْا بِذَلِكَ بَأْسًا ، قَالَ ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ: زِدْتُ حَسَنَةً وَنَقَصْتُ حَسَنَةً لَا بَأْسَ .

تخریج الحدیث سنن نسائی، الحج، باب عدد الحصی التی یرمی بها الجمار، رقم: 3079۔ مسند احمد: 49/3، رقم: 1439۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث عبداللہ بن ابی نجیح کہتے ہیں میں نے طاؤس رحمہ اللہ سے پوچھا: اگر کوئی آدمی جمرہ کو چھ کنکریاں مارے تو اس کا کیا حل ہے؟ تو انہوں نے کہا: وہ ایک مٹھی کھانا صدقہ کرے گا۔ عبداللہ نے کہا: میں مجاہد رحمہ اللہ سے ملا تو ان سے بھی یہی سوال کیا اور طاؤس رحمہ اللہ کے فتویٰ سے بھی آگاہ کیا تو انہوں نے فرمایا: اللہ ابو عبدالرحمٰن (طاؤس) پر رحم فرمائے۔ کیا اس نے سعد رضی اللہ عنہ کا یہ قول نہیں سنا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج

کے موقع پر جمرات کی رمی کی، پھر ہم بیٹھے باہم باتیں کر رہے تھے ہم میں سے کسی نے کہا: میں نے چھ کنکریاں ماری ہیں اور ہم میں سے کسی نے کہا: میں نے سات کنکریاں ماری ہیں اور ہم میں سے کسی نے کہا: میں نے آٹھ کنکریاں ماری ہیں اور ہم میں سے کسی نے کہا: میں نے نو کنکریاں ماری ہیں۔ انہوں نے اس میں کوئی حرج محسوس نہ کیا۔

شرح الحدیث (1) اہل علم وفضل سے شرعی راہنمائی لینی چاہیے۔

(2) ایک عالم سے مسئلہ پوچھنے کے بعد دوسرے بڑے عالم سے اسی مسئلہ کی تصدیق حاصل کی جاسکتی ہے۔

(3) اہل علم کی شان یہ ہے کہ وہ اختلاف رائے احسن انداز سے کرتے ہیں اور مدمقابل کا ادب واحترام ملحوظ رکھتے ہیں۔

(4) جمرات کو سات کنکریاں ہی مارنی چاہیے جس کا صراحت کے ساتھ حدیث میں ذکر ہے۔

(5) غلطی، بھول چوک یا رش کی وجہ سے ایک آدھ کنکری رہ جائے تو حرج نہیں۔

(6) جان بوجھ کر کمی بیشی کرنا جائز نہیں۔

(7) بہت سے شرعی مسائل میں رخصتیں موجود ہیں لیکن ان سے ناجائز فائدہ اٹھانا غلط ہے۔

[134]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: صَحِبْتُ سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ، وَرَجَعْنَا فَمَا سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ حَدِيثًا حَتَّى رَجَعْنَا .

تخریج الحدیث سنن ابن ماجه، المقدمة، باب التوقی فی الحديث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، رقم: 29، سنن دارمی، المقدمة، باب من هاب الفتيا مخافة السقط، رقم: 286۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سائب بن یزید سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: میں مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ تک سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کا ہم سفر رہا (پورے سفر میں) میں نے آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث بھی بیان کرتے نہیں سنا حتیٰ کہ ہم واپس (مدینہ) آ گئے۔

شرح الحدیث (1) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو بیان کرنے میں احتیاط کا دامن تھامے رکھنا

ضروری ہے تاکہ کہیں کوئی ایسی بات رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب نہ ہو جائے جو آپ نے ارشاد نہیں فرمائی۔

(2) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ سے احادیث بیان کرنے میں انتہائی محتاط تھے۔

(3) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم احتیاط ضرور کرتے لیکن ساتھ ساتھ لوگوں کو شرعی احکام بھی بیان کرتے وعظ ونصیحت بھی کرتے جو احادیث رسول ہی سے ماخوذ ہوتے تھے۔

وهو آخر مسند سعد بن أبي وقاص، والحمد لله وحده، وصلى الله على سيدنا محمد وآله وصحبه وسلم.